یعنی خلاصۂ عشق و نازنین و جانفزا حسن آفرین معشوقان جہان

ACHHE LALL ۳۲.۳۰۶

مطبع منشی نولکشور میں مطبوع طبع عاشقان ہوا

Checked
1987

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادائے ثنائے پاک پروردگار وادی دشوارگزار ہے اس عرصۂ ناپیداکنار کی حد ہے نہ اس دریائے ذخار کا
کنارہے طاقت بشری قدرت انسانی سے باہر ہے زبان آلودہ خطا الغرض اس بیان مین سراسر
قاصر ہے ہرچند آدم خاکی نژاد نے اسرار و رموز اسماء و صفات الٰہیہ کی شناخت مین دل لگایا مگر کسی
طرح سررشتۂ شناسائی ذات مقدس ہاتھ نہ آیا پس لازم ہے کہ ما عرفناک حق معرفتک کہکر حضور و قصور سمجھے
زیادہ حوصلہ نہ کیجیے اور نعت جناب سرور کائنات خلاصۂ موجودات شفیع المذنبین ممدوح رب العالمین
حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم کہ باعث ایجاد کونین محبوب رب المشرقین
والمغربین المخاطب بخطاب ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین مین ہمارے ناطقۂ بیدستگاہ سے کیونکر
بیان ہو جبکہ خود خدائے جہان آفرین اوسکا ثناخوان ہو نظم محمد باعث ایجاد کل محبوب سبحانی ✣
کہ فخر عیسی گردون نشین ہو جسکی دربانی ✣ براق برق تاز اوسکا شب معراج وان پہونچا ✣ جہان
نہ جسم ہے نہ روح جز آثار نورانی ✣ ثنا سا ہو سکے کب مرتبے سے ایسے داور کے ✣ خیال فلسفی و ہندسی
وہم انسانی ✣ اللہم صل علی محمد النبی الامی و علی آلہ و اصحابہ و ازواجہ و اہلبیتہ اجمعین بعد اسکے
بندۂ ناچیز کمترین بندگان خالق کونین عاری از علم و فن قصیر سراپا تقصیر سید محمد فخر الدین حسین
المتخلص بسخن ابن حضرت خواجہ سید محمد جلال الدین حسین المعروف بہ حضرت صاحب مدظلہ ابن حضرت

سیدنا خواجہ نظام الدین احمد المدعو بسید فقیر صاحب خلف الصدق حضرت سید شاہ خواجہ سید بدر الہدیٰ وکی الکمھاری چشتی قدس اللہ اسرارہما خدمت مین ارباب دانش و بینش کے عرض پرداز ہو کہ اس زمانہ مین کہ اردو زبان کا رواج سے اکثر کتب علمیہ و تواریخ کے مطالب سے اونکا ابتدا پرلطف حقیقت طبع آزمائی اور تقاضاے دلکشائی بہ تکلیف بعضی احمد تقا و تحریک احبابی دستان سرا ایک حکایت لطیف عشق و عاشقی کی تحریر پیرا اول مائل ہوا سید ارفیاض سے اوسکے حسن اختتام کا سائل ہے اگر ہنر پروران سخن کی نظر مین قبول ہو تمرۂ باغبانی بہارستان سخن زیب دامن وصول ہو خاتمہ کتاب مین احوال شعرگوئی اپنا کہ ابتداے عمر مین حضرت نواب اسد اللہ خان غالب سخنور بعدیل و نظیر کی خدمت مین مستفیض رہکر نظم و نثر پارسی اور اشعار اردو کا شوق بہم پہونچایا اور عم والا تبار ممدوح برنا و پیر حضرت جناب خواجہ محمد بشیر صاحب عموی حقیقی اپنے سے اس فن مین استفادہ کیا بیان کرونگا اب قصیدہ مدحیہ کو جو حضرت پیر و مرشد ہادی برحق اعلے اللہ تعالی شانہ کی مدح مین لکھا ہے تیمنا عنوان اس کتاب کا قرار دیکر داستان خیال آرا کو شروع کرتا ہون توفیق الہی دمساز ہو تا آغاز کتاب بحسن انجام دلنواز ہو

واللہ الموفق والمعین ✤

قصیدہ مصنف در مدح حضرت پیر و مرشد برحق ہادی مطلق شمس الضحی بدر الدجی نور الہدی کہف الوری حضرت جناب شاہ قیام اصدق صاحب چشتی اعلی اللہ تعالی شانہم واعلی اللہ درجتہم و لازال شموس فاضتہم مستنیرۃ

گیا جو ایک چمن مین مین سیر کو تنہا
بسان شاہد بدمست و شوخ بے پروا
بہار داغ دل لالہ ایاغ بکف
بغل مین سب کے تھا خوشبو شہانا کہ جوڑا
سمن کی غازہ آلکت اپنے رت تھی
کھلی نہ شرم سے بھی چشم نرگس شہلا
بہار و سیر چمن بھا گئی جو آنکھون مین

تو نکہت گل و غنچہ سے لطف خلد ملا
دم سحر تھی وہ گلگشت فضاے سیر چمن
صداے خندۂ گل شور بلبل شیدا
چنبیلی اور گل شبو شال سیم تنان
کہ جس طرح کسی گلرو کا ہو رخ زیبا
ثمر تھے وانکے درختونکے میوہ جنت
تو نیشے میٹھے غزل یہ لکھی قلم کو اوٹھا

نسیم ناز سے چلتی تھی ہر روش پہ وہان
کہ بلبل دل نالان پکارا صل علا
عروس باغ تھی سرگرم جلوہ افروزی
اشرفی و گل صدبرگ زرد دلکش طلا
جو دیکھی شوخی حسینان بوستان تو وہان
شجر تھے اوس چمنستان کے ہمسر طوبا

غزل

غم فراق سے پہونچا یہ حال زار مرا
تو پڑ جھکے دم برون سر دم دعا کے رد بلا
جمال یار سے آیا جو غش کبھی مجھکو
بلا سے گرد ستم پیشہ کر رہا ہے جفا
لیے ہین بو جو ہمنے تمھاری زلفون کے
کدھر چلے ہو ادھر آؤ میرے حور لقا
مریض عشق کو حاجت ہے نوشدارو کی
خرید لے تو ابھی جنس دل کا ہو سودا
غزل لکھی تھی یہانتک کہ سمت مغرب سے
تو آئی پھر یہ آواز خوب محبوندا
قتیل خنجر ابرو سے مہوشان جہان
فریب خوردہ دنیا کہ جسکا ہے شیدا
ثبات ہستی ناپائدار اک دم ہے
خموش کیا ہے کہ منہ مین نہین زبان گویا
اگر سجائیو اپنے تئین تو ان سب سے
سواد مردمک چشم حور کر یک جا

کہ مجھکو دیکھ سگ کوے یار رونے لگا
وہ نقش ہون کہ زمانے سے مین رہون بیگانا
گلاب باغ جنان کا حور نے چھڑکا
چھڑایا مجھسے مرا یار کس بہانے سے
سزا جو چاہو کرو ہوگئی ہے ہمسے خطا
ہزارون خون کے دعوے مین ایک تجھسے
اگال اپنے دہن کا دے اگر ہے عیسیٰ
تمھارے ظلم سے بس ہے رقیب بعد کے
حسد سے سجدہ نہ کی نیزہ اک ہوئی پیدا
کہ ای اسیر بلا نقش بوریا کے الم
فدا ہے روی حسینان شہید ناز و ادا
تو کس خیال مین رہتا ہے رات دن غافل
سوا ذات خدا کے سب کے واسطے ہے فنا
بورد کلمہ توحید صبح آتا ہین
کہ ہین جہان مین بہت دشمنان دوست نما
لکھا یہ مطلع برجستہ پئے از رہ شوق

کسی صنم کی جو اب دیکھ لون مین لطف ردا
وہ قطرہ ہون کہ اگر ہون فنا تو ہون دریا
مجھے ہے کیا کہ مین اپنی وفا سے درگذرون
ترا یہ طرز ستم آسمان پسند آیا
نشہ ہے خوب نگرنا کہین ذرا دیکھو
ہوئی ہین کشتہ مری آرزوئین دل کی سدا
مین سمجھتا ہون آسکے لیے ایک کو پر
کہانسے لاؤ گے ایسا سخن کو جہان
جو مینے خوف سے گھبرا کے دیکھا سوے فلک
غریق بحر غم مبتلا ہے حرص و ہوا
ستم رسیدہ گردون جو ہے ترا دشمن
جہان یہ خواب ہے ہرگز نہین ہے اسکو بقا
بصدق دل تو یہ کہہ لا الہ الا اللہ
قصیدہ ایک نئے طور کا تو کر انشا
پئے سکے لایا قلم شاخ نخل طوبا سے
کہ ہو قبول بدرگاہ سرور والا

مطلع

لکھا ازل سے یہ مرقوم ہے بکلک قضا
سراج بزم یقین نور شمع صدق و صفا
حبیب خاص خدا نائب رسول کریم
فقیہ اکمل و شب زندہ دار بیدار
وہ کون حضرت شاہ جہان قبلہ ہمہ صدق
غلام خاص حضرت فخر دین قصید مرا
غلام و شیخ والا عبا پوش کا ہون

ترا خطاب حبیب خدا شہ والا
فلک جناب زمین مسکن و بشر پیکر
ستون شرع و ورع آب گوہر تقوی
ستون کعبہ اسلام عرش اعظم حلم
کہ جسکی زیر کف پا ہے جنت الماوا
ہے بیان نے جو بوسے مرقدمین کے لیے
کہ جسکے شوق مین ہین یان ہزار جان فدا

معین دین محمد کفیل آمرزش
ملک خصال پری وش جمیل حور لقا
چراغ دودہ چشتی و قادریہ طریق
گل بہشت کمالات خضر راہ صفا
اور اسکے بعد لکھا تھا یہ مصرعہ موزون
الٰہی نام یہ کسکا زبان پہ آیا
ہوا باغ معانی مین فیض اقدس سے

دکھا رہی ہے عجب لطف اپنی طبع رسا
ترا الطاف ہین خضر وار گر ہو نصیب
نہ سمجھو ہے غم امروز نے غم فردا
ترا غلام جو ہو جائے شاہ ہفت اقلیم
کہ فرط ضعف سے اب تک کا نہین پایا
یہ مہر طے کرے جبتک منازل فلکی
لباس اہل تنعم ہو اطلس و دیبا
غذای روح مریدونکو تیرا اسم عظیم

شہا تو مہر درخشان ہین ذرہ ناچیز
تو مجھکو پھر نہ ہے آرزوے آب بقا
ترے جلال کے باعث ترے کرم کے سبب
تو سمجھے خاک کو وہ فرش اطلس و دیبا
پس از صلوٰۃ و وظائف بصد خضوع و خشوع
یہ ماہ اوسے کرے جبتک کسب ضیا
نماز تاکہ جماعت سے ہووے مسجد مین
دواے درد دل بیکسان ہو نام ترا
بفرق جملہ مریدان خصوص ہو سایا

کبھی تو میری بھی جانب نگاہ لطف و عطا
مین جبسے تیری غلامی مین آ کے خاص ہوا
گذرتی ہے مری ہر دم بیان وصف ترا
زیادہ طول نہ دے اب سخن تمام کرو
دعا جناب الٰہی مین ہے یہ صبح و مسا
گلیم و خرقہ ہو جبتک فقیر کی پوشش
زبان لوگ پہ ہو جاوے جبتک کہ نام خدا
یہ سایہ قدم پاک تا قیامت ہو

اور جو اس قصہ کو ملاحظہ کرے وہ یہ نہ سمجھے کہ فسانۂ عجائب کا جواب لکھا ہے جبتا لکھا ہے لاجواب لکھا ہے نہین مرزا صاحب یگانہ ہین یکتاے زمانہ ہین وہ موجد ہین ہم مقلد ہین فرق یہ ہے بس قدر کہ ہم کس مرزا صاحب بڑے آدمی ضعیف پھر کہان اونکی تالیف اور کہان ہماری تصنیف ہم نوجوان وہ صد باران دیدہ سنجیدہ فہمیدہ پیر کہن پھر کہان فسانۂ عجائب اور کہان سروش سخن مگس کو ہما کے ساتھ کیا ہمسری ذرے کو سہا سے کیا برابری جولت دفتر مرتب سمجھے وہ البتہ ہمارا مطلب سمجھے مگر صاحب موصوف نے جو اپنی تالیف مین بیچارے میر امن دہلوی کو بنایا ہے اپنی زبان کی تیزی سے اوس صاف گو کو ایک آدھ کڑا فقرہ سنایا ہے تو ہم بھی اب کہتے ہین کہ سرور لکھنوی نے اٹھارہ مرتبہ فسانۂ عجائب کو درست کیا جو فقرہ ذرا سست پایا اوسے چست کیا مگر غلطی لفظ کی کئی مرتبہ کتاب چھپی مگر وہ بات نہ چھپی قصہ اپنا از سر نو ملاحظہ فرمائین ابتدا سے انتہا تک دیکھ جائین اور سمجھین کہ کئی جگہ تانیث کو تذکیر لکھا ہے اور تذکیر کو تانیث باندھا ہے ارباب بینش پر سب آشکارا ہے حاجت تصریح نہین اکثر غلط ہے بالکل صحیح نہین حق تو یہ ہے کہ جو اردوے معلی کی زبان نہین جانتا تذکیر و تانیث نہین پہچانتا جو شاہ جہان آباد مین نہین رہا ہے جسنے دربار شاہی نہین دیکھا ہے وہ فسانہ کیا لکھے اوسکا منہ کیا ہے یون تو کہنے کو بہت سے داستان گو دہلی اور لکھنؤ مین مارے مارے پھرتے ہین اگر وہ بھی چاہین تو فسانہ لکھ ڈالین تھوڑا کام کرکے بڑا نام کرین متقدمین کے سخن پر نکتہ چینی کرین اونکے کلام مین کلام کرین جیسے لکھنؤ کے بعض شاعر اونکے باپ دادا سب سیکھے سکھائے دہلی سے آ گئے یہان آباد ہوے وہ اب ہر فن کے موجد بنے سب شاعرون کے

استاد ہوئے انصاف کیجئے تعلّی کی نہ لیجیے مرزا محمد رفیع السودا اور خواجہ میر درد اور خواجہ
محمد نصیر اور میر حسن صاحب مصنف مثنوی سحر البیان یہ سب صاحب کہاں گئے بھتیجے میر تقی
غفران مآب تو بادشاہ شاعران اور استاد سارے جہان کے تھے اس مین تو کسیکو جائے گفتگو اور
تقریر نہین اور اگر ہو تو ع آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہین نہ انکو جانے دیجیے اور غور کیجیے
کہ اس زمانے مین غالب … شاعر ہین فرد ہین جسکے شعر خامہ کی جنبش کے
ہین نظم و نثر مین تمام اساتذہ کا کلام گرد ہے ہندوستان سے ولایت تک تو ثانی نہین رکھتا
غالب ہے آپ کا شاگرد ہو جو فن شاعری کا طالب ہے اوستاد کو لازم ہے کہ
سوائے اپنے تلامذہ کے دوسرون کے کلام مین عیب لگائے حرف گیر نہو سعدی نے خوب کہا ہے (؟)
علم تیرا … اردو جنکی زبان اونھین پر لعن طعن ایسا بھی آدمی
بے پیر نہو بقول حضرت نسیم دہلوی نسیم دہلوی ہم موجد باب فصاحت ہین نہ کوئی اردو
کو کیا سمجھے کہ جیسا ہم سمجھتے ہین اور ہمنے جو اس قدر صاف صاف لکھا ہے اس پر بھی آزردہ
کوئی مغرور ہو تو خیر ہم پروا نہین کرتے راست گفتار ہین کج بحثی سے بیزار ہین اسمین اب اسکو الم
ہو یا سرور ہو ارباب دانش اور اصحاب بینش سے یہ التماس ہے کہ فقیر اس نثر کو لکھکر اوستادی
کا دعوے نہین کرتا نہ شاعر کا دم نہین بھرتا کسی سے انعام کی خواہش کسی کو نذر دینا مقصود
نہین ہے اپنی التجا کسی سے سوائے معبود نہین ہے امیدوار ہون کہ اگر اسمین کسی طرح کی غلطی
ملاحظہ فرمائین تو اسکو اپنی وفور مہربانی سے چھپائین اور سمجھین کہ دہلی کا رہنے والا ہے
محاورہ اور روزمرہ سے لکھنؤ کے ابھی نا آشنا ہے واللہ ولی التوفیق وہو خیر الرفیق

آغاز داستان پیدا ہونا شہزادۂ آرام دل کا اور ملاحظہ کرنا تصویر ملکۂ حسن افروز حور شمائل کا اور مائل ہونا اوسپر دل کا اور روانہ ہونا محمود کے ہمراہ اوس نیم بسمل کا

پلا ساقیا آب گلگون کا جام	کہ آتا ہی عالم مین ماہ تمام	لگادی لبون کے لب پیکی مے	کرون سیر باغ ارم جی مین ہے

راویان اخبار کہن و مصوّران پیکر سخن تصویر اس داستان کی صفحۂ بیان پر یون کھینچتے ہین

که سرزمین چین مین ایک بادشاہ تھا نہایت عادل و باذل دریا دل رعیت پرور عدالت گستر عموم
عدل و احسان اوسکا رشک افزای عدل کسریٰ اور نوشیروان تھا جود و سخا مین حاتم کا کیا ذکر ہے
محیط اعظم اوسکی وسعت فیض سے بصد پیچ و تاب امواج انگشت بدندان تھا اوسکے عہد معدلت مہد
مین زیر دستون کو زبردستون سے متعدی پیش آنا موجب جرم و یقین پاداش تھا ہر ایک قوی کا
دل ہر ضعیف کی فریاد کی بیم سے مانند دندانہ تشدید اندیشہ مند خراش تھا سب کا جام تمنائی نشاط
سے سرشار تھا تنگ ہر طبیعت کا ہمرنگ گلشن و گلزار تھا بہت بادشاہ اوس شہنشاہ گردون بارگاہ
کے خراج گذار تھے اور غاشیۂ اطاعت کا دوش پر رکھکر بندۂ فرمانبردار و جان نثار تھے خصائل خجستہ
اور شمائل میمنت افزا سے اسکو کام تھا فرخ سیر کجکلاہ اوس شاہ عالیجاہ کا نام تھا مگر اوس شاہ گردون
وقار کا باین جاہ و حشم دور کنندہ غم کاشانۂ امید کا روشن کرنے والا کوئی فرزند سعادت توام نہ تھا چراغ
دودمان دولت فروغ بخش عالم نہ تھا کس لحظہ یہ الم دل سے بہم نہ تھا کس دم اس درد سے لب پر آہ و
نالہ بہم نہ تھا کون ساعت تھی کہ جگر کا داغ سوزان نہوتا کون وقت تھا کہ رنج و آلام سے گریان نہوتا جب
خیال جگر گوشۂ تمنا کا آتا تھا دونون ہاتھون سے کلیجہ تھام کر اشک حسرت چشم تر سے بہاتا تھا سلطنت کو
بے وجود فرزند دلبند کے خاک کے برابر جانتا شہریاری اور حکومت کو وارث تاج و تخت کے نہونے
سے باغ خزانی سے بے رونق تر جانتا شب و روز بصد سوز بدرگاہ حق جل و علے یہ دعا ورد زبان تھی اسی
مناجات کی تکرار وظیفۂ کام و دہان تھی **مولانا نظامی قدس سرہ** توگفتی ہر آن کس کہ در رنج و تاب
دعا کند من کنم مستجاب ÷ چو عاجز رہانندہ دانم ترا ÷ درین عاجزی چون نخوانم ترا ÷ ای چارہ ساز
بیچارگان و ای فریادرس بیکسان تو نے اپنے فضل و احسان سے مجھہ حقیر عاجز کو اس رتبے پر پہونچایا
ایسا مرتبہ بڑھایا کہ ایک عالم میری تحت حکومت کیا میرے آگے گردن کشون کا سر جھکایا سارے
مخلوق سے ظل اللہ کہوایا اور یہ توفیق بخشی کہ اس نشۂ دولت مرد آزما سے مستی غفلت ہوش ربا نہوئی
اپنے رجوع ہر کار مین تیری درگاہ کے سوا نہوئی اب آفتاب حیات لب بام آیا سفید بال آئے موت
کا پیام آیا تیرے فضل سے مجھہ بندۂ ناچیز کی خاطر کیا کیا مہیا نہوا مگر کوئی فرزند ارجمند ثمرۂ زندگانی اس
گمنام کی نشانی اب تک پیدا نہوا کہ بعد میرے وارث تاج و دیہیم کا ہوتا اور فرمانروا اس اقلیم کا ہوتا تیری
ذات دستگیر درماندگان اور وحدہ لاشریک ہے میری مشکل کشائی اور حاجت روائی ادنے کار تیرے
نزدیک ہے گل مراد مجھہ بے بنیاد کا نسیم فضل عمیم سے اپنے شگفتہ اور خندان کر بحق اولاد رسول مقبول
صلے اللہ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم اس داغ لاولدی کا جلد درمان کر **مصنف** امیدوار کیون نہون مین تجھہ

کریم ہے ٭ نومید کون ہی ترے فضلِ عمیم سے ٭ یہ آہ پر تاثیر اور دعاے شبگیر اس ہمایون خصال فرخ فال کی پایۂ اجابت کو پہونچکر بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی آرزوے خاطر بر آئی تمناے دل حصول پہ ہوئی آثار امید فرزند کے نمایان ہوے بانوے شاہ حاملہ ہوئی چراغہاے مراد خیر طلبوان کے شبستان بخت مندی مین فروزان ہوے بعد گذرنے نو مہینے کے ایک لڑکا مہ پارہ مہر خوبی کا ستارہ بیج نخل نواب خاص محل سے پیدا ہوا ہر خرد و کلان اوس ماہ تابان پر بلا گردان ہوا خورشید انور اوس صورت زیبا کا شیدا ہوا

سراپا از مصنف عفی اللہ عنہ

تھی وہ پیشانی کہ دیکھے جو کبھی ماہ فلک
آدمی کیا ہے قتیل اشارہ ہوئین ملک
اوسکی بینی کی لطافت کو رقم کیا کیجے
دھیان بوسہ کے وہ خون کی ٹپکا ہے جھلک
نازنیجاسے دہن تنگ ختن ہاتھ اوٹھائے
طائر رشتہ بیاب بنکے وہ رہجاے اٹک
صفت دندان سے جو دی خامہ ہین تو تشبیہ
کہ جیسے دیکھکے شرماتی ہی کندن کی دمک
جستجو سے کمر یار ہین یہ جیسے کمن
پر نہین پایا نشان اوسکی کمر کا ابتک
اب ہو خاموش سخن طول سخن تا بکجا

مثل تصویر تحیر زدہ رہجاے بھچک
چشم فتان مین وہ شوخی کہ اسے دیکھی گل
دسہ دم ناک مین دم لاتی ہی نتھنونکی پھڑک
کان وہ کان ملاحت کہ نہ دیکھے نہ سنے
تو کبھی لف معنبر کی جو پہونچے اوس تک
لب جانبخش وہ ایسے کہ کلام شیرین
ناز ذرہ کے عشوہ کہی چل نہ سکے سر ک
اسکی گردنکی صراحی کا اگر وصف کرون
آنکھہ پر اپنی سہ و خور کی لگا کر عینک
بنجۂ مہر لگا منہ کی بلائین لینے
کتنی لکھہ چلکیا فسانہ کی عبارات ابتک

تیغ ابرو کی وہ برش کہ دم خونریزی
مارتا تھا گل نرگس چمن مین کو شپک
کیا نزاکت کہون سکے او گل رخسار کی مین
ہی تمناے سخن یہ کہ مین پہونچون اوس تک
تار گیسو جو نظر آئے دل شیدا کو
دم عیسی کے برابر ہو جو پہونچے وان تک
چہرے کے رنگ طلائی کی بہار ایسی
رشک سے گردن مینا بھی ابھی جائے چھلک
روز و شب شرق سے تا غرب وہ کرتا ہی تلاش
جس دم آغوش مین مادر کے گیا وہ بالک
الغرض ارکان دولت نے اس مژدہ

روح افزا کی خبر اوس شاہ نیاز مند درگاہ بے نیاز گوش بر آواز کو پہونچائی بادشاہ نے بقول میر حسن

یہ سنتے ہی مژدہ سمجھا جان	کیے لاکھہ سجدے کہ اے بی نیاز	تجھے فضل کرتے نہین لگتی بار	نہو تجھسے مایوس امیدوار

اور بعد نماز شکرانہ حکم دیا کہ آج سے چھہ روز تک سب امیر و وزیر غریب و فقیر اپنے اپنے گھر مین جشن کرین خزانہ عامرہ سے واسطے مصارف کے جس قدر روپیہ درکار ہو طلب کرلین سب نے چھہ روز تک خوشی کی بعضون نے اندازہ سے زیادہ بادہ نشاط اور مے انبساط سے مست ہوکر فکر دین و دنیا سے فراموشی کی بادشاہ نے دو ہفتہ جشن جمشیدی کیا حاجتمندون کو اس قدر دیا کہ اب تک اس ملک مین کوئی محتاج نظر نہین آیا

جنھون نے کوڑی آنکھون سے نہ دیکھی تھی اونھون نے لعل و گہر کا ذخیرہ پایا صبح ولادت شاہزادہ محسود صبح
عید تھی نامرادون کے قفل بستہ کی کلید تھی الغرض تولد شاہزادہ کی خبر ہر ایک کو معلوم ہوئی اور اوس
بدر درخشان کے حسن و جمال کی آفاق مین دھوم ہوئی بسکہ وہ جگر پارہ آرام دل و جان اور راحت
روح و روان تھا اسلیے آرام دل نام رکھا لیل و نہار پرورش سے کام رکھا جب چار برس کامل گذر گئے
مرادون کے دن بھر گئے پانچوان سال شروع ہوا نیر اقبال کا مشرق اجلال سے طلوع ہوا موافق
رسم و آئین اوس دیار کے بڑی دھوم دھام کمال عز و احتشام سے اوس ابجد خوان مکتب خوبی کی
بسم اللہ ہوئی خلق کو دو چند رفاہ ہوئی **مصرعہ** ہوگیا بسمل سعلم اوسکا بسم اللہ مین ٭ ادیب و اتالیق
ادب کے سکھانے کے لیے علما اور فضلا علوم پڑھانے کے لیے معین ہوے تیر انداز نیزہ باز چابک سوار
اور ہر قسم کے اہل کمال ہر ایک ہنر بتانے کے لیے مقرر کیے گئے شہزادہ بسکہ فکر بلند ذہن رسا اور طبع
ارجمند رکھتا تھا دس برس مین تمام علوم سے ماہر اور جمیع فنون پر قادر ہوا جب وہ غیرت ماہ بدر کامل
ہوا اور چودھوین سال مین داخل ہوا اسکا شوق شکار کا ذوق پیدا ہوا گاہ گاہ شام و پگاہ **نواب**
شاہزمان وزیرزادہ کہ شاہزادے کا ہمسن انیس اور جلیس رات دن تھا **آرام دل** کی ہمراہ شکارگاہ
مین جایا کرتا چرند اور پرند جانورون کے صید و شکار سے دل بہلایا کرتا ایک روز حسب دستور شہزادہ مع
وزیرزادہ واسطے شکار کے تشریف فرما ہوا مرغزار مین پہونچکر چند غزالان شوخ چشم صحرا گرد اور آہوان
دشت نورد کو ناوک دلدوز سے شکار کیا جو کوڑی بھولا اوسے کمند ہمسر زلف مین اپنے اسیر و گرفتار کیا
پھر دولت سرا کو مراجعت کی آگے جانے کی فسخ عزیمت کی اب عشق کی حیلہ سازی حسن کی فتنہ پردازی
دیکھیے واقعہ تازہ سنیے کہ محمود نام تاجر باشندۂ فارس نے خاص شہزادے سے دیوان عام مین
ملازمت حاصل کی نفائس تجارت پیش کیے **آرام دل** نے فرمایا کہ ای محمود کوئی چیز نادر بھی
لائے ہو اوسنے قدمبوس ہوکر عرض کی کہ ایک تصویر نادرۂ روزگار لایا ہون حضور کے ملاحظے کے
قابل جانتا ہون یہ کہا اور تصویر شہزادے کے حضور مین پیش کی پھر دست بستہ التماس کیا کہ ای
مرشدزادہ عالم یہ تصویر ملکہ **حسن افروز** فارس کی بادشاہزادی کی ہے غور تو فرمایے کہ
نقاش ازل نے کلک قدرت سے صفحۂ دنیا پر اس طرح کی تصویر کبھی کھینچی ہے اور چشم و گوش فلک
نے باین عظمت و شان ایسی پری رشک ماہ تابان آج تک سنی ہے یا دیکھی ہے **شعر** قمر کی یہ خورشید
تصویر ہے ٭ گلے مین ستارون کے زنجیر ہے آرام **دل** کی نظر جو اوس تصویر دلپذیر پر پڑی
بیک نگاہ آرام دل کھو بیٹھا ہیہات زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھا جنون سر پر سوار ہوا کمبخت عشق

سے لگا کا ہار ہوا طرفۃ العین میں حشر برپا ہو گیا بقول شخصے ع دیکھتے ہی دیکھتے کیا ہو گیا * جنس سوداگر
کا خریدار تھا اپنا ہی متاع صبر و خرد اس شہنشاہ حسن و خوبی کے نذر کیا پنجۂ شوق نے گریبان صبر کو چاک
کرنے میں کوتاہی نکی اضطراب کو آغوش میں لیا وہ چشم کہ نرگس شہلا پر چشمک زن تھی تمنائے دیدار
اوس غزال صحرائے خوبی کے گریان ہوئی اور وہ زلف کہ سنبل زار پر مشک افشان تھی فراق میں
اوس نونہال گلستان خوبی کے پریشان ہوئی وہ دل کہ غم و الم سے نا آشنا تھا داغ گیسو میں گرفتار
ہوا اور وہ سینہ کہ مثل آئینہ رونمائے راحت تھا تیر بیداد عشق کے سے فگار ہوا رنگ ارغوانی چہرۂ
تابان سے اوڑ گیا زعفرانی رنگ سے وہ رخ زیبا برنگ دیگر جلوہ آرا ہوا جب جوش جنون فزون
ہونے لگا گھبرا کر محمود سے یہ فرمایا اور بے اختیار رونے لگا **مومن خان دہلوی مرحوم**
کر علاج جوش وحشت چارہ گر * لا دے اک جنگل مجھے بازار سے * اے یار دمساز جلد میرے درد
کی دوا بتاؤ ورنہ جان سے گیا میرا دم چلا محمود نے دیکھا کہ یہ عجب گل کھلا طرفہ ماجرا ہوا خوف سے اسان
اتفاقات زمانہ پر حیران ہوا گھبرا کر سمجھانے لگا لڑکا جان کر بہلانے لگا کہ حضور خیر ہے عقل و شعور
میں بیر ہے آپ کا کدھر خیال آیا بے وجہ طبع نازک پر ملال آیا کہاں حسن افروز بخت کہاں
حضور کی شان و شوکت اور تاج و تخت وہ بیان تو فقط تفریح خاطر کے لیے تھا اس سے یہ غرض
مطلب نہ تھا **آرام دل** نے ایک آہ سینۂ سوزان سے بھری تصویر چھاتی سے لگا رونے لگا
یاد دلدار میں اشکون سے منہ دھونے لگا اور کہنے لگا اے محمود تو آپ ہی آگ لگاتا ہے پھر پانی کو
دوڑا جاتا ہے وہ جملہ درست تھا اب فقرہ بازی ہے وہ سلسلہ چسپت تھا اب جعلسازی ہے واسطے
اوس معبود حقیقی کے جسنے تجھے پیدا کیا اور مجھکو اوس محبوبہ کی تصویر پر شیدا کیا جلد مجکو وہان پہونچا
بیقرار ہون مجھ ناکام کو اوس گل اندام سے ملا میں ہمیشہ ممنون منت احسان رہونگا مشکور بدل و
جان رہونگا محمود نے کہا اے شہزادے دیکھ کیا ستم کرتا ہے کوچۂ عشق میں کیون قدم رکھتا ہے
نسیم وان موج ہوا ہے اژدر * وان ریگ زمین ہے اخگر * مرغان ہوا ہیں ہوش راہی *
نقش کف پا ہیں ریگ ماہی * سایہ کو پتا نہیں شجر کا * عنقا ہے نام جانور کا * ارے نادان
کہا مان عشق کو آسان نجان رات دن غم و غصہ کھائیگا آخر الامر سوائے حسرت و افسوس کچھ ہاتھ
نہ آئیگا یہ عشق کمبخت بڑا ظالم بیرحم ہے ارے ظالم اب بھی سمجھ زلف کافر کے پھندے میں اپنے
تئین مت پھنسا اگر کچھ فہم ہے سنین تو یاد رہے کہ دین و دنیا بھول کر مجنون کی طرح صحرا نورد و آوارۂ
کوہ و بیشہ ہوگا عالم میں مشہور جنون پیشہ ہوگا اس دریائے ذخار ناپیدا کنار کا پتہ نہیں بے انتہا

پاٹ ہے اوسکا دو باتر تا نہین یہ تلوار کا گھاٹ ہے اے نادان تو نے سنا نہین امانت لکھنوی

عشق وہ گل ہے کہ دامن مین ہین جسکے سو خار
عشق وہ میوہ ہے جسمین نہین لذت زنہار
عشق وہ شاخ ہے جسمین نہین پتا دیکھا
یہ وہ گلشن ہے کہ تاراج کرے عیش کا باغ
یہ وہ نکہت ہے کہ بلبل کا پریشان ہو دماغ
سرو اس باغ سے گلزار کا سطح ہوجاے
یہ وہ دریا ہے کہ ساحل کا نہین جسکے پتا
یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تہ گرداب بلا
یہ وہ ہے موج کہ خنجر کی روانی دکھلاے

عشق وہ نخل ہے جسمین نہ لگا پھل اک بار
عشق وہ باغ ہے جس مین کبھی آئی نہ بہار
عشق وہ غنچہ ہے جسکو نہ شگفتا دیکھا
یہ وہ گلدستہ ہے پھولونکے عوض جسمین ہین داغ
یہ وہ جھونکا ہے کہ جو زیست کا گل کردے چراغ
اوس شبنم پہ پڑے آتش گل یخ ہوجاے
یہ وہ ساحل ہے کہ لب تشنہ ہین جسپر صدہا
یہ وہ قطرہ ہے کہ اک پل مین بنے سیل فنا
یہ وہ ہے گھاٹ کہ تلوار کا پانی دکھلاے

اے شہزادے اس خیال خام کو دل سے دور کر خاطر آشفتہ کسی طرح مسرور کر آرام دل نے کہا اے مونس غمخوار و اے ہمدم شیرین گفتار میرا تو یہ حال ہے **شعر** جان تک اوسکی محبت مین گنوا بیٹھے ہین ÷ ہاتھ جینے سے سردست اوٹھا بیٹھے ہین ÷ تو کسکو نصیحت کرتا ہے کسکو سمجھاتا ہے ناحق کیون بیہودہ بکتا ہے مجھے بھی بکواتا ہے **بیدل** تو و پندہاے خوش من بتو ناصحا چہ خبر از مین ÷ کہ ز خنجر مژہ کسی چہ گذشت بر جگر کسے ÷ محمود کہ بڑا مرد دانا نہایت عاقل و فرزانہ گرم و سرد روزگار دیدہ آدمی سنجیدہ و فہمیدہ تھا سمجھا کہ جادوگر عشق نے فسونکاری کی یہ بلا سر پر آئی کتنا ہی بکونگا یہ ہرگز نہ مانیگا زیادہ سمجھاؤنگا تو دشمن جانیگا **نسیم** مجنون ہوا اگر تو نشتر فصد نہ لیجے ÷ سایہ ہو تو دور دھوپ کیجے ÷ کچھ روگ جو درپے خلش ہو ÷ درمان کے لیے دوا دو ہو ÷ بیماری عشق لا دوا ہے ÷ اس باغ کی اور ہی ہوا ہے ÷ آخر تو یہ جی سے اپنے ہی تنگ ÷ ایسا نہ لائے اور کچھ رنگ ÷ یاد آئین جو ابروان حمدار ÷ رستے نہ کہین گلے پہ تلوار ÷ ناچار دلداری کرنے لگا اوس زاویہ نشین حزن کدہ الم کی غمخواری کرنے لگا اور کہا اے شہزادے اگر یہی بات جی مین سمائی ہے ایسی ہی لہر آئی ہے تو ذرا صبر کر چندے دل پر جبر کر پھر دیکھہ کہ پردہ غیب سے کیا عیان ہوتا ہے آئینہ مراد سے کیا نمایان ہوتا ہے ایسی بے قراری اتنی آہ و زاری دشمنون کو بیمار کرے گی رسواے کوچہ و بازار کرے گی للہ ذرا اپنے تئین سنبھال رنج و الم خاطر غمگین سے نکال خدا کو یاد کر کہ یہ جوانی مفت نہ برباد کر اوسکی ذات جامع المتفرقین ہے کسی صورت

سے ایسی شکل نکل آئیگی کہ درجانان تک رسائی ہو جائیگی خاطر نازک کیون رنجور ہے بینئے تصویر دکھلائی میرا ہی قصور ہے خیر اسنے آغاز کیے کو آپ انجام دو نگا تمہین دلدار تک پہونچاؤنگا آرام دل نے کہا اے محمود کیا کہون سحر درد فرقت کیسے کٹتی ہے سینے ایذا کوئی ؛ دل مین بیٹھا ہوا ملتا ہے کلیجا کوئی ؛ داغ سینے کے ابھرتے ہی چلے آتے ہین ؛ جب کسی طرح ٹھہرتا نہین بہلا کوئی دشت غربت مین خضر تک نہین ملتے ہمکو ؛ راہ مقصود بتا دے نہین اتنا کوئی ؛ یہ کہا اور اوسی وقت سامان سفر کی طیاری کا حکم دیا محمود نے دستار سر سے اوتار شہزادے کے قدمون پر رکھی اور عرض کی کہ حضور بہر خدا اتنی جلدی نہ کیجیے ایسا نہ گھبرائیے ذرا دل کو تسکین دیجیے رات بھر توقف فرمائیے صبح اختیار باقی ہے حضور جب توسن اقبال پر سوار ہونگے غلام بھی ہمراہ رکاب چلیگا نصرت و فیروزی جلودار ہونگے ایکدم قدم نہ چھوڑونگا اطاعت سے کسی شکل منہ نہ موڑونگا آرام دل نے کہا ہان سچ ہے لا اعلم گذرتی ہے جو دل پر مبتلا کے مبتلا جانے ؛ جو ہو بیدرد وہ درد دل بیمار کیا جانے عبث کرتا ہے تو فکر دوا اے چارہ گر میٹھا ؛ اسے جا بھی مزا اس درد کا تیری بلا جانے ؛ اے رہنما کوچۂ محبت حال زار کیا بیان کرون کیفیت بیقراری دل کو کیونکر عیان کرون **شعر** سینے مین طپش دل کو ہے بسمل کے برابر ؛ بسمل بھی نہ تڑپیگا مرے دل کے برابر ؛ محمود نے کہا حضور یہ سب بجا ہے اسمین شبہہ کیا ہے عشق بُری بلا ہے وامق و فرہاد کو اسی نے تباہ کیا ہے مگر صبح تک تامل فرمائیے منزل مقصود کچھ بعید نہین رات کی رات ٹھہر جائیے زیادہ گفت و شنید نہین غرض آرام دل نے محمود کے اصرار و عجز و انکسار سے رات بھر صبر کیا دل پر کمال جبر کیا مگر اس کمان ابرو کے شوق مین تمام شب جلایا کیا اوس گلبدن کے جذبۂ اشتیاق مین سینۂ بے کینہ پر داغ کھایا کیا جب دل پر صدمہ کمال ہوتا تھا یہ غزل پڑھ کے روتا تھا **آغا حسن**

جلایا یار نے ایسا کہ ہم وطن سے چلے	مثال شمع کے روتے اس انجمن سے چلے
ہزار طرح کی رنگینیان ہون غنچے مین	مجال کیا کہ جو بڑھکر ترے دہن سے چلے
جو دسترس ہو تو ہاتھون سے تار تار کرے	جنون کا زور ہین مرگ اگر کفن سے چلے

آخر اسی آہ و زاری او بیقراری مین گریبان سحر چاک ہوا انتظار و ناموس کا قصہ پاک ہوا اودھر نمود سحر ہوئی ادھر دل ستم رسیدہ ہجران دیدہ کو فوراً خبر ہوئی جب شاہد ماہتاب ناز و ادا کرشمۂ و ناز دکھا کر مغرب مین روپوش ہوا اور آفتاب عالمتاب مثل عاشقان سینہ فگار سر لے مشرق سے نکل کر مسافرانہ خانہ بدوش ہوا آرام دل نے دو اسپ باساز و یراق

اصطبل خاص سے طلب فرمائے داروغہ حسب الحکم دو گھوڑے بادرفتار کہ جنکی سبک خرامی کی نسیم سحری قسم کہاے تیز رفتاری مین بادصرصر نقش قدم سے پیچھے رہجاے فی الفور حاضر لایا آرام دل نے محمود سے فرمایا کہ بسم اللہ سوار ہو اب کوئی طرح کی تکرار نہو شمشیر ولایتی کمر مین لگا کر رکاب مین پانون ڈالا اور یہ شعر سلطان عالم شاہ لکھنؤ کا پڑھا اختر در و دیوار پہ حسرت سے نظر کرتے ہین رخصت اے اہل وطن ہمتو سفر کرتے ہین ٭ چند عدد جواہر بے بہا اوس لعل نایاب کان عشق کیا نے خانہ زین مین رکھ لیے اور بتلاش دلبر روانہ ہوا محمود کہ اپنی اس حرکت نا محمود سے نہایت پشیمان تھا خجالت سے سر در گریبان تھا بپاس سخن اور بمقتضاے محبت دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکر دنبال شہزادے کے روان ہوا قریب پہونچکر کہا کہ حضور نے وفور بیتابی سے تنہا چلنے کا قصد فرمایا ہے ایک جلودار تک ہمراہ نہین آیا ہے اس قدر بے سامان سفر کرنا نا زیبا ہے اندیشہ کا مقام ہے کہ رہ نوردی سخت بلا ہے آرام دل نے کہا اے محمود بیکسون کا اللہ والی ہے غور کر کہ ہم تنہا نہین یہ ہماری خوش اقبالی ہے حضرت عشق ہمراہ ہین علم بردار نالہ و آہ ہین چتر داغ جنون سر پر ہے دل بیتاب رہبر ہے روح مجنون و فرہاد رکاب مین ہے جان وامق ناشاد زمرۂ احباب مین ہے اس شان و شوکت کی سواری ہے یہ سب طیاری ہے پھر کیون کسیکو ہمراہ لیتا کس واسطے تکلیف دیتا حضرت اوستادی غالب مدظلہ مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین ٭ ایک چکر ہے مرے پانون مین زنجیر نہین ٭ شوق اوس دشت مین دوڑاتا ہے مجھکو کہ جہان ٭ جادہ غیر از نگہ دیدۂ تصویر نہین ٭ القصہ خیال جانان دمساز محمود دلسوز ہمراز حال دل کہتے سنتے باگ اوٹھائے چلے جاتے تھے راحت و آرام کا تصور کبھی دل مین نہ لاتے تھے اس قدر در جانان پر پہونچنے کا اشتیاق تھا راستہ کاٹنا اتنا شاق تھا کہ گھوڑون کے ہلاک ہونے کا مطلق نہ خیال تھا یہ غزل ورد زبان تھی اور عجب حال تھا میر وزیر علی صبا گھر سے وحشت جو مین بے سر و سامان نکلا ٭ کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

شکل ملبوس ہوئی جامہ دری مین حاجت	تا بدامن مرے ہاتھون سے گریبان نکلا
روز و شب فرقت جانان مین بسر کی ہمنے	تجھسے کچھ کام نہ اے گردش دوران نکلا
آستین ہر گھڑی چڑھتی ہے مرے دامن پر	دست وحشت بھی عجب رستم دستان نکلا
بحث گریہ رہی مرغان چمن سے کیا کیا	

اے صبا پر نہ بچا رہ دل نادان نکلا ٭ ایک روز چلتے چلتے دن تمام ہوا شام ہوئی وقت آرام ہوا مگر کہین کوئی انسان آبادی کا نشان نظر نہ آیا محمود شہزادے کو اوسی صحرا کے سبزہ زار مین

ایک درخت کے نیچے لایا اور کہا یہان جانورونکو راحت ہوگی
آرام دل نے ایک آہ کھینچکر کہا لا ادری عشق جب سر پر چڑھا آن کے راحت کہو
جسکے الفت مین قدم مارا تو کلفت کیسی ✤ غالب سرگشتگی مین عالم ہستی سے یاس ہے
تسکین کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے ✤ محمود مرکب سے اوترا اور درخت کے
نیچے بیٹھ گیا خیال جانان مین شب ماہ کی سیر چہرہ آنکھون سے لذت ... سرگشتہ
کے تڑپتا تھا اور یہ مطلع پڑھتا تھا شہیدی فیج کرتی ہے مجھے بے تیغ ... چاندنی ✤ اس
بے رحم ہے اللہ اکبر چاندنی ✤ پھر جو دل بیچین ہوا تو ناگاہ حسن افروز کی تصویر کہ حرز جان تھی
بازو سے کھولکر سامنے رکھی پہلے تو بلائین لین اور قربان ہوا پھر کتنا شوق مین لیکر گویا ہاین
ہوا مصنف غضب ہے آفت جان ہے ابھی سے تو لڑکپن مین ✤ شرارت کوٹ کے
نے بھری ہے تیری چتون مین ✤ غالب چاہیے اچھون کو جتنا چاہیے ✤ یہ اگر چاہین تو پھر
کیا چاہیے ✤ محمود نے کہا حضور کیون غم کھاتے ہین ناحق ... اوٹھاتے ہین نظر لفضل باری
چاہیے اوسی کی یادگاری چاہیے انشاء اللہ تعالے قریب تر زمانۂ وصل دلدار ہے تھوڑے
عرصے مین دریاے غم سے بیڑا پار ہے آرام دل چپ ہوگیا جب بہت رات گذری سجا کے
غذا غم وغصہ کھایا پانی کی جگہ آنسوؤن کے گھونٹ پیئے جب خوب جی بھر گیا رنج والم اپنا کام
کر گیا خواب غشی نے بارگاہ چشم مین باریابی بیٹھے بیٹھے نیند آئی بیساختہ فرش زمین پر گر پڑا محمود
سمجھا کہ شاید آرام کیا فرط محبت سے پانوون داہنے لگا آنکھون سے اوسکے سہلانے لگا ✤
آرام دل خیال دلدار مین بیہوش ازخود فراموش خواب سے ہم آغوش ہوگیا محمود بھی گردش
فلک کینہ ور سے بیخبر اور روباہ بازی زمانۂ دون پرست سے بیخطر ہوکر قریب شہزادے کی سو گیا

داستان غائب ہوجانا آرام دل کا عالم خواب مین اور پہونچنا ملک داراب مین اور شادی ہونا صنوبر پری پیکر وہانکی شہزادی سے

لا ساقی ذرا تو بادۂ ناب — دے جلد مجھے کہ ہین بیتاب
دے جلد مجھے مغانہ مجھکو — یاد آیا ہی اک ترانہ مجھکو
اک جرعۂ مے مجھے پلا دے — اب دختر رز سے تو ملا دے

راویان داستان کہن وطی کنندگان عرصۂ سخن میدان وسیع بیان مین اس طرح گرم جولان ہوے ہین کہ ملک داراب مین ایک بادشاہ تھا

اوسکی ایک لڑکی تھی صنوبر نام نہایت نازنین اور گل اندام اوس شہزادی کی نسبت کسی اور ملک کے شہزادے سے قرار پائی تھی چند روز کے بعد وہان کا بادشاہ با فوج جرار و خزانہ بیشمار واسطے انجام اس مرام کے آیا شہر پناہ کے باہر اوسکا قیام تھا وہان کے بادشاہ سے شادی کے باب مین کلمہ و کلام تھا اور اودھر بھی انتظام تھا اتفاقاً لال پری اور سبز پری دونون بہن اپنے اپنے تخت پر سوار کہین جاتی تھین واسطے سیر کے جاتی تھین بالا بالا اس شادی کے شہر مین گذر ہوا تخت سے اوترین اس شہر کا تماشا مد نظر ہوا شہر دیکھا غیرت گلستان نمونہ باغ رضوان تمام بازار آراستہ دوکانین سب پیراستہ ہر فرد بشر سرخ پوش ہر ایک معشوق غمزہ و ادا مین بیباک نشہ حسن سے مدہوش نہرون مین فوارے جاری ہر کوچہ و بازار کی نئی طیاری تمام شہر مین شادی کی دھوم دھام جابجا صدہا آدمیون کا ازدحام ناچ رنگ کا سر انجام مثنوی عجب طرح کا شہر تھا دل فزا ✤ کہے تو نمونہ تھا فردوس کا ✤ اور شہر پناہ کے باہر عجب کیفیت تھی صدہا خیمہ استادہ ہزارہا سوار اور پیادہ جوانون کے دل توپخانون کے بادل آدمیون کی یہ کثرت کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا وہم و خیال کو بھی رستہ نملتا تھا ہر خیمے مین شاہدان دلنواز کرشمہ و ناز کا ساز و انداز سرگرم نغمہ سرائی بات بات مین دلربائی شہانے مین کانڑے کی الاپ گھنگروؤن کی صدا طبلہ کی تھاپ سرون کا باہم ملاپ بائین کی گمک بین کے جوڑون کی تکرار نغمہ آفرینی مین ہر ساز کی بہار مطربان خوش نوا کبھی ایمن کلیان کبھی بہار کبھی بھاگرا کبھی دیس گاتے ہین ہوش اہل بزم کے اوڑے جاتے ہین عالم سکوت ہے نشاط کار فرما ہے محویت محیط ملک و ملکوت ہے کسی کا خیال کی تانون پر خیال کہ ہے کوئی جھنجھوٹی کی دھن مین اس غزل کو گا رہا ہے سننے والون کا برا حال ہے مصنف آباد پھر ہوا مرا ماتم سرا اے دل ✤ آتی ہے بار بار صدا ہائے ہائے دل ✤ سنتے ہین ہم کہ آتش حسرت سے جل گیا ✤ اچھا ہوا بلا سے یہی تھی سزا اے دل ✤ کب تک تمہارے ہجر مین خون ہو کے یہ بہے ✤ پیارے کچھ انتہا بھی ہے آخر برائے دل ✤ کردینگے یہ ملائکہ مین حشر سا بپا پہونچین گے آسمان پہ اگر نالہائے دل ✤ اس درد لا علاج کی کس سے کرون رجوع ✤ عیسے کے پاس بھی تو نہ ہوگی دوائے دل ✤ قصہ بہت طویل کہانی دراز ہے ✤ ناصح نہ پوچھ مجھسے تو کچھ ماجرائے دل ✤ سن مجھسے پہلے تھا یہ شگفتہ مثال گل ✤ سب خار تھے نظر مین ہماری سوائے دل گل سے بنا نہ بلبل زار ایک گل کو دیکھ ✤ تسکین ہوئی ہمین کہ یہ تھی انتہائے دل ✤ پر اب تو وہ نہ گل ہے نہ بلبل رہا مگر ✤ اک آگ سی ہے سینے کے اندر بجائے دل ✤ اب ہو گئی شراب محبت دو آتشہ

دل اوسپہ ہی فدا تو سخن ہے فدائے دل ❊ اور نقارخانون مین شہنائی کا شور نوبت کی ٹکور
ہر ایک اپنی اپنی پوشاک سج رہا تھا باجون کے غل سے ایک ہنگامہ مچ رہا تھا پریون نے جو یہ سامان
دیکھا راجہ اندر کی صحبت کا گمان ہوا ایک شخص سے پوچھا کہ صاحب یہ کیا کارخانہ کیسا ہنگامہ ہے
وہ بولا ہماری شہزادی کی آج شادی ہے یہ بادشاہ برات لیکر آیا ہے ہمارے شاہ کو جو کمزور پایا ہے
تو اپنے بیٹے کے ساتھ کہ وہ شہزادہ نہایت کریہ منظر ہے مستدعا شادی کی رکھتا ہے اصل تو یہ ہے کہ
بڑا ستم کرتا ہے اور ہمارے شاہ کو ابھی اسکی خبر نہین ہوئی ہے دیکھیے کیا سانحہ دربیش ہوتا ہے
وہ شاہزادہ مردود ہوتا ہے یا بادشاہ کا خویش ہوتا ہے یہ سنکر لعل پری نے سبز پری سے کہا
کہ بہن ایسی صورت تو دیکھنے کے قابل اور سیر کے لائق وہ محفل ہے چلو ذرا دیکھ آئین یہ مصلحت
کرکے دونون نے اپنی صورتین بدلین اور دو جوان خوش رو بنکر ہتھیار کمر سے لگاکر سیر دیکھنے چلین
رفتہ رفتہ ایک خیمہ فردوس منزل مین کہ جس مین خاص محفل تھی پہونچین دیکھتی کیا ہین کہ ایک کالا
بھجنگا آبنوس کا کندا پانون سے لنگڑا ہاتھ کا ٹنڈا لال لال خونخوار آنکھین بھوین جیسے دو کھنکھجورے
ناک بیٹھی ہوئی ہونٹھ لٹکے ہوے دانت مانند شریفے کے بیجون کے نمایان بال مثل تکلے کے سخت و
درشت پلک جیسے ٹھور کہ جسمین صدہا جھرّیان اس جوانی مین گالون پر جھرّیان سر مین کھجلی کے کھڈے
ایسے گڑھے پڑ گئے تھے کہ سر ناہموار پہ مندیل باندھنی دشوار تھی ایک ہاتھ کہ شانے سے غائب ہے
اوسکی شان عجائب ہے دوشالے مین چھپائے بیٹھا ہے دہنے پانون کو کہ فالج زدہ ہے بائین
پانون سے دبائے بیٹھا ہے غرض وہ شاہزادہ عجب ہیئت کذائی سے اوس مسند زرنگار پہ کہ
قابل جلوس شاہان بلند اقتدار کے تھی بیٹھا ہوا تھا اپنی امنگ مین نشۂ غرور کی ترنگ مین اینٹھا
ہوا تھا پریون نے جو یہ کیفیت دیکھی لاحول پڑھتی ہوئین باہر نکلین اور پھر اوسی تخت پر سوار ہوکر
کسی سمت روانہ ہوئین اب قدرت کبریائی زمانے کی کج ادائی دیکھیے کہ جس مقام پر وہ کشتۂ خنجر ناز
محبوب مع اپنے رفیق کے سوتا تھا اتفاقاً ادن پریون کا اودھر بھی گذر ہوا افسون کار عشق کا اثر ہوا
دیکھا کہ ایک جوان نازنین زہرہ جبین فرخندہ بخت قمر طلعت پری لقا بحر حسن کا در یکتا فرش زمین پر
توکل خدا کا تکیہ لگائے خواب غفلت مین پڑا سوتا ہے ماہ تابان اوس شہنشاہ حسن و خوبی کا پاسبان
ہی بار بار تصدق ہوتا ہے چہرۂ مبارک سے فر شاہی نمایان ہے پیشانی مطلع الانوار مثل نیر اعظم تابان
ہے زلف مسلسل دلون کے قید کرنے کو زنجیر ہے مگر طرہ یہ ہے کہ خود بھی کسی زلف خمدار کا اسیر ہے
بیت ابرو مطلع دیوان خوبی ہے نقطۂ انتخاب خال چہرۂ محبوبی ہے یا مطلع دیوان ہلالی ہے

چشمۂ دہان بحر دُر افکار زلالی ہے اور سبزۂ خط کی نمود سے خضر چشمۂ زندگی کی حراست و نگہبانی
کے لیے موجود ہے مروارید دندان صدف دہان مین اس طرح پنہان ہین گویا دہن غنچہ مین موتیے
کی کلیان ہین چاہ ذقن کی چاہ مین دل عاشقون کا ڈانوان ڈول ہے نقد دل و جان اوسکے
ایک قطرۂ آب کا مول ہے دست نگارین شاخ مرجان ہین یا شمشاد کی دلاویز دو ٹہنیان ہین
سینہ کی صفا تختۂ بلور کی آب و تاب مٹاتی ہے بلکہ گوہر کی آبرو خاک ہوئی جاتی ہے گیسوے مشکین
سیاہی مین لیالی شب دیجور تاریک ہے کمر رگ گل کے مانند باریک ہے خلاصہ یہ ہے کہ سر سے
پائون تک نمونہ ہے قدرت حق کا ظہور ہے بیہوش شاہ خواب سے ہم آغوش سوتا ہے مگر بخت بیدار
ہے بظاہر کم سن ہے لیکن ناوک غم سے سینہ فگار ہے اوس دلربا کو دیکھ پریون کے ہوش پران
ہوئے حسن خداداد کے کرشمے عیان ہوے باہم کہنے لگین کہ اگر یہ پسر اوس دختر حور منظر کا شوہر
ہو تو زیبا ہے اور یہ ماہرو اوس خوبرو کا ہم پہلو ہو تو سجتا ہے سبز پری نے کہا ہان یہ امر بہت دشوار
کیونکہ خدا جانے یہ کون بیچارہ مسافر ہے کس کے فراق مین اسنے یہ جوگ لیا ہے کسکا عاشق زار
ہے مگر ہان ایک تدبیر اِس کمبخت شہزادے کی شادی اچھی سوجھی ہے کہ اسکو وہان لے چلیں
اور اوس شہزادی کے ساتھ اسکی شادی کردین جب نکاح ہو چکے اسکو پھر یہان پہونچا دین وہ شہزادہ
کہ نہایت بدشکل اور بدشمائل ہے سوائے اس تدبیر کے شادی ہونی اوسکی بہت مشکل ہے اسی ذریعے
سے اپنی بی بی پر قابض ہو جاے مقصد دلی حاصل ہو اپنے جی کی مراد پائے لال پری نے کہا
ہان بات تو خوب ہے میرے بھی جی کو مرغوب ہے چلو آج کچھ تفریح نہوئی تھی یہی دل لگی سہی یہ
مشورہ کرکے **آرام دل** کو تخت پر لٹا اور محمود کو سوتا چھوڑا ایک بار تخت اوڑا ملک داراب مین
پہونچین **آرام دل** کو اوسی محفل مین لیجا کر ایک سمت لب فرش بٹھا دیا سوتا تھا جگا دیا پھر آپ
لباس مردانہ زیب بدن کر اور خدمت مین بادشاہ یعنے دولہا کے باپ کے جا یون عرض کی
کہ ہمنے سنا ہے کہ یہان کا بادشاہ اس کار خیر کے انجام مین پس و پیش کرتا ہے اور ایک حجت قومی درپیش
کرتا ہے کہ وہ شہزادہ نہایت بدشکل اور بدہیئت ہے ہم ہرگز اپنی لڑکی کی شادی اسکے ساتھ
نکرینگے اگر وہ نمانیگا تو اوس سے مقابلہ پیش آئینگے لڑمرینگے مگر اوس شاہ کو اپنے لوگون کے
کہنے پر یقین کامل نہین ہے اس امر کی تحقیق سے طمانیت کلی حاصل نہین ہے اسواسطے آج وہ
بادشاہ یہان تشریف لائیگا شہزادۂ عالم کو ضرور دیکھ جائیگا مناسب وقت یہ ہے کہ حضور کسی
شخص کو محفل مین مستثنے کرین اور دولہا بنا کر مسند پر بٹھا دین جب وہ بادشاہ دولہا رشک حور

پایگا تمام غم والم بھول جائیگا شادی کرنے پر راضی ہوگا نہ گلہ عزیزان نہ شکوۂ تقدیر ہوگا بادشاہ
نے کہا بہت مناسب مجبر مع اون دونون خیرخواہان مصنوعی کے محفل مین تشریف لایا اور دوا
انتظار اس امر کے اونھین دونون کو معین فرمایا شعر بیان کا تو قصہ یہ چھوڑ بیان ہو تیغ
زدہی غمزدے کا بیان ہو کہ جب پریون نے شہزادے کو تخت سے اوتار زیب انجمن کیا او تخیل
تاریکی کو اوسکی شمع جمال سے روشن کیا آرام دل نے جو آنکھ کھولی دیکھا کہ نہ شہزادی نہ دار
نہ سمندر باد رفتار نہ وہ درخت نہ وہ مرغزار نہ کوئی ہمراہ نہ چین کی راہ فقط مین ہی ہون اکیلا اگر
دونون ہاتھون سے آنکھین ملنے لگا اور دل مین کہنے لگا کہ خدایا یہ عالم خواب ہے یا بیداری بیہوشی
ہے یا ہوشیاری شعر دل مرا پھر دکھا دیا کسنے ؛ سوگیا تھا جگا دیا کسنے ؛ آخر بغور تامل جو بالا
کیا تو کوئی آثار خواب کا نظر نہ آیا سوچا کہ یہ چرخ کینہ ور کی جعلسازی ہے بیشک اسی ناہنجار کی
شعبدہ بازی ہے آنکھون مین آنسو بھر لایا اور مثل تصویر خاموش ہوگیا لیکن شمع کو فروزان اور
پروانون کو سوزان دیکھکر تمام اعضاے تن مین تخلل سوز عشق کا پیدا ہوا فروزندگی شمع جمال
جانان کا اثر ہویدا ہوا جام گلگون نے چشم خمار آلودہ یار کی یاد دلائی دور ساغر سے گردش چشم
دلبر دلنواز یاد آئی قلقل مینا نے خندۂ سرشار محبوب کی صدا سنائی نکہت گل نے رائحہ عنبر نثار
دہان یار کی یاد دلائی فغان بلبل پر آواز دردناک اغیار کا دھوکا ہوا النسیم کو شمیم زلف جانان تصور
کرکے ہوش مین آیا گلدستون پر جو نظر پڑی دست حنابستہ کی تشبیہ درست ہوئی ادھر تو فراق
معشوق کے اندوہ سے آشفتگی دل دست و گریبان تھی اودھر اور ہی تدبیر خاطر پریون کی ہمعنان
تھی کہ دونون پریان اہل مجلس کی نظارہ کنان آرام دل کے قریب آئین ہاتھ پکڑ کے
علیحدہ خیمے مین لے گئین اور کہنے لگین اے شخص تو بڑا خوش نصیب ہے اقبال تیرا یاور ہے کہ تونے
بے محنت یہ دولت لازوال پائی بے مشقت ایسی پری لقا تیرے ہاتھ آئی اب تو کچھ وسواس
دل کو اوداس نکر نہا دھو کے پوشاک شاہانہ زیب بدن کر اور اپنے نور جمال سے اس انجمن کو
روشن کر پھر خواصون کو حکم شاہ سنایا کہ بہت جلد شہزادۂ عالم کو دولھا بنا کر محفل مین لاؤ خبردار
اسمین ذرا دیر نہ لگاؤ یہ سنتے ہی خواصون نے آرام دل کو طلائی چوکی پر بٹھایا اور غسل شادی
سے فارغ کرکے لباس شاہانہ پہنایا عجب اک تماشاے عروسی دکھایا آرام دل یہ خدا کے
کارخانے عشق جگر سوز آتش افروز کے بہانے دیکھکر دنگ ہوگیا عقل چکر مین آئی ردیف حیرت
ہوا قافیہ ہوش تنگ ہوگیا سینۂ سوزان مین سوزش دونی ہوئی جوش جنون کی افزونی ہوئی

نقاب کمر قیامت [illegible] آیا [illegible] عقد کا نام بدن تھرتھرایا جیسے [illegible] ہلا تا یار [illegible]
جس وقت عورتوں نے قصدا آرائش کا کیا اور ادھر جو ڈال آئینہ [illegible] دل [illegible]
اتنے ہرگز نہیں [illegible] سنبھالنے سے بہم ہوا [illegible] آئینہ دیکھا
سکتہ کا عالم نظر آیا موتیوں کا سہرہ جو باندھا دریائے اشک جوش زن ہوا [illegible] رونے
اشکوں کی جھڑی بندھ گئی گوہر نثار ہوا اشک سے موتیوں کی لڑی بندھ گئی پھولوں کی
بدھی جو پہنائی [illegible] ہوا غم کے [illegible] کا نشانہ ہوا غرض ہزار دشواری اس گل اندام کو
بنا سنا کر محفل میں لا کر بٹھایا اس عرصہ میں وہ شاہ فلک جناب یعنی دولھن کا باپ بھی شہزادے کو
دیکھنے آیا یہ خبر سنتے ہی دولہا کا باپ استقبال کو دوڑا بکمال اعزاز و اکرام لایا ہاتھ پکڑ کر [illegible]
کرسی پر بٹھایا بادشاہ نے آرام دل کو دیکھا ہزار جان سے نثار ہوا فرط مروت سے بیقرار ہوا
دل کا وسواس جاتا رہا دولہا کا باپ ادھر ادھر کی باتیں کر کے حرف مطلب زبان پر لایا بادشاہ
نے بکمال خوشی قبول فرمایا اور رخصت ہو کر قلعہ میں داخل ہوا یہاں اسی روز کچھ رات رہے برات
طیار ہو کر بڑے دھوم سے روانہ ہوئی جب دولھن کے دروازے پر پہونچی کارپردازان شاہی نے
آگے بڑھ کے استقبال کیا تعظیم و تواضع میں مبالغہ بدرجہ کمال کیا پھر قاضی صاحب تشریف
لائے نکاح پڑھایا کئی ملک کے خراج پر عقد بندھا دولہا کے باپ نے ہوشیاری کی بڑی عیاری
کی کہ کابین نامہ میں اپنے اصل لڑکے کا نام لکھا ہر طرح کا مطلب ضروری بہ ترتیب و انتظام لکھا
جب نکاح ہو چکا ناچ گانا شروع ہوا ہر شخص اسکی طرف رجوع ہوا آرام دل نے وہاں سے
ایک معتمد سے کان میں کہا کہ میں بیچین ہوں چاہتا ہوں دو گھڑی سو رہوں اس نے عرض کی
بسم اللہ رنگ محل میں چلکر آرام فرمائیے یہاں کیوں تکلیف اٹھائیے غرض آرام دل وہاں سے
اٹھا اور رنگ محل میں گیا مسہری زرنگار پر اپنی معشوق کے فراق میں لوٹنے لگا روتے روتے
سوزش دل جو سوا ہوئی تو یہ فرد خواجہ میر درد کی زبان سے آشنا ہوئی درد طپش کو دل کی
میں سمجھا تھا یہ آنسو بجھا دینگے ٭ ولے یہ آگ تو پانی سے بھڑکی اور بھی دونی ٭ پھر جو دل بیقرار
نے ستایا تو بصد حسرت و یاس یہ فرمایا مصنف سنبھالا ہوش تو مرنے لگے حسینوں پر ٭
ہمیں تو موت ہی آئی شباب کے بدلے ٭ کبھی ضبط کے ساتھ روتا تھا کبھی بے اختیار رو کر
بآواز بلند پکار کے ان اشعار دردانگیز کا نالہ سرا ہوتا تھا جرأت یہ سوز عشق نے تیری
لگادی آگ اے ظالم ٭ جلا جاتا ہے دل بیٹھا ہی جاتا ہے تن اپنا ٭ کوئی یاروں نے سمجھوا

فرمونس نہ ہمدم ہے نہ سنا دین کسکو ہم درد و غم رنج و محن اپنا ۞ فرد ۞ نہیں اور فرہاد بھی تو
ہائے تھے بیمار عشق ۞ پالی مجکو یہ کیسا دیا آہ اے عشق ۞ غرض کیسی نیند کہان کا سونا یہ نہین شب و روز
رونا آنسوؤن سے منہ دھونا

بیقرار ہو کر آنا صنوبر پری پیکر کا دلبر کے اشتیاق مین اور عاشق ہونا آرام دل پر ہر شب و روز جلنا اور شمع سان گھلنا آتش فراق مین

خدارا ذرا ساقیا اوٹھکے شتاب	مرے سامنے لا شراب کباب	کہ اک جام پی اور قلم کو اوٹھا	کسی خستہ دل کا لکھون ماجرا

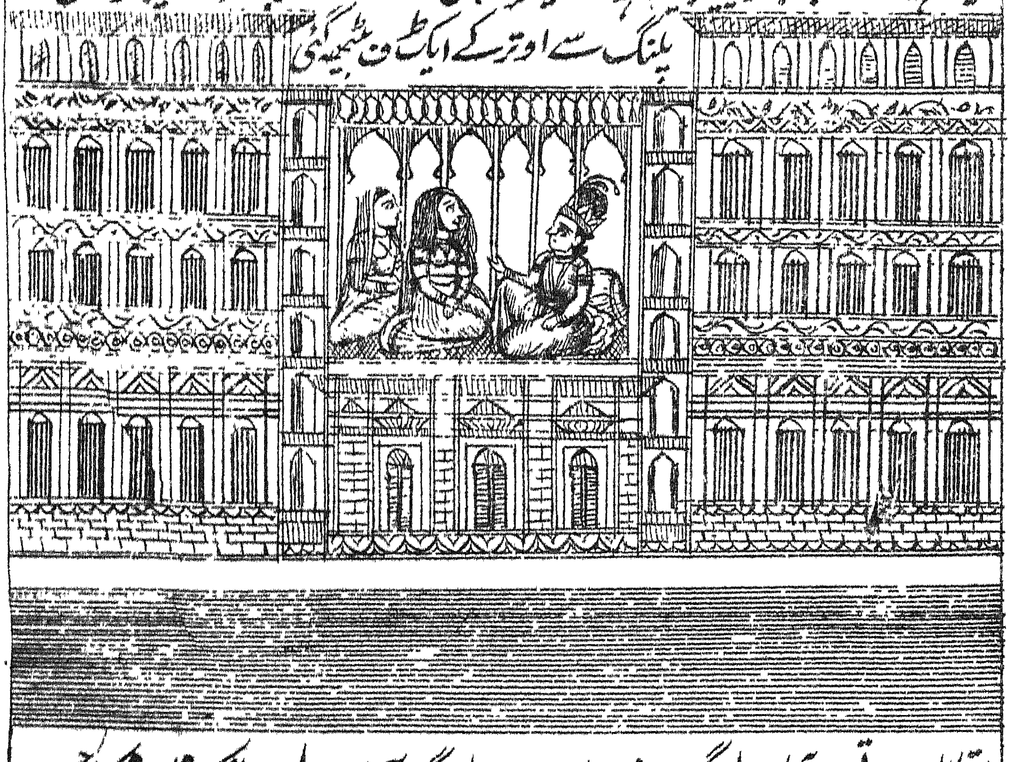
اب انکو یہان بے قرار رہنے دیجیے اور کچھ حال اوس عروس شہزادہ سیاہ فام یعنے صنوبر کا کام کا
سنیے کہ قبل ارشادی صنوبر شہزادی یہ خبر پا چکی تھی کوئی دلسوز یہ قصہ سنا کر اوسکا دل جلا چکی تھی کہ جس
شخص کے ساتھ بیاہ ہونے والا ہے وہ ہیچ عیب شرعی اور ایسا کالا ہے کہ اگر دیو سفید بھی وسکی
صورت بدصورت دیکھے تو مارے خوف کے کالا ہو جاے مقابل ہونے کی تاب نہ لاے مگر شرم و
حیا دامنگیر تھی اسلیے راضی برضاے تقدیر تھی جب اوس صورت منحوس کا خیال وصال کرتی تھی
روتے روتے اپنا برا حال کرتی تھی مگر لوگون کے سامنے کبھی اس بات کو زبان پر نہ لاتی تھی اس گفتگو
کے باب مین اپنے منہ پر گویا مہر خاموشی لگاتی تھی اکثر انیسین جلیسین اوسے خاموش دیکھکر کہتی
تھین کہ اے شہزادی سبب خموشی اور افسردہ دلی کیا ہے چپ رہنے کا منشا کیا ہے آج خدا
نے یہ دن دکھایا ہے گل امید کی شگفتگی کا روز آیا ہے ہنسو بولو کچھ بات کرو تو اوسنے کہتی کہ ارے
لوگو مین کیا خاک ہنسون کیا بات کرون خدا کی شان کو دیکھتی ہون کہ تقدیر کہان لڑی ہے کس
مصیبت مین جان پڑی ہے کیسی بلا کا سامنا ہوگا بلا اور بھوت سے پالا پڑے گا دیکھیے کیا ہوتا ہے
اب تو ہماری جان اس عذاب مین پھنستی ہے ظل سبحانی کی عقلمندی پر خلقت خدا کی ہنستی ہے
ارے کیا سبکی سمجھ پر پتھر پڑگئے ایسے آنکھون کے اندھے ہوگئے کہ جان بوجھ کر ایک پلید سے
بیاہ کرتے ہین مجھے دین و دنیا سے تباہ کرتے ہین یہ سنکر وہ سمجھاتی رہین زخم دل پر مرہم لگاتی رہین
الغرض القصہ جب عقد سے فرصت تخلیہ کی صحبت ہوئی اونھین سہیلیون مین سے اک ایک
نے کہا کہ بیگم دولہا اس وقت رنگ محل مین آرام کرنے گیا ہے ہمنے بچشم خود دیکھا ہے سبحان اللہ
وہ تو نہایت خوب صورت نوجوان رشک حور و غلمان ہے کون آنکھون کے اندھے تھے
جسنے اوس پری پیکر کو بدصورت بنایا تھا کسکی شامت آئی تھی جسنے یہ غلغلہ اوٹھایا تھا اور

حضور سے تعجب ہے کہ اون بدخواہون کے کہنے کو سچ جانا بے دیکھے یقین آگیا یہ تو وہی مقدمہ
مطابق ہے **حکایت** کہ کسی بستی مین ایک میانجی تھے علم فارسی اور کچھہ عربی جانتے تھے
مختصر مطول جھانتے تھے درس وتدریس اونکا کام تھا لڑکے پڑھانے کا شغل صبح شام تھا تقدیر
جو لڑی ہی ایک امیر نے اونکو فقیر جانکر اپنے فرزند کی تعلیم کے واسطے نوکر رکھا اور نیک سمجھکر ایک
بھلے آدمی کی لڑکی سے بیاہ بھی کر دیا میانجی نے جو نوکری بیش قرار اور گھر تے مین جورو نیک خو
پائی بکمال خوش ہوئے غم ہاے دین ودنیا فراموش ہوئے جب مدعاے دل خاطر خواہ حصول
ہوا پھر تو حضرت کا یہ معمول ہوا تمام دن تو لڑکے پڑھانا اور رات کو اپنی بی بی کے ساتھہ عیش
مین بسر کرنا مقرر رکھا ایک روز مکتب مین بیٹھے ہوے بہار دانش کا سبق پڑھا رہے تھے برہن
سادہ لوح کی حکایت سمجھا رہے تھے کہ ناگاہ کسی حریف ظریف نے آکر کہا کہ میانجی صاحب آپ
کس خواب خرگوش مین ہین عالم محو ہے یا کچھہ ہوش مین ہین آج دن دہاڑے آپ کے مکان
کا قفل ٹوٹتا ہے متاع ننگ وناموس آپ کا ایک بدمعاش لوٹتا ہے خبر لینی ضرور ہے آیندہ
اختیار ہے بندہ مجبور ہے یہ سنتے ہی میانجی مارے غیرت کے بید کیطرح کانپنے لگے شرمندگی سے
پسینے پسینے ہو گئے ہانپنے لگے بہار گلستان دانش چھوڑ خوشی بھول گئے حواس باختہ ہوے
سبق بھول گئے اور تو کچھہ بن نہ آیا گھبرا کر فرمایا کہ بھائی ذرا شرح وقایہ لانا فلانے ورق فلانے صفحہ
کی وہ سطر پڑھکر سنانا تفسیر بھی دیکھنی چاہیے ایسے بدکار کو تعزیر دینی چاہیے لوگون نے دیکھا کہ
میانجی سخت بے وقوف محض گدھے ہین فقط کتابون کے بوجھہ مین لدے ہین کچھہ اپنے بیگانے کا
خیال نہین کرتے بخوبی استفسار حال نہین کرتے جو منہ مین آتا ہے بکتے ہین ہر ہر بات مین
بہکتے ہین آخر ایک بے باک نے کہا کہ میانجی صاحب آپ کو یہ جملہ فعلیہ کیونکر ثابت ہوا کہ خبر
پر آپ ایسا کلام انشا کرتے ہین آپ نے اپنی آنکھہ سے دیکھا ہے جو تعزیر دینے کا ارادہ ہے
یہ تصور آپ کا محض باطل ہے تصدیق اسکی بہت مشکل ہے یہ جو آپ نے سوچا ہے اوس شکل کا نتیجہ
برا ہے پہلے جاکر دیکھہ لیجیے پھر جو چاہیے وہ کیجیے اور بے دیکھے کسی پر گمان بد کرنا جلدی سے حکم حد کرنا
نہ حدیث مین آیا ہے نہ قرآن مجید مین خدا نے فرمایا ہے یہ سنکے میانجی چونکے اور بسرعت تمام اپنے
مکان پر پہونچے دروازہ کھول دھڑانا اندر چلے گئے دیکھا کہ بی بی نیکبخت اپنے میان کے انتظار
مین کھانا لیے بیٹھی ہے میان کی شکل دیکھتے ہی سیلابچی وآفتابہ لیکر دوڑی آئی ہاتھہ منہ دھلا کر
کھانا روبرو لائی میانجی دیکھتے ہی تعجب مین آگئے اور اپنی بیوقوفی پر بہت شرمائے غرض اس داستان

اور مطلب اس بیان سے یہ ہے کہ بیگم آپ کے کہنے سننے پر اعتماد نکیا چاہیے جو مین کہتی ہون آپ
سچ جانو نہیں تو ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے اب دیکھ لینا کہ وہ کیسا ہے معشوقہ سنکے چپ ہو رہی
مگر مشتاق سے وصال ایسے صاحب جمال کی نہ تھی بحال ہوئی طبیعت کو خواستگاری مشاہدہ صورت
کی وہی اتصال ہوئی دل سے مشورہ کرنے لگی کہ کس طرح شہزادے کو دیکھا چاہیے اگر فی الحقیقت
خوب صورت ہے تو شکر خدا ادا کرنا چاہیے کہ اولی عنایت ہے مگر یہ بھی شایان نہیں کہ نکاح ہو سکے کچھ
دیر نہیں ہوئی ہے لوگ ایک دم نہیں چھوڑتے انکی طبیعت میرے دیکھنے سے سیر نہیں ہوئی ہے
جاؤن تو کیونکر جاؤن اور پھر کبھی نہیں مانا اس دل کو کس طرح سمجھاؤن **فرد** دو گونہ رنج و
عذاب است جان مجنون را بلاے صحبت لیلی و فرقت لیلا ۔ اور یہ بھی سہی کہ مین وہان گئی
مگر کسی نے جو مجھے وہان بیٹھے دیکھا تو وہ اپنے جی مین کیا کہیگا اسکا چرچا ہمیشہ رہیگا اور سوت
کیسا ملال ہوگا مارے غیرت کے کیا حال ہوگا یہ سب خام خیال پکا رہی تھی دل سے سوچ رہی
بنا رہی تھی کہ حضرت عشق نے ہاتھ پکڑ کر اوٹھایا شرم و حیا کا پردہ رخ سے اوٹھایا خضر وار اوس
تشنہ کام کو آب حیوان پلانے لیچلا زلیخا کو یوسف کی چاہ زنخدان مین گرانے لیچلا یعنی معشوق
نے ایک سہیلی دلربا نام سے کہا کہ اے دلربا بہر خدا شہزادہ کو کسی صورت مجھے دکھا دے میرے
جی کا وسواس مٹا دے مبادا اندرونی کوفت سے میری جان جاے مرض خفقان طبع نازک پر
غالب آجاے دلربا نے کہا حضور مین تمہارے تصدق ہوجاؤن اگر کوئی خدمت عسیر ہو تو اوسکی بجا آوری مین نہ
تاخیر ہو یہ کونسی بڑی بات ہے ابھی چلیے اور دیکھ آیئے بلا سے اگر کچھ پہر کی گرمی طبع نازک پر ہو تو اوسکو
وصل پر گزرتیاسئے اور جو کسی کے دیکھ لینے کا پاس ہے یہی جی کو وسواس ہے تو اس مین کیا کسی کا
اجارا ہے کچھ چوری ہے یا چھنالا ہے کچھ وہم و خیال دل مین نہ لائیے بلا تکلف چلیے خوب ہے
اوٹھ کہتے معشوقہ سنکے آرام دل کی عاشق زار غائبانہ ہوئی دلربا ساتھ لیکر روانہ ہوئی قدم
آگے بڑھاتے ہی عشق نے دامن اوٹھا لیا اور مشعل ہوا اس ملکہ کشور حسن کے سر پر سایہ کیا نقیبون
کی طرح آواز لگانے لگا خضر بنکے راہ بتانے لگا معشوقہ جو منظر شرم کے مارے گھونگھٹ نکالے
ہاتھ کھینچے اوٹھانے سر جھکائے ہوے ایک طرف دلربا بیچ مین آپ خانہ برباد دوسری سمت عشق
مبتلا اس [illegible] ایک سنے پکاری **شعر** خدا جانے کریگا چاک
کس کس کا [illegible] اوسکا چلنے مین اوٹھا لینا یہ دامان کا ۔ غرض با ہزاران کرشمہ
ناز و غمزہ و انداز رنگ محل مین داخل ہوئی خاطر مضطر کو تسکین ہوئی دل کی مراد حاصل ہوئی

اور جس مقام پر کہ وہ دلارام مانند مرغ نیم بسمل بھتا خرامان خرامان آئی جو ہین شہزادی ملاقی تیغ نگاہ
سے گھائل ہوئی طبیعت اور بھی مائل ہوئی غالب دل سے تری نگاہ جگر تک اوتر گئی ❊ دونو
کو اک اوا مین رضامند کر گئی ❊ دل نیاز منزل زلف پر چشم کا طرہ بنا تار نظر سے کمان ابرو مین چلہ
بندھا آنکھین لڑا ❊ چشم حیا دوسے حیران ہوئین مردم دیدہ کی شوخی دیکھکر حجاب آیا پردہ عفت مین
پنہان ہوئین سنان مژگان سے خوب نیزہ بازی ہوئی دلون کے پرزے اوڑے حلاد عشق کی اچھی
فتنہ پردازی ہوئی شعلۂ رخسار سے کاشانہ صبر وتحمل جلگیا اشکون نے جب بہانے کا ارادہ کیا بنجہ
مژگان آبادون سے پھیل گیا لب شیرین کی تمنا مین زندگی تلخ ہوئی بیقراری سے آرامش گاہ جان مین
تصرف کیا بے اختیار مضطرب ہوکر روئی جان ہونٹون پر آئی غنچۂ دہن کے نظارے سے عندلیب
روح قفس تن مین گھبرائی آہ سرد دل تنگ پر دست کھینچکر پریشان ہوئی اوس شکل یوسف تمثال
کو دیکھکر مانند آئینہ حیران ہوئی بارہ کو دیکھکر تمنا ے وصال مین شانہ بٹھکا مگر مرغ دل کو کسی
قبلہ رو کی تلاش مین بسمل جو پایا اور کچھ گمان ہوا جیسے دفتر کا مصنف یہ ہو سامان ہوے وہان
یکبار ❊ تیر مژگان کے پل مین ہوگئے پار ❊ عشق نے آن کر سلام کیا ❊ آہ و نالے نے اپنا
کام کیا ❊ پاے رنگین سے دل ہوا پامال ❊ زلفین چہرے پہ ہوگئین جنجال ❊ سر کو ٹکرایا دیکھ
پیشانی ❊ آئی پیش اوسکے بھی جو پیش آئی ❊ بھا وہان موتیون کا ہار پڑا ❊ عشق یان بھی گلے
کا ہار ہوا ❊ چشمہ چشم بھا جو وان جاری ❊ یان بھی بھی آستین ترساری ❊ بھا جو مرغوب دل کو
وان کوئی گل ❊ یان بھی دل اوسکا ہوگیا بلبل ❊ القصہ صنوبر آرام دل کو دیکھتے ہی آرام
دل کھو بیٹھی اوسکی عاشق زار ہوئی فرط محبت سے نہایت بیقرار ہوئی بیحواس ہوگئی آگے بڑھ سکی
یہ شعر پڑھتے ہی غش آگیا زمین پر گر پڑی خواجہ وزیر کیو سواد خط رخ رشک قمر سے دور ❊ رہتی
ہے جیسے شام الہی سحر سے دور ❊ عشق فتنہ گر نے اپنا کام کیا معشوق کو بھی پابند آلام کیا گرتے
ہی دلربا نے شہزادی کو آغوش مین لیا ہر چند ہوشیار کیا مگر صنوبر نے کچھ جواب نہ دیا جب تو بد
گھبرائی شہزادی کو گود مین لیے ہوے شہزادے کے قریب آئی اور کہا شہزادہ تجھسے میری
صاحبزادی کو لپٹنے دیجیے خدا جانے آپ نے کیا جادو کیا ہے کہ میری ملکہ کا یہ حال ہوگیا ہے شہزادہ
صاحب مصنف تم کسی کا جو کوئی بھرتا ہی ❊ یا کسی پر جو کوئی مرتا ہے ❊ وصل مین کیون مجھے
اسکے ساتھ بھلا ❊ کوئی ایسی بھی بات کرتا ہے ❊ آرام دل کہ اپنی مصیبت مین گرفتار بھا جان
سے بیزار بھا یہ اشعار پڑھکر اوٹھا اور پلنگ سے اوتر کر مسند پہ آ بیٹھا مصرعہ مصنف برجستہ

مومن خان مرحوم دہلوی ہوں مین تو کسی ابروی خمدار کا بسمل ؎ اک لفت سلسل کا گرفتار
ہے یہ دل ؎ سنا ہے مری جان اسمین تو کچھ بھی نہین حاصل ؎ اپنی تو طبیعت ہے کسی اور پہ مائل
کچھ کام نہین پیچ و خم زلف دوتا سے ؎ کہا یار سے بل سیکڑوں یہ میری بلا سے ؎ رند باز آئے ہے سر کہین
جدا ہووے ؎ او کا خنجر اگا ہووے ؎ دم نہ نکلا شب فراق مین بھی ؎ حسرت دل ان تیرا برا ہووے ؎
دلربا نے جو یہ باتین سنین تحیر ہوئی لیکن گھبرائی ہوئی تھی کچھ جواب نہ دیا صنوبر کو پلنگ پر لٹا کر
خواصون کو گرد و پیش سے ہٹا گرد ہونے لینے مین سے حمائل قرآن نکال کر رکھوا دینے لگی عطر لا لا
سونگھایا چہرہ گلگون پر کیوڑے کا چھینٹا دیا غرض سب کچھ کیا مگر کسی چیز کا اثر نہوا جب ہوے بیہوش
دلدار مشام جان تک پہونچی روح کو تازگی ہوئی فوراً آنکھ کھول دی اپنے تئین دلدار کی جگہ
لیٹے ہوئے اور محبوب کو نیچے بیٹھے ہوئے دیکھ کر نا توانی کے ساتھ دلربا کا ہاتھ پکڑ کر اوٹھی اور
پلنگ سے اوتر کے ایک طرف بیٹھ گئی



مقابل ہوتے ہی آرام دل گیا دونون طرف سے دل ملگیا آرام دل نے کہا ناسخ کیا جو حسن
کی ہے گھر پیچ و تاب مین ؎ بیپیچ و تاب کب ہے بھلا موج آب مین ؎ یہ سنکے صنوبر کو کچھ اپنے حسن و
جمال کا غرور ہوا تیوری پر بل ڈالکر شہزادے سے آنکھ ملائی اوس وقت آرام دل نے عالم خیال
مین اپنے یار سے مخاطب ہو کر کہا رند جلوہ حسن چند ادا و ذرا دکھلا دے ؎ منکرون کو بھی صنم
شان خدا دکھلا دے ؎ یہ کہکر خاموش ہوگیا دیر تک یہی صحبت رہی صنم و بکم کی کیفیت رہی آخر

صنوبر نے کہا کہ صاحب ہم تمھارے پاس آئے ہین تم ہمسے بات بھی نہین کرتے ہو ہر دم دم سرد
بھرتے ہو کس پر مرتے ہو یہ کیا آدمیت ہے معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے مزاج مین بڑی نخوت ہے اگر ایسے
تو آپ کا مزاج کیسا ہے فرمایئے تو کس واسطے حال ایسا ہے **شعر** کسکی طرف سے آج عبث تجکو پیچ
ہے ٭ سچ کہہ ہمارے سر کی قسم کیون اداس ہے **آرام دل** نے جواب دیا بقول **صبیح** کیون آہ
ہم نکرین شب سے تا سحر ٭ کیا تجکو درد ہو ترا دل تیرے پاس ہے ٭ اے شہزادی بقول **ذوق**
شوق نظارہ ہے جب سے اک رخ پر نور کا ٭ ہے مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا ٭ وادی ظلمت مین
اپنے دخل کب ہے نور کا ٭ مہر اک شعلہ سا ہے وہ بھی چراغ دور کا ٭ جانتی ہے جسکو خلقت
شعلہ نار جہیم ٭ سو وہ پینہ ہے مرے داغ دل محرور کا ٭ دل کا یہ احوال ہے فرقت مین اک مہجور
کے ٭ جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا ٭ اے شہزادی **ذوق** مین وہ مجنون ہون جو نکلون
کنج زندان چھوڑ کر ٭ سیب جنت تک نہ کھاؤن سنگ طفلان چھوڑ کر ٭ مین وہ ہون گمنام جب
دفتر مین نام آیا مرا ٭ رہگیا بس منشی قدرت جگہ وان چھوڑ کر ٭ ہوگیا طفلی ہی سے دل مین ترازو
تیر عشق ٭ بھاگے ہین مکتب سے ہم اوراق میزان چھوڑ کر ٭ اضطراب دل نہ پوچھ اک مرغ وحشی کو
دیکھ لے پنجرے مین اے رشک گلستان چھوڑ کر ٭ اے جان جہان ہم ایک غیرت گل کے بلبل
ہین ایک پری کے دیوانے ہین اوسکے فراق مین حواس باختہ بالکل ہین نہ سر کا ہوش نہ پانون
کی خبر ہے درد جدائی سے حال ابتر ہے تصویر دیکھتے ہی محو حیرت ہوے زلف پیچان کا خم دیکھکر
گرفتار دام محبت ہوے اور حال مزاج ملال امتزاج یہ ہے کہ تپ فرقت کی شدت نے سینے مین
درد ہر جگہ ہے طبیعت مکدر ہے بشاشت کوسون دور ہے ملالت کا دل پر اثر ہے لب پر آہ سرد ہے
دل مین درد ہے چشم بیمار کے بیمار ہین فرط جنون سے گریبان صبر کے تار تار ہین **مصنف**
حال دل اشک و آہ سے پوچھو ٭ مین غلط دو گواہ سے پوچھو ٭ لب گور ہین کلیجہ چھلنی ہے دل
مین ہزارون ناسور ہین ٭ **ذوق** آچکی ہے سر گرداب فنا کشتی عمر ٭ ہر نفس باد مخالف کا ہی جھونکا
ہمکو ٭ اندنون کچھ آپ ہی آپ خبط ہے دل کو جنون سے ربط ہے بظاہر تندرست ہین مگر دل مردہ
ہے گرمجوشی کرتے ہین مگر ٹھنڈی سانس بھرتے ہین طبع افسردہ ہے غنچہ خاطر باد سموم غم سے پژمردہ
ہے اس حال ناتوان کا اللہ نگہبان ہے دم سینہ مین کوئی دم کا مہمان ہے بقول **صبیح** ہچکی لگی ہوئی
ہے ہو وقت دم شماری ٭ کیا حال پوچھتا ہے اے ہمنفس ہمارا ٭ یہ دل کمبخت رات دن کراہتا ہے
وصل دلبر کا چاہتا ہے اسکے ہاتھون ہم اپنی جان سے عاجز ہین تپ فرقت سے رنگ فق ہے

کلیجہ تھی ہم دل مین ہزارون زخم کاری ہین **ذوق** یہ تویون مضطرب اور سینہ مین لاکھون روزن ❊
دل بیکار ہتا نظر آتا نہین اصلاً ہمکو ❊ تبر یہ غم کا استعمال ہی ناخن غم کی خراش سے زخم دل کا عجب حال ہی
ہوا ہے ہر جو ہم اچھا ہوا نہ زخم دل اپنا کبھو اوسے ❊ ناخن سے چھیلتے رہے جون جون بھر آگیا ❊
اب [illegible] کوئی ایسا ہے جو میرے درد کی دوا کرے اور اس مرض لاعلاج سے
شفا دے **شعر** مرض عشق کی ملتی ہے دوا مشکل سے ❊ ایسے بیمار کو ہوتی ہے شفا مشکل سے ❊ ہر دم
یار کا خیال مد نظر ہے اپنی کسے خبر ہے **شعر** دن کو رخ کی صفا کی باتین ہین ❊ شب کو زلف رسا کی باتین
ہین ❊ حال مجنون و قصۂ فرہاد ❊ یہ مری ابتدا کی باتین ہین ❊ دلربا کہ پہلے بھی شہزادے کی باتین سُن
چکی تھی یہ گفتگو اپنی شہزادی کے روبرو سنکر آگ بگولا ہو گئی جل بھُن کر کویلا ہو گئی کہنے لگی واہ واہ دولھا
میان اوسکو مین اپنی شہزادی کی ایڑی چوٹی پر سے قربان کردن وہ کون بلا ہے آپ کی تو جان مفت
کی ہے کہ بے دیکھے ہر ایک پر فدا ہی حضور بس اس وقت ایسی باتین نہ کیجیے اک تو میری شہزادی کا
آپ ہی جی اچھا نہین ہی دوسرے آپ اور آگ لگاتے ہین دل جلاتے ہین ابھی جو اعلے حضرت آپکی
باتین سنین تو کیا کہین **آرام دل** نے دلربا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ کیا ہم تیرے بادشاہ سے
ڈرتے ہین کسی سے کچھ التجا کرتے ہین تجھ سے کچھ کام ہے تیری ملکہ کا کوئی غلام ہے جو اس طرح
آنکھین نکالتی ہے ہر گھڑی پلٹ نیچے سنبھالتی ہے دلربا نے کہا حضور اگرچہ آپ شاہ ذوی الاحتشام
ہین مگر قصور معاف میری شہزادی کے غلام ہین گھبرائیے نہین جھنجھلائیے نہین صبح کو یہ بھی کہلا دونگی
بلکہ انکی جوتی بھی آپ کے سر سے چھوا دونگی **آرام دل** نے کہا ذرا زبان سنبھالو اتنا نہ بہکو ہم سے
ٹوک کی نہ لو ہمنے سلطنت کو پاپوش پہ مارا ہے تیری شہزادی کس گنتی مین ہین اور تو کیا ہی ارے نادان
یہ سب تیرا خیال خام ہے گھڑی دو گھڑی اپنا اور قیام ہے دم سحر تو خواب مین بھی نظر نہ آئینگے
ہم تو چراغ سحری ہین صبح ہوتے گل ہو جائینگے دل کا حال بجز خدا کسی پر ظاہر نہین کوئی ہماری حقیقت
سے ماہر نہین **شعر** کھا کے سو رہیے کچھ یہ جی مین ہے ❊ خیریت ہے تو بس اسی مین ہے ❊

حضرت اسد اللہ خان غالب مدظلہ کوئی دن گر زندگانی اور ہے ❊ اپنے جی مین
ہمنے ٹھانی اور ہے ❊ آتش دوزخ مین یہ گرمی کہان ❊ سوز غمہاے نہانی اور ہے ❊ ہوچکین غالب
بلائین سب تمام ❊ ایک مرگ ناگہانی اور ہے ❊ صنوبر یہ سب باتین سنکے سن ہوئی دل کو خفقان
ہوا عجب طرح کی اودھیڑ بن ہوئی ایک آہ سرد کھینچی اور کہنے لگی کہ ہے ہے دلربا بس زیادہ تنگ نکر
کیون ان باتون پر مر رہی ہے انکا دل تو آپ ہی اپنے قابو مین نہین ہے تو کس واسطے حسرت بھری

اپنے جی کے ارمان کر رہی ہے ہان ہان صاحب ہم اسی لائق ہین آپ کی جانفی حسن و خوبی مین
فائق ہین اور ہمنے تو فرط محبت سے تقاضائے الفت سے آپکی ملاقات کی حگر کی بیقراری جی کی بیتابی
سے آپ سے بات کی اگر مزاج پرسی مین دل عشق منزل رنجور ہوا تو معاف کیجیے قصور ہوا الغیری ہولن
آپکے کتنے ہی ستم اُف نکرینگے ﷽ جب بیٹھ کے ہم کھائینگے غم اف نکرینگے ﷽ سرتک بھی اگر کاٹ کے
پھینکوگے ہمارا ﷽ ہم آپ کے قدمون کی قسم اُف نکرینگے ﷽ یہ کہکر رومال منہ پر رکھکر زار زار رونے لگی
سوزن مژگان سے تار نظر مین موتی پرونے لگی آخر وہی عشق جو لیلی کو نجد مین لایا تھا وہی جذبہ دل
جسنے یوسف کو زلیخا تک پہونچایا تھا وہی الفت جسنے **آرام دل** کو آوارہ وطن کیا وہی محبت
جسنے صنوبر پری پیکر کو غرق دریائے رنج و محن کیا اوسکین سب نے یہان بھی تاثیر دل دکھائی
آرام دل نے طبیعت کے روکنے کی بہت تدبیر کی مگر کچھ بن نہ آئی ضبط نہوا اوسکے رونے سے
بے اختیار دریائے سرشک آنکھون سے جاری ہوا بیخودی کا عالم طاری ہوا پھر شاہزادے نے فرمایا کہ صاحب
اس قدر کیون روتی ہو کیون اپنی جان کھوتی ہو وصل مین رونا تمھارا ہی کام ہے یہ کیا شگون بد
ہے اسکا برا انجام ہے مین تو تمھارے بس مین ہون مرغ گرفتار کیطرح قفس مین ہون غلام بناؤ گالیان
دو ہم تمھارے تابع ہین جو چاہو سو کرو بقول **حسن** کبھی یون بھی ہے گردش روزگار ﷽ کہ معشوق عاشق
کے ہوا اختیار ﷽ اور ہمارا تو حال روشن ہے کہ ہر وقت اشکون سے تر دامن ہے ہم تو کسی پری کے
دیوانے ہین کبھی شمع رو کے پروانے ہین **نسیم دہلوی** ہم کہے دیتے ہین زحمت خوردہ ہے ﷽
دل تو حاضر ہے وہ کے پژمردہ ہے ﷽ دلربا نے دیکھا کہ صنوبر کے جذبہ دل نے اثر کیا شہزادہ کچھ
کچھ راہ پر آیا جلدی سے جام و صراحی صنوبر کے پاس لائی اور شہزادی کے کان مین جھک کر
کہنے لگی کہ اب ذرا اپنے ہاتھ سے شراب پلائیے یہی وقت ہے ساقی بنجائیے صنوبر نے ساغر ہاتھ
مین لیکر **آرام دل** سے کہا کہ بھلا اب جو کچھ ہوا سو ہوا ذرا اسمین سے دو ایک جرعہ ہاتھ سے میرے
پیجیے مجکو ممنون منت کیجیے **آرام دل** نے کہا **لا ادری** شراب کیسی نشہ کہان کا کسیکے مین انتظار
مین ہون ﷽ مئی محبت جو مینے پی ہے اوسیکے ابتک خمار مین ہون ﷽ کیا تکلف ہے کہ بے آب و خورش
جیتے ہین ﷽ لخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین ﷽ آنکھون مین ہر دم شراب محبت کا خمار
ہے جام و صراحی بیکار ہے اپنا تو دل مئے عشق سے سرشار ہے ایک قطرہ بھی بغیر اپنے یار کے
زہر مار ہے بقول **صبیح** اوٹھاکے پھینکدے ساقی تو میرے آگے سے ﷽ بغیر یار کے جام شراب
کیا ہوگا ﷽ صنوبر نے کہا یہ تو ہم خوب جانتے ہین کہ یہان آپ کا ناک مین دم ہے بغیر اوسی دلنواز

شاہد مست ناز کے یہ شراب آپ کے حق مین سم ہے مگر لیتد آپ کو اوسی صنم کی قسم ہے اسے
اوٹش کر دیجیے اوسکی یاد مین ہمارے سامنے ایک دو گھونٹ پی لیجیے غرض آرام دل نے
شہزادی کے اصرار سے یاد دلدار مین وہ جام پیا پھر انکار نکیا سبحان اللہ کیا شان کبریائی ہے
کہ آرام دل یون مزے اوڑائین اور وہ نوشاہ سیاہ فام یون ہی ناکام رہجائین صنوبر کو ادھر
میلان ہو مسافرخانہ بدوش باختہ ہوش وطن آوارہ کی دلداری کا سامان ہو سچ ہے اس مین
کسیکا کیا قصور ہے آدمی بیچارہ مجبور ہے عشق بد بلا ہے اس باغ کی آدہی ہوا ہے حسن خوب
شکل محبوب کے سب خواہشمند ہین حسین جہان پسند ہین ناسخ حق جمیل او دوست رکھتا ہے جمال
خوبرویون سے محبت خوب ہے ؞ خوب صورت کو اپنے ہمسر کی تلاش ہے یہی بات ہر دم جانجز آتش
ہے پری کو آدم زاد سے نفرت ہے آئینے کو غبار سے کدورت کی صورت ہے شاخ گل پر بیجا نے
بلبل قمری کے بیٹھنا بار ہے سرو پر بلبل کا چہچے کرنا ناگوار ہے القصہ صنوبر نے شہزادے سے
نام و نشان اور وجہ سفر کو باصرار تمام پوچھا اوسی وقت آرام دل نے احوال اپنا صنوبر سے بالتفصیل
بیان کیا اور کہا **فرد** گردش تقدیر و بخت نارسا لایا یہان ؞ اے صنم اب یاد رکھو ہم کہان اور
تم کہان ؞ صنوبر جو اس کیفیت سے باخبر ہوئی بادۂ غفلت کا نشہ ہرن ہوا مضطر ہوئی گھبرا کر
دلربا سے کہنے لگی کیون ہمنے جو پہلے کہا تھا وہی ہوا یا تمھارا کہنا صحیح ہوا پھر ایک آہ سرد بصد حسرت
و یاس سینۂ سوزان سے کھینچ اور رو کر کہنے لگی درد سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا ؞ بس ہجوم
یاس دم گھبرا گیا ؞ اے شہزادہ افسوس تجھ سا شیرین لب شکر گفتار ہمسے ہمکنار نہو دل ہجوم غم و الم
سے کیونکر بیقرار نہو اب آپ اودھر تشریف لیجائینگے لوگ ہمین اوس موذی کے پھندے مین
پھنسائینگے ہم مرغ نو گرفتار کے مانند قفس تنہائی مین پھڑک پھڑک کر مر جائینگے **خبر** کنج خانہ ہے
وہی پھر وہ اندھیری شب ہے ؞ پھر وہی ہم وہی تنہائی وہی یارب ہے ؞ دلربا نے کہا بیگم ایسا کچھ
اتنا غم نہ کھاؤ دیکھون تو حضرت شہزادۂ عالم کیونکر جاتے ہین اور وہ سیاہ فام کیا رنگ لاتے
ہین صنوبر نے کہا اے دلربا بقول **جرات** نہ سامان انکے رہنے کا نہ کچھ امید طالع سے ؞ دل بیتاب
کو تسکین منہ سے کہیے ٹک تحمل کر ؞ صنوبر کی آہ و زاری اور اوسکی بیکسی او بے قراری سے **آرام دل**
کا آرام دل گیا کمال صدمہ ہوا اپنا سا بیقرار پایا اپنے اوپر قیاس کیا بیچین ہو گیا آنکھون مین آنسو
بھر لایا اور صنوبر سے فرمایا کہ مین تمھارا ہر طرح سے فرمانبردار ہون خوشی تمھاری مجھے بدل منظور ہے مگر
کیا کرون اس دل سے ناچار ہون تم ہی ذرا خیال کرو المرء یقیس علے نفسہ اپنا سا دل اور کا بھی دل

سمجھو تھوڑے دنون اپنی خدمت سے معاف کرو آئینہ خاطر مین کدورت نہ لاؤ میری طرف سے دل میلا
کرو چند مدت اور غم کھاؤ مجھپر کرم کرو اگر میرے قول کا اعتبار نہین ہے تو مجھسے حلف اوٹھوا لو
چاہو قسم لو فرد میرے کہنے کا نہ باور ہو تو نوشتہ لے لو ضامن السان کے عوض جیا ہو نوشتہ لے لو
صنوبر نے رو کر کہا اے شہزادے مجھے یہ امید نہ تھی کہ آتش محبت سینہ مین بھڑکا کر حرف ہجر زبان
پر لائے گا شعلہ رخسار دکھا کر آتش ہجران مین جلائیگا افسوس میر تقی مرحوم مجھکو تجھسے توقع
تھی ستمگر نکلا ٭ موم سمجھے تھے ترے دل کو سو پتھر نکلا ٭ یہ سب راز و نیاز سوز و گداز کی باتین ہو رہی تھین
کہ مشاطہ صبح نے پیشانی عروس شب پر سہرہ تار شعاعی باندھا اور نوشاہ ماہتاب نے مقنع سحاب کا
رخ انور پر ڈالا دلربا نے کہا حضور دیکھیے سحر ہو گئی مگر آپ کو یون ہی روتے ہوے بسر ہو گئی چلیے اس وقت
یہان بیٹھنا مناسب نہین محل مین آپ کی تلاش ہو گی یہ سنکر صنوبر آرام دل سے رخصت ہونے
لگی اور کہنے لگی اے شہزادے بہر خدا مجھکو اپنے جی سے نہ بھولانا میری بیکسی پر نظر کرنا پھر آنا نہین تو یاد رہے
کہ ہم اپنے جی سے گذر جائینگے آپ کو خبر ہو گی تو آپ بھی افسوس کرینگے پچھتائینگے ہاے ہمیشہ وہ بات
ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نکرے سنتے ہین کہ قیامت آئیگی مگر ہمارے واسطے آج ہی قیامت ہے
حضرت نواب اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی ؎ آہ کو چاہیے اک عمر اثر ہونے
تک ٭ کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک ٭ عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب ٭ دل کا
کیا رنگ کرون خون جگر ہونے تک ٭ ہمنے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن ٭ خاک ہو جائینگے ہم تمکو
خبر ہونے تک ٭ کیا کہون پاس عزت اور والدین کی اطاعت ہے ورنہ تمھین اپنے پاس سے ایک
دم جدا نہونے دیتی اگر تم نہین مانتے تو خود ہمراہ چلتی مگر اپنے دل پر جدائی کے صدمے نہوتے دیتی
آرام دل نے صنوبر سے اپنے پھر آنیکا وعدہ کر کے عہد و پیمان کیا بہت سمجھایا قرآن درمیان
کیا صنوبر نے کہا اچھا اب تمھارا خدا حافظ اور نگہبان علی کی حمایت نبی کی امان دل آپ کے حوالے
کیا اور آپ کو خدا کو سونپا یہ ہماری یاد دلاتا رہیگا اپنا قصہ سنکر غم و الم خاطر مبارک سے بھلاتا رہیگا
مگر میرے دل کی کچھ قدر کرتے رہنا تم ٭ یہ بیمار ابھی نازپرور تھا ٭ یہ کہکر زار زار روتی ہوئی دلربا کے ساتھ
چلی گئی اور موتی محل مین داخل ہوئی صنوبر کے جاتے ہی یاد دلدار نے شہزادے کو پھر پلنگ پر گرایا جسقدر
ہنستی تھی اوس سے دوچند رو لایا نسیم سحر جو چلی یہ رات کا جاگا ہوا انگڑائیان لینے لگا فلک تفرقہ پرداز
نے اپنا کام کیا یعنے آرام دل نے خیال جانان مین آرام کیا

لیجانا اون پریون کا آرام دل کو پھر اوسی بیابان مین اور روانہ

ہونا اوس آرام دل وجان کا تلاش ملک جانان مین سیر باغ بہشت نژاد کی اور ملاقات ملکۂ سیمتن پریزاد کی سے

بس اب ساقیا جلد بیدار ہو ؎ ذرا خواب غفلت سے ہوشیار ہو ؎ پھر اک جام پی اور پلا دے مجھے بہار گلستان دکھا دے مجھے ؎ شہسواران عرصۂ داستان ورہ نوردان کوچۂ بیان اشہب جہندۂ قلم کو میدان صفحۂ قرطاس مین یون جولان کرتے ہین کہ جب صبح قریب ہوئی صنوبر مضطر کو فرقت دلدار نصیب ہوئی لعل پری اور سبز پری کہ اوس وقت تک مصنوعی ملازم سرکار تھین محفل مین سرگرم کاروبار تھین آرام دل کو تلاش کرنے لگین رنگ محل مین جو آئین دیکھتی کیا ہین کہ شہزادہ ایک جواہر نگار پلنگڑی پر جوانی کی اومنگ مین شبنم کا دوپٹہ تانے سو رہا ہے ناتوانی پائون دبا رہی ہے نسیم سحری کا پنکھا ہو رہی ہے پریون نے شہزادے کو غافل پاکر اوسی تخت پر آہستہ سے لٹایا جس کروٹ سوتا تھا اوسی کروٹ سولایا پھر آپ سوار ہوئین اور تخت کو لے اوڑین اثناے راہ مین دفعتاً آرام دل کی آنکھ کھلی پریون پر نظر پڑی سمجھا کہ یہ سب انھین کی جعلسازی اور شعبدہ بازی ہے خوف سے پھر آنکھ بند کر لی پریان جہان سے آرام دل کو لائین تھین وہان جا پہونچین شہزادے کو اوسی زین پوش پر لٹا کر آپ اور طرف روانہ ہوئین یہان شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا کہ گھوڑے طیار کھڑے ہین اور محمود کسیکی جستجو مین زار زار روتے ہین جان سے بیزار کھڑے ہین آرام دل نے محمود کو پکارا وہ شہزادے کو دیکھکر دیوانہ وار دوڑ آیا دیکھا کہ شہزادے کے ہاتھہ پائون مین مہندی لگی ہے گلے مین پھولون کی بدھی پڑی ہے پوشاک شاہانہ زیب بدن ہے ہاتھہ مین کنگنہ بندھا ہے عطر کی خوشبو سے جنگل غیرت گلشن ہے متحیر ہوکر پوچھنے لگا حضور خدا کے واسطے بتائیے کہ آپ کہان تشریف لے گئے تھے مجھے داغ مفارقت دے گئے تھے فرمائیے تو یہ کہان مزے اوڑائے کیا رات بھر مین ملکہ حسن افروز سے شادی کر آئے آرام دل نے تمام ماجرا ابتدا سے انتہا تک محمود سے بیان کیا صنوبر کی آہ وزاری اور بیقراری کے ذکر مین اشکون سے تر دامان کیا محمود نے کہا حضور مبارک ہو شگون اچھا ہوا لیکن جب خداوند کریم آپ کے مطالب بر لائے روز فراق کے شب وصال کی سحر آئے اوس وقت اپنے عہد و پیمان کے مطابق کیجیے گا اس سوختہ آتش فراق کو کبھی دم نہ دیجیے گا آرام دل نے کہا اے محمود فرد میسر ہو وصال یار ہمکو ؎ بھلا ایسی کہان تقدیر میری ؎ ہان اگر خدا مجھکو در دلدار تک پہونچائیگا میرے جی کا مقصد بر آئیگا تو انشاء اللہ تعالی

ایفاے وعدہ کرونگا اپنے قول پر ثابت رہونگا یہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوا رہبر محمود وفادار ہوا ایکروز چلتے چلتے دوپہر کے وقت **آرام دل** شدت گرمی سے آب آب ہوگیا تمازت آفتاب کی تاب نہ لاسکا بیتاب ہوگیا اتفاقاً اوس بیابان مین ایک باغ کا دروازہ نظر آیا شہزادہ گھوڑے سے اوترا اور محمود سے فرمایا کہ اسوقت گرمی کی بڑی شدت ہے مارے پیاس کے بری حالت ہے چلو اس باغ مین جی بہلائین تھوڑا پانی پیکر تشنگی بجہائین محمود نے کہا حضور اس رہگذر دشت پر خوف و خطر مین خدا جانے کسنے یہ باغ بنوایا ہے کون اسکا مالک ہے کسنے اسے تعمیر کروایا ہے واللہ اعلم کسی دیو یا جن کا یہ مسکن ہے یا کچھہ طلسمی کارخانہ ہے جلد یہان سے گذر کرنا چاہیے آپ کو ابھی مسافت بعید طے کرنی ہے ایسے ایسے مقامون سے حذر کرنا چاہیے **سعدی** در بیشہ گمان مبر کہ خالیست ✤ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد ✤ اور جو تشنگی غالب ہے دل فردوس منزل پانی کا طالب ہے تو آگے آبادی کا نشان ہے بستی کا گمان ہے وہان چلکر مقام کیجیے گا کھانا کھائیے گا پانی پیجیے گا غرض محمود نے ہرچند دم دیا سمجھایا مگر شہزادے کے مطلق خیال مین نہ آیا بے تکلف باغ مین داخل ہوا محمود نے بھی ساتھہ چھوڑا قدم اندر رکھتے ہی دروازہ باغ کا بند ہوگیا محمود نے **آرام دل** کو جھک کر سلام کیا اور کہا کہ شہزادہ دیکھہ آگے نجات اب بھی پھرجل جو ہونا تھا سو ہوا **حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ** نصیحت گوش کن نادان کہ از جان دوست تر دارند ✤ جوانان سعادتمند پند پیر دانا را ✤ **آرام دل** نے کہا کہ محمود جیا دگا باللہ بڑھاپے مین تیری تو عقل ماری گئی ہے مجھے بھی کیا خفقان ہوا ہے جو تیرے کہنے سے ایسی سیر چھوڑون اس فضا کی جگہ سے منہ موڑون محمود نے کہا حضور بہت خوب چلیے اور تماشے دیکھیے **آرام دل** آگے بڑھا دیکھا کہ باغ بہت عمدہ ہے ہر روش پر سبزۂ نو دمیدہ سے فرش زمردین بچھا ہوا ہے ہر جگہ ہر درخت اپنے اپنے موقع سے لگا ہوا ہے ایک طرف تختہ یاسمن شاہدان سیمتن کی یاد دلاتا ہے مقابل اوسکے لالہ زار اپنے سینہ بے کینہ پر ہزارون داغ کھاتا ہے ایک طرف نرگس شہلا بلبلون سے آنکھین ملا رہی ہے ایک جانب سنبل زار اپنے بل مین آپ ہی پیچ و تاب کھا رہی ہے کہین نافرمان کی شوخی پر صبا نے مارے طمانچون کے منہ نیلا کر دیا ہے کسی جگہ نیرنگ ساز عشق نے گل اشرفی کا رنگ زرد کیا ہے **نظم** گلون پر اس روش سے پیچ سنبل ✤ کہ جیسے عارض جانان پہ کاکل ✤ ہر اک سو جلوہ گر تھے سرو و شمشاد ✤ کہ جیسے جمع ہون خوش پریزاد ✤ تر و تازہ بنفشہ اور ریحان ✤ برنگ خط مشکین عنبر افشان ✤ برنگ چشم فتان چشم نرگس ✤ بہ از چشم غزالان چشم نرگس ✤ اور مرغان خوش الحان کی صدا بلبلون کے چہچہے جابجا باغ کے

جہان ہوئی کونون پر چابرج ہمسر گردون دو ارا ون مین جھرنا جاری ساونون بھادون کی بہار وسط باغ مین
ایک تالاب پختہ مین اوسکے برج عقیق یمنی کا صد ہا لعل بے بہا اور ہزارہا دریکتا جڑا ہوا فرش اطلس و کمخواب
سے قریب سجا سجایا اسباب ضروریات سے مرتب یہ کیفیت دیکھکر آرام دل نے کہا مزاید دل
خوش است سیر و لیکن دل و دماغ کجاست ✤ دل از گلی کہ تسلی شود بباغ کجاست ✤ پھر آگے بڑھا ایک
بارہ دری سنگ مرمر کی نظر آئی زربفت کے پردے گنگا جمنی چلمنین سرخ اطلس کا سائبان کھچا ہوا تھے
اوسکے ایک تخت سنگ مرمر کا بہت عریض و طویل بچھا ہوا مگر فرش فروش کے تکلف سے مبرا جون صفحہ
قرطاس معرا آرام دل بارہ دری کے اندر گیا دیکھا کہ ہر ایک دالان رفیع الشان ہمسر آسمان انجم
شیشہ آلات سے آراستہ یاقوت ہیرا نیلم پکھراج زمرد لعل بدخشان سے ہر در و دیوار پیراستہ ہے نقش و نگار
مین ہر سنگ غیرت نقش ارژنگ گل اور بوٹے کی صفائی پر عقل مانی و بہزاد دنگ گلدستہ ہائے
گلاب طاقون پر قرینے سے دھرے ہوئے شیشہ ہائے شراب کشتیون مین مے انگور سے بھرے
ہوئے مسند زرنگار گرد اوسکے سلک در شہوار صدر دالان مین بچھی ہوئی ایک طرف پلنگڑی مرصع پر
شبنم کی چادر کھنچی ہوئی عطردان پاندان خاصدان طلائی کشتیون مین اپنے اپنے موقع سے رکھے
ہوئے دواوین اور قصہ ہائے دلچسپ و یادگار زمان کتاب دانون مین چنے ہوئے یہ سب سامان
تھا مگر کسی انسان کا کہین نہ نشان تھا آرام دل بارہ دری کی طیاری دیکھکر ششدر ہوا ایسے
باغ دلکشا اور مکان اعلے کو خالی دیکھکر متحیر ہوا پھر وہ سبزہ زار بغیر دلدار دل و جگر مین نشتر ہوا تھوڑی دیر
ادھر ادھر کی سیر کرکے عازم سفر ہوا اور یہ شعر پڑھا رندہ سیر کی خوب چنے پھول بہت شاد رہے ✤ باغبان
جاتے ہین گلشن ترا آباد رہے ✤ پھر گھوڑے پر سوار ہوکر تا در باغ آیا دروازے کو اسی طرح بند پایا ہر چند
زور کیا مگر نہ کھلا جب تو بہت گھبرایا محمود سے فرمایا کہ دروازہ کھولنے کی جلد کوئی تدبیر کرو اب تاخیر نکرو
محمود نے کہا حضور مینے تو پہلے ہی عرض کیا تھا کہ آپ ایسی سیر پر لعنت ہزار بار پڑھیے اس باغ کے گل و
بوٹے کو بدتر از خار سمجھیے آگے نہ بڑھیے مگر آپ نے نہ مانا جو مین سمجھا تھا وہی سامنے آیا اب اس وقت
مین کیا کرون کہا جاؤن کس سے التجا کرون مگر یہان کسیکو تلاش کرنا چاہیے یونہین سب آب و دانہ
اور بے گور و کفن نہ مرنا چاہیے الغرض آرام دل اور محمود ہر چار طرف سراسیمہ و حیران اوس باغ
کے باغبان کی جستجو کرنے لگے راہ ظلمات مین خضر کی تلاش چار سو کرنے لگے آخر اسی دوا دوش مین
قریب وقت شام آیا مگر کہین انسان کا نشان بھی نپایا جب شہزادے نے دیکھا کہ اب کہین گریز
کی راہ نہین تو کیا کیجیے کوئی مقام پناہ نہین سمجھا کہ پیمانہ عمر شراب حیات سے مملو ہوا یہین تک زندگی تھی

رنج والم صدمہ درد کہ ہر وقت ہمدرد تھا شکر خدا کہ دل سے دور ہوا مگر افسوس کہ جھاں یگانگی دل شکستہ
حسرت ہے آئینۂ دل میں ہی کدورت ہے **حضرت اوستاد غالب ظلہ العالی** حیران
ہوں دل کو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں ٭ مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں ٭ پھیرتے پھیرتے گیا
راہ کوے یار ٭ ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں ٭ آخر ناچار وہ دل فگار اور محبوب غمگسار
ایک درخت کے نیچے مایوس غم و الم سے مانوس ہو کر بیٹھے **آرام دل** جب بہت بیقرار ہوا تو یہ
فرمایا اور اشکبار ہوا **مصنف** فرقت میں یاں لبوں پہ مری جان زار ہے ٭ آ کہ تیرا
فقط انتظار ہے ٭ القصہ دونوں اوسی درخت کے نیچے بیٹھے روتے تھے رہائی کی فکر میں غلطاں
پیچاں ہو رہے تھے کہ ایک طوفان عظیم نمودار ہوا سیاہ آندھی اوٹھی گردش میں گردوں دوار ہوا دفعتاً
وہ باغ اور مکان ہلا اور ہوا کے زور سے زمین سے آسمان چلا یہ سانحہ دیکھکر محمود گھبرایا **آرام دل** نے
آنکھیں بند کرلیں غشی کا عالم ہوا کلیجہ تھرا گیا تھوڑی دیر میں وہ باغ پھر زمین ہوا اوس کوہ قاف
میں جا گزین ہوا شہزادے نے آنکھ کھولی دیکھا وہی مکان اور باغ ہے مگر صدہا دیو اور پریزاد
اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں کوئی روشنی کی طیاری کر رہا ہے جھاڑ فانوس میں لال
سبز بتیاں لگاتا ہے کوئی فرش درست کرتا ہے کوئی دیوار گیروں پہ کنول چڑھاتا ہے دیو غل
مچاتے ہیں کودتے اوچھلتے ہیں اور میوے کھاتے ہیں **آرام دل** کو جو حواس آئے
نظر بچا کر محمود کو تو روش کے ایک تختہ میں گرا دیا اور خود بچا لاکھی ایک درخت پر چڑھ گیا دیکھا کہ پہلے
چند پریزاد شیشہ ہائے گلاب لیکر آئے اور تخت سنگ مرمر جو بارہ دری کے صحن میں بچھا ہوا تھا
اوس پر وہ گلاب چھڑکا پھر فراشوں نے آکر اوس پر فرش بچھایا جابجا پھولوں کے ڈھیر لگا دیے ایک
سمت صدر میں مسند تکیہ لگایا خواصوں نے کشتیاں شراب ناب کی رکھیں قریب اوس کے قابین
گزک اور کباب کی رکھیں شاہدان دل نواز اور مطربان خوش آواز آکر جمع ہوئے اپنے اپنے
ساز درست کرنے لگے تمام دیو اور پریزاد اپنے اپنے موقع اور مراتب سے جابجا دست بستہ
کھڑے ہوئے منتظر آمد سواری چھوٹے بڑے ہوئے کہ دفعتاً ایک تخت تخت رواں ہمراہ اوسکے
ہزار ہا پریاں آسمان پر سے صحن باغ میں نازل ہوا اوترتے ہی سب پریوں نے گھیر لیا چاروں
طرف سے صدائے بسم اللہ بلند ہوئی طبیعت ہر ایک کی خرسند ہوئی اوس تخت پر سے ایک
پری نہایت کمسن ازسر تا پا جواہر میں جڑی بڑے ناز سے اوتری **مثنوی**

نازو انداز تازہ کرتی ہوئی ٭ چلی ہر گام گل کترتی ہوئی
جو نہیں اوس نے اوٹھائی نقاب ٭ کھل گیا قصر حسن کا اک باب

سکو دھوکا ہوا کہ چاند ہوا | چاندنی دیکھ او سکو ماند ہوا | اسرخ ہنسا جب نظر آیا | لالہ نے داغ شکست کھایا

القصہ اوس بلقیس ثانی نے تخت پر جلوس فرمایا بزم عشرت کو غیرت کاشانہ عروس فرمایا زمرہ پری کا طائفہ کھڑا ہوا ناچ گانے کا سامان مہیا تھا اوس وقت اوس شہنشاہ حسن و خوبی نے اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد کیا کہ ہمارا مہمان کہاں ہے جلد جاؤ اور ہاتھوں ہاتھ لاؤ دیکھو تو اس بوستان کا سلسلہ کہاں کہاں ہے یہ سنتے ہی پریوں کو اوس یوسف ثانی کی تلاش ہوئی بڑی جستجو سے جان خراش ہو کر آخر جہاں شہزادہ بیٹھا ہوا تھا اوس درخت کے نیچے پہونچیں شہزادے کو دیکھتے ہی بفراست دریافت کر لیں کہ بیشک یہی شخص ہماری شہزادی کا مہمان ہے ورنہ اور آدمزاد کا اس مقام میں گذر ہونا کیا محال ہے کیا جان ہے یہ سمجھا جلد تر **آرام دل** کو اوس درخت سے اوتارا زیر قدم آنکھوں کا فرش بچھایا مشعل گل بازی ہاتھوں ہاتھ اوس گلبدن کو بتعظیم تمام انجمن میں لا بٹھایا

مثنوی نظر آیا جب وہ مہ چاردہ ہے اوسی شیدائی کو وہ رشک مہ ہے کہا او صاحب لب اب کیا ہے وہی نہ کردا جیسے دیدار سے محظوظ میرے ہی آج آپ میں بہت خستہ حال ہے پریشان و حیران و سرگشتہ حال ہے مگر خوش ہوا اب دل بے قرار ہے کروں شکر احسان پروردگار ہے تو وقت اگر دور ہوتا کہیں ہے تو میں آپ لا سکتی وہیں یہ کہہ اور جلدی پکڑ اوسکا ہاتھ ہے برابر بٹھایا اوسے اپنے ساتھ ہے یہ سنکے **آرام دل** بھونچکا ہوا چاروں طرف دیکھنے لگا اور دل میں کہنے لگا کہ یہ تو عجب ماجرا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا کیا قدرت خدا ہے کہ ابھی تو ایک بند سے رہائی ہوئی کہ پھر قید فرنگ کا سامنا ہے الٰہی کبھی میں اس قید سے رہائی بھی پاؤنگا یا یونہی پریشان و سرگردان ہوکر اس کشمکش میں مرجاؤنگا پری نے شہزادے کو دیکھکر حال استفسار کیا پریشانی کا سبب دریافت کرنے میں بہت اصرار کیا **آرام دل** نے کہا صاحب مجکو سخت حیرت ہے کہ آپ کو یہ تو معلوم ہوا کہ ایک شخص اس باغ میں ہمارا مہمان ہے مگر یہ نہ سمجھا کہ کس جگہ کا رہنے والا ہے کون ہے کیوں خستہ جان ہے پری نے کہا کہ یہ تو ہم جانتے ہیں کہ آپ شہزادۂ والا تبار ہیں شاہ چین آپ کے والد بزرگوار ہیں سرزمین چین آپ کا مقام ہے شہزادہ **آرام دل** آپ کا نام ہے مگر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کا حال پریشان کیوں ہے چہرۂ گلبرگ سے عشق کے آثار نمایاں ہیں ہر دم چشم گریاں کیوں ہے ہر چند اس ماجرائے حیرت افزا سے جلد خبردار کیجیے حال اپنا کچھ اظہار کیجیے میں بھی تو سنوں اگر کوئی مرض ہو تو اوسکی دوا کروں **آرام دل** نے جواب دیا جرأت دل کی خبر نہ پوچھو کچھ آجکل عزیزو ہے کیا جانے دل کہاں ہے دو چار دن سے اپنا ہے صاحب ماجرا ہے

دل قابل بیان نہین ہے **فقرہ** رو رہے ہین عالم حیرت ؛ یہی ایک جملہ ہے زیادہ بیان کی تاب
و توان نہین ہے اور رونے کا حال کیا پوچھتی ہو **سودا** اپنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا
دی بھی جدائی آنکھ سونا سور ہو گیا ؛ ہے باغ و بہار اپنی آنکھون مین بہ انتظار نظر آتا ہے
حال دل بیان کرنے مین خون ہو کے منہ کو چلا آتا ہے **فرد** گل و گلزار خوش نہین آتا ؛ باغ
بے یار خوش نہین آتا ؛ اے جنون جیب مین ترے ہاتھون ؛ ایک بھی تار خوش نہین آتا ؛
یہ کہکر خاموش ہو گیا اور چشم میگون جانان مین تصور کر مست اور بیہوش ہو گیا پری نے شہزادے
کے نخواستہ کلام سے دریافت کیا کہ بیشک کسیکا عاشق زار ہے کسی کے تیر نگاہ کا فگار ہے
جی کو سنبھال کر کہنے لگی کہ اے شہزادے مین پردہ قاف کے بادشاہ کی بیٹی ہون ملکہ سیمتن میرا نام
ہے حسن و خوبی مین لاثانی ہون راجہ اندر بھی تابع فرمان بلکہ ایک ادنے غلام ہے ایام طفولیت
مین اپنی بڑی بہن کے ہمراہ تخت طاؤس پر سوار ہو کر واسطے سیر ملک چین کے گئی تھی ایوان شاہی
مین تجھ گل اندام کو خاص محل کے بام پر دیکھا کہ زمرد کے چھپر کھٹ پر عجب انداز سے خواب ناز مین پڑا
سوتا ہے اب مین کیا کہون جو اوس دم میرا حال ہوا عشق نے دل مین گھر کیا جی نڈھال ہوا
بڑی بہن کے سبب سے کچھ بس نہ چلا خاموش ہو رہی مگر دل پر جو صدمہ زیادہ ہوا تو مین بیہوش
ہو گئی **مصنف** مجھے جو تو ماہ مقابل ہوا ؛ مثل کتان ٹکڑے مرا دل ہوا ؛ سیر جو کی لالہ رخسار
کی ؛ داغ جدائی مجھے حاصل ہوا ؛ میری بہن مجھے بیہوش دیکھکر گھبرائی ڈری کہ شاید کسی نے جادو کیا
ہو اسلیے جلدی سے انگشتری سلیمانی میرے ہاتھ مین پہنائی جب مجھے گونہ افاقہ ہوا بیخودی کا سبب
پوچھنے لگی مینے بہانہ کر کے کہا کہ اس وقت ہوا ٹھنڈی چل رہی ہے مجھے نیند آتی تھی مین سو گئی خیر اوس
وقت کی بات تو رفت گذشت ہو گئی جب مکان پر آئی دن بھر جی بے چین رہا طبیعت بہت گھبرائی
وہان سے اٹھکر باغ مین ٹہلنے لگی گل و گلزار کی بہار سے کچھ طبیعت بہلنے لگی آخر خدا خدا کر کے شام
ہوئی دعا میری قبول بدرگاہ ملک العلام ہوئی اوس وقت مین تنہا بذات خاص صرف ہمراہ
ایک خواص تخت پر سوار ہو کر پھر اوسی طرف روانہ ہوئی وہان پہونچکر اوسی محل کے بام پر اوتری
چارون طرف تیری تلاش کی کہین نہ پایا بہت جستجو کی لیکن تو نظر نہ آیا ناچار مایوس ہو کر بادل
داغدار یہ شعر آستانہ مبارک پر قلم مژگان اور شنجرف بخت دل سے لکھکر وہانسے روانہ ہوئی
مصحفی اگرت حبیب باشد بہ بدرت رسیدہ باشد ؛ چہ ترا ندیدہ باشد چہ قدر طپیدہ باشد ؛ الغرض
تجھکو نہ دیکھا تو دل کو صدمہ کمال ہوا باغ ارم مین پہونچی پھر تو یہ حال ہوا کہ ہر روز بیتابی دل ستانے

ہر ساعت صورت اپنے مرنے کی چکھانے لگی ایک روز تنہائی مین بیٹھی رو رہی تھی تیرے فراق مین
بیقرار ہو رہی تھی ایک خواص نے عرض کی کہ حضور کسیطرح کا رنج و الم نکرین بیشک گردش سبع سیارہ
سے دریافت کیا ہے کہ جس شخص کی آپ عاشق زار ہین جسکے واسطے حضور بیقرار ہین انشاء اللہ
تعالیٰ چار برس مین اوس سے اور آپ سے ملاقات ہوگی جس امر کی حضور کے دل مین تمنا ہے
وہ بات ہوگی لیکن حضور والا نے مقام پر ایک باغ اور مکان کی تعمیر کا حکم دین اور بعد طیاری کے
اوسکو عجائبات اور طلسمات سے مرتب کرین وہ شخص چار برس کے عرصے مین سرگشتہ بادیۂ غربت
اور آوارۂ صحرائے کربت ہو کر اس باغ مین آوے گا خوب سیر کرکے جب ارادہ جانیکا کرے گا
ہرگز جانے نپاوے گا غرض اے شہزادے یہ کلام جب سنا اوسی وقت باغ اور مکان کی
تعمیر کے لیے مین نے حکم دیا جب باغ اور مکان میرے حسب دلخواہ طیار ہوا دل بیقرار کو کچھ قرار
ہوا اوس روز سے بیٹھے تنہائی اختیار کی امید وصال مین ایک ایک دن گننے لگی رات دن
صدمۂ فراق سے جان کھویا کرتی اور عالم تنہائی مین یہ اشعار پڑھکر رویا کرتی **نسیم لکھنوی**

عالم کا تیرے جہان بیان ہی ✤ بیتابی دل جہان جہان ہی ✤ زنجیر جنون کڑی نہ پڑیو ✤
دیوانے کا پانون درمیان ہی ✤ ذرے کا بھی چمکیگا ستارہ ✤ قائم جو زمین و آسمان ہے
جو داغ کہ مہر ہے فلک پر ✤ دل مین مرے اب تلک نہان ہے ✤

اے شہزادے آخر خداوند
کریم نے تجھسے بیوفا کی صورت دکھائی خدا خدا کرکے آج جی کی مراد پائی اب مین دیکھتی ہون کہ تو
بھی کسی گلبدن کا بلبل زار ہے معلوم ہوتا ہے کہ خدنگ عشق سے سینہ فگار ہے **حضرت**
استاد غالب ہوئی جنسے توقع خستگی کی داد پانے کی ✤ وہ ہمسے بھی زیادہ کشتۂ تیغ ستم نکلے
اب بہر خدا چند روز یہان کرم فرمائیے پرستان کی سیر کیجیے یہانکی چیزین کھائیے بالتفصیل حال
بیان کیجیے اور جب تک ہم نکہین تب تک یہان سے نجائیے پریون کے ساتھ مرے اور اڑے

وصل سے کامیاب ہونا سیمتن جان جہان کا اور رخصت طلب کرنا آرام دل عازم کوے جانان کا

بیا ساقیا جام آتش لباس ✤ کہ دل کو ہے میرے ہوس بے قیاس ✤ عروج طبیعت دکھاؤن
تجھے ✤ نیا ایک قصہ سناؤن تجھے ✤ صحران جادو نگار و راقمان فسونکار لوح قرطاس پر نقوش
بیان و داستان یون مرتسم فرماتے ہین کہ جب آرام دل نے یہ قصہ سنا نہایت حیران ہوا

تب وہ کہنے لگا کہ یہ دشمن شدید تو بلا کی طرح پیچھے پڑی اب مین کس طرح اسکے دام سے رہائی
پاؤنگا ملک فارس تک کیونکر جاؤنگا سوا اسکے یہ پری مین انسان دیو اسکے تابع فرمان ہین سوا
پیچ و تاب کھانے کے چارہ نہین ہے مرضی اسکے بیان سے رہائی غیر ممکن ہے کوئی سہارا نہین سمجھا
تمام و کمال احوال ماضی اپنا آرام دل نے اوس بدر کامل سے ظاہر کیا اور سوختہ
آتش محبت کو ملکہ حسن افروز کے عشق سے ماہر کیا سیمتن پری جب سب حال سن چکی تو مخاطب
ہوکر بولی کیون حضور ذرا انصاف کیجیے تقصیر میری معاف کیجیے کہ ہم تو آپ پر اپنی جان فدا کرین
اور آپ ہمسے بھی پوشیدہ رکھین صاحب یہ عشق یا یہ کمال تمھارے فراق مین ہمنے
اٹھائے رات دن دنیا مین ماتم اور تمھارا یہ کلیجہ کہ ایسا کلمہ زبان پر لائے افسوس اگر ہم جانتے
کہ آپ ایسے بیوفا ہین کچھ ایسی کرینگے تو کیون آپ پر جان نثار کرتے در بدر خاک چھانتے پھرتے
جرأت جستجو مین دل کے ہمارے اسکے ہی کھونا پڑا ٭ جو ہنسی کی بات تھی سو اوسکا اب رونا پڑا ٭
سچ تو یون ہے ایسا جگر ربط انداز پیدا کیا ٭ سچ ہر دم ہے یہی کہ ہمنے کیا کیا ٭ آرام دل
نے کہا صاحب کیا دشمنون پر مصیبت پڑی ہے جو ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی ہو ہر گھڑی ناحق
کرتی ہو سیمتن نے کہا اللہ رے ہم تیرے واسطے مجنون بھی ہوے ٭ مورد گردش گردون بھی
ہوے ٭ ظلم کے گرچہ سزاوار نہ تھے ٭ پر ترے عہد مین ہم یون بھی ہوے ٭ تو ملے غیر سے اور یان
میرے ٭ صفت ساغر دیدہ و دل خون بھی ہوے ٭ اے شہزادے تو جانتا ہے کہ مین اس
پرستان کے بادشاہ کی دختر ہون مجھے سب طرح کی قدرت ہے اگر مین اپنی ہٹ پہ ضد کرون
تو تجھے ہرگز جانے نہ دون لیکن کیا کرون کہ تو میرا محبوب ہے مراد تیری میرے دل کو مرغوب ہے
اور دنیا مین سبھون نے اپنے معشوقون کی نازبرداری کی ہے دین و دنیا دونون سے گذر گئے ہین ظلم
سہتے سہتے مر گئے ہین اس لیے تیرا جور و ستم اپنے نزدیک کرم سمجھتی ہون تیری رضا اپنی جان شیرین پر
مقدم سمجھتی ہون بہرکیف آج کی شب یہین آرام کر میرے زخم دل کا مرہم وصال سے التیام کر صبح جو
کہیگا بجا لاؤنگی یا تجکو وہان پہونچا دونگی یا حسن افروز کہ جسکا تو دیوانہ ہے یہان لے آؤنگی اس گفتگو
سے آرام دل کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا خوف سے ڈرا اور سوچا کہ مبادا یہ پری طیش مین آکر
مجھے گرفتار بلا کرے ایسا نہو کہ جادو کرے پھر یہ خیال کیا کہ آخر یہ بھی تو شہزادی ہے بھولی بھولی
شکل وضع سادی سادی ہے علاوہ اسکے تمپر مرتی ہے تمھارے اوپر اپنی جان فدا کرتی ہے
آؤ آج یہین گذر کرو ہونی ہو سو ہو آجکی شب اسی جا سحر کرو یہ تصور کر سیمتن پری سے کہا کہ صاحب

مین تمھارا تابعدار ہون جو ارشاد ہو بجا لاؤن مگر اتنا امیدوار ہون کہ صبح کو مجھے روکیے گا جاتے وقت نہ ٹوکیے گا یہ کہا اور بقول حسن پکڑ ہاتھ سے کھینچا الٹ پٹ محبت کے رشتے مین اینٹھا لپٹ پہ ملکہ سمجھتی کہ پہلے ہی شہزادے کی ہر ایک ادا پہ فدا تھی اس بیباکی اور بھی مرگئی تمناے وصال اور بھی زیادہ ہوئی حجاب نہ شرم وحیا کی سر سے اتر گئی مست ہو کر باہون مین لینے لگی سینہ بسینہ لب بلب ہوگئے بے شمار بوسے دینے لگی

حالت شوق ذوق مین آرام دل کا ہاتھ بڑھانا پری کی طرف



خواجہ حیدر علی آتش مرحوم بے گنتی بوسے لینگے رخ دلپسند کے یہ عاشق ترسے پڑھے نہین علم حساب کو یہ کیفیت دیکھکر سب پریان وہان سے ہٹ گئین کچھ نہ تختون مین جا کے چھپین کچھ کمرے کے دروازے مین جھپٹ گئین فقط ایک خواص باقی رہی جو اس حال سے خبردار تھی محرم اسرار تھی وہی ساقی رہی یہان تو یہ صحبت تھی اور وہان یہ کیفیت تھی کہ جب سے محمود گرا تھا اوسے کچھ خبر نہ تھی بیہوش پڑا تھا چند پریان جو اوس طرف جا نکلین دیکھتی کیا ہین کہ ایک شخص بوڑھا ستر اسی برس کا سن وسال سر اور ریش کے سفید بال سبز عمامہ سر پر جامہ عنابی در بر خضر صورت پیشانی پہ نماز کا گھٹا ظاہر مردے کی شکل مگر اچھا ہٹا کٹا ایک درخت کے نیچے بیہوش پڑا ہے پریان دیکھکر متعجب ہوئین باہم کہنے لگین کہ ارے اس باغ مین سواے شہزادے کے اور کون ایسا ہے جسکا گذر ہو یہ انسان بھی کیسا پیر نابالغ ہے کہ اسکو کچھ اپنی جان کا نہ خطر ہوا آخر ایک جو ان سب مین

کرتے دل کی تھی آگے بڑھی اور محمود کا ہاتھ پکڑکر اوٹھانے لگی اوسکا جو ہوش آیا آپکو ملک الموت کے پنجے مین پایا سمجھا کہ قضا آن پہونچی شہزادے کو خدا جانے کیا کیا اب ہماری بھی جان نہین بچتی یہ سمجھکر عاجزی سے کہنے لگا کہ مین اوس شہزادے کا نوکر ہون جو اس باغ مین آیا ہے غرض سب پریان محمود کو بیچ مین گھیرے ہوے جہان آرام دل اور ملکہ سیمتن بیٹھے ہوے اختلاط کر رہے تھے لیکر آئین سیمتن محمود کو دور سے دیکھتے ہی شہزادے کے تتے پیچھے چھپ گئی اور پوچھنے لگی کہ یہ کون ہے آرام دل نے کہا صاحب یہ ہمارا یار غمخوار جان نثار ہے اس مصیبت مین اسنے ساتھ دیا یار وفادار ہے یہ کہہ رہا تھا کہ محمود آیا پہلے تو ملکہ سیمتن کے حضور مین آداب بجالایا پھر آرام دل کو تسلیمات کرکے قدمبوس ہوا اور ایک طرف لب فرش بادب بیٹھکر پریون نے حال محمود کی بیہوشی اور از خود فراموشی کا حضور مین ملکہ سیمتن کے عرض کیا پری اوسکی باتون کو سنکر زیر لب مسکرائی اور دیر تک اوس سے ہنستی رہی جب رات بہت گذری محفل رقص و سرود برخاست اور بزم عیش و نشاط آراستہ ہوئی ملکہ سیمتن نے خواصون کو اشارہ کیا اور فرمایا کہ ع ساقی نرگس کے دور یہ موسم ہے غنیمت + پیری مین جوانی کے مزے یاد کرینگے + بمجرد ایماے ملکہ اوس پری نے ایک جام بادۂ گلفام سے لبریز کرکے شہزادے کو دیا آرام دل نے وہ ساغر سیمتن کو پلایا اور دوسرا جام اوسکے ہاتھ سے آپ پیا محمود تو ایک ہی پیالے مین بیہوش ہوگیا پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ سیمتن نشۂ شراب سے بیخود ہوکر آرام دل کی گود مین لیٹ گئی شہزادے نے جی مین کہا کہ واقعی یہ پری تمھاری عاشق ہے اور سچ تو یہ ہے کہ صحبت کے بھی لائق ہے عالم شباب ہے اوٹھتی جوانی ہے چلو مزے کرو یہی لطف زندگانی ہے الغرض آرام دل نے پری کو گود مین اوٹھا لیا اور بارہ دری کے اندر جا کر چھپر کھٹ مین لٹا دیا جگانے کے لیے گدگدیان کین آوازین دین چٹکیان لین آخر جب خوب ملا دلا گدگدایا تو ذرا ملکہ کو ہوش آیا آنکھ جو کھلی وصال یار سے بغل گرم پائی یاوری بخت اور فرط محبت سے باغ باغ ہوگئی پھولون نسمائی پھر اوسی حالت مستی و سرور مین آرام دل سے کہنے لگی کیون جی مین اگر صبح کو تمھین نہ جانے دون تو تم کیا کرو ع ذرا اسکا مجھے جواب تو دو + آرام دل نے کہا صاحب اگر یہی ارادہ ہے تو ہمین کیا چارہ ہے کسکا اجارہ ہے ع ہرچہ آید بسر فرزند آدم بگذرد + قہر درویش بر جان درویش اور اسکا مین کیا جواب دون مگر اتنا سمجھ لو کہ اگر عہد شکنی پر کمر باندھوگی تو ہمین زندہ نپاؤگی یاد رہے کہ بہت پچھتاؤگی یہ کہتے ہی خیال جانان مین آنکھون سے آنسو گر پڑے سیمتن پری نے بانہین لیکر کہا کہ مین تو ہنستی تھی تمھین محک امتحان پر کستی تھی کہ دیکھون تم کتنے ہو دل کے کرتے

یاد ہووے ہو **شعر** ذراسی بات مین رنجیدہ ہوگئے صاحب ہم بے بنت ہے وہ اچھی دیکھو وہ بھی
آئی ہے یہ کہکر ہم آغوش ہوئی نشۂ بادۂ الفت سے بیہوش ہوئی جب ہوش آیا اپنا آغوش دلدار
مین پایا یاوری طالع و مساعدت بخت پر سخت تعجب ہوا غایت مسرت سے اوس وقت یہ شعر
نیب وہ کام ولب ہوا **غالب** وہ آئین گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے ہم کبھی ہم اونکو
کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین غرض اسیطرح سے غمزہ و ناز سوز و گداز راز و نیاز کی باہم باتین ہین
حسن و عشق کے جلوہ ہاے نیرنگ سے عجب لطف کی باتین رہین دونون اسی لطف میں تھے
کہ سپیدۂ صبح نمودار ہوا سیمتن کا دل بیقرار ہوا **آرام دل** نے محمود کو جگایا محمود نے کہا دیکھو دولت آپکا
تو پری سے وصال ہے فارس جانا محال ہے سبحان اللہ حضور بھی کیا چیز ہین یاد آتی ہین شعر و شعور
یاد ہین سب نے کہی خیر شکر خدا کہ اب آپ کی طبیعت کچھ کچھ بہل گئی اک شغل پیدا ہو گیا اور آ نکل
گئی **آرام دل** نے کہا محمود مصلحت وقت یہی تھی جو مین نے کیا بات اسے عزیز اوس نے
رخصت کے لیے قسم کھائی ہے مجھے قول دیا ہے اگر ہم ایسا نکرتے تو تم یہان قید مین جان
سے گذر جاتے کبھی رہائی نہوتی تڑپ تڑپ کر مرجاتے یہ کہکر شہزادہ سیمتن کے پاس آیا اور کہا
اب رخصت پری نے جواب دیا صاحب رخصت چہ معنی دارد تمنے سنا نہین **نسیم** لکھنوی
آتا ہو تو ہاتھ سے ندیجیے ❊ میرا اس مصرعہ پر عمل ہے تمھارے بیاغ مین تو خیال ہی شہزادے نے
کہا **نسیم لکھنوی** جانا ہو تو اوسکا غم نکیجیے ❊ یہ مصرعہ عمل کے لائق ہے اوس سے اتفاق ہے
سیمتن بولی کہ چہ خوش میرے آپ کے جو عہد و پیمان ہوا ہے اوسکو وفا کرتی ہون ایک توقف کرنے
بلکہ **حسن افروز** کو یہان لاکر تمھارا کلیجہ ٹھنڈا کرتی ہون **آرام دل** نے کہا بس خدا کے واسطے
آپ اتنی تکلیف نکیجیے مجھکو ہر یک بینی و دو گوش یہان سے رہائی دیجیے صاحب ذرا خیال کرو کہ مین نے
جو اپنا گھر بار چھوڑکر سلطنت کو خاک مین ملایا تو کیا اسواسطے کہ آپ کے پاس بیٹھ رہون اور مرنے
کرون جسکے واسطے سرگردان ہوا ایک عالم کی خاک چھانی خستہ و پریشان ہوا اوسکو آپ
حکومت سے بلوالون یہ تو عاشقی نہوئی زندہ بھی بازی ہوئی محبت نہوئی جعلسازی ہوئی سیمتن
نے کہا ناحق اتنی مشقت اوٹھاتے ہو منزلون بیکار جاتے ہو اگر کہو تو ابھی یہین بیٹھے بٹھائے
معشوق کو بلوالون **آرام دل** نے کہا ذرا تم تو سمجھو کیا ہم اتنے نہ تھے کہ شاہ فارس
سے بذریعۂ نامہ و پیام درخواست اپنی شادی کی کرتے مگر اپنا جی ہے اسپر حکومت نہین
چلتی یہ عاشقی ہے یہان کسیکی دال نہین گلتی اب مین تمھارے روکے کب رکتا ہون ہزار کہو

ہین کب منتا ہون مجھے اپنے معشوق کو یہان بلوانا منظور نہین معاف کیجیے آپ کو اس قدر تکلیف کرنا
کچھ ضرور نہین ہے سمن بری نے دیکھا کہ شہزادہ بگڑ بیٹھا اب کسی طرح نہ مانیگا بیٹھ کر تنگی تو خوب
چھیننے کی زیادہ کچھ جو ہونگی تو دشمنون کی جان پر بنیگی مصنف مثنوی بحر نے ہیں اسے عشق کا آزار شب
تپ فرقت نے کردیا ہے تڑار ٭ اب نہ کچھ تم زبان سے کہنا کہ جو ہون بہتر کبھی وہ سب سننا ٭ عقل
زائل ہے ہو گیا ہے خبط ٭ آج کل ہے اسے جنون سے ربط ٭ جب وہ ان کہین تو حیا کر کے ٭
نہ کہین آپ کو ہلاک کرے ٭ خدا تو ہو ہی رہی تھی عاشق تھی علاوہ اسکے اپنے قول مین بھی صادق تھی
کہنے لگی اچھا ہم آپ کو اس شرط سے جانے دیتے ہین ایک بات کی قسم کھاؤ تو یہان سے قدم اوٹھانے
دیتے ہین کہ جب آپ اپنے ملک کی طرف مع الخیر والعافیت مراجعت فرمائین تو پھر اسی باغ
مین ملاقات کرین اور ہمین بھی اپنے سلک زوجیت مین لائین آرام دل نے کہا ہان یہ بات مجھے
بدل وجان قبول ہے اس امر مین آپ کا اتنا مبالغہ محض فضول ہے مین قسم کھاتا ہون کہ جب
میرا مقصد حاصل ہوگا تو انشاءاللہ تعالے تم بھی فائز المرام ہوگی اگر میرے جی کی آرزو بر آئیگی
تو خدا نے چاہا یہ بات بھی بخوبی انجام ہوگی سمن نے کہا دیکھو تم قسم کھاتے ہو خدا کو شاہد درمیان
لاتے ہو ذرا اپنے قول پر ثابت قدم رہنا ورنہ وعدہ خلافی کی سزا خوب پاؤگے میرے ہاتھ سے
بچکر نجاؤگے اچھا سید محمد خان رند بس اب آپ تشریف لیجائیے ٭ گذرنی ہے جو کچھ
گذر جائیگی ٭ طبیعت کو ہوگا تعلق چند روز ٭ ٹھہرتے ٹھہرتے ٹھہر جائیگی ٭ مگر محمود کو میرے پاس
چھوڑ جائیے کہ یہی شخص بلکہ حسن افروز پر عاشق ہونے کا باعث ہے اور اس وقت بھی انکو
ترغیب دیکر لیے چلا ہے اسکی یہی سزا ہے کہ یہان باغ کے ایک گوشے مین بیٹھا ہوا کرے اپنی
جورو کے فراق مین جلا کرے تا اسکو بھی معلوم ہو کہ فراق محبوب اسے کہتے ہین اور عاشق اپنے
معشوقون کے اس طرح دکھ سہتے ہین یون بے قرار رہتے ہین قطعہ معلوم تو ہو تجھے کہ صدمون
کی حقیقت ٭ گذری ہے بہت عیش سے اب یاد کرینگے ٭ تم جاؤ بس اب تم سے نہ اسمین کرو اصرار
چھوڑا ہے تمھین انکو نہ آزاد کرینگے ٭ محمود یہ غضبناک گفتگو پری کی سنکر لرز گیا جی کڑا کر کے کہنے لگا
کہ حضور اگر فدوی کو پہلے سے آپکے تعشق کا حال اپنے شہزادے کے ساتھ معلوم ہوتا تو اپنے
آقا کو آپ ہی کی ملاقات کی ترغیب دیتا اس خدمت کے صلہ مین حضور سے خوب انعام لیتا مگر
افسوس مین بڑا بدنصیب ہون کہ اس مضمون سے نہ خبردار ہوا آج اپنے آقا کا ساتھ کر کے
حضور کے نزدیک دشمن ٹھہرا اتقصیر کا سزاوار ہوا سمن نے کہا کہ جو کچھ ہو سو ہو مگر تجھے اب نجانے دونگی

تو جتنا چاہے غل مچا لیکن یہ ایک سنگی کی محبت نے کہا حضور سے نصیب اور خوشا طالع میرے
کہ آپ مجھکو اس التجا اور تمنا سے اپنے پاس رکھیں اور نہ یہ تقدیر میری کہ حضور مجھے اس باغ مین
رہنے کی اجازت نہیں اس واسطے پر بھی اگر مین درخواست جانے کی کرون تو بڑا بدنصیب ہون
گستاخی معاف بقول شخصے لا اعلم جب کہ ہم تیرے آستان سے گئے ٭ ہم نے جانا کہ دو جہان
سے گئے ٭ ملکہ سمتن محمود کی ان حرکتون اور مسخری کی باتون سے دل مین مارے ہنسی کے لوٹی
جاتی تھی مگر ہنسی کو ضبط کر کے کہنے لگی کہ لو صاحبو اور سنو پچھلے کی خوف دیکھو ان شیرین باتون
کو جو عشق مین آپ کا بھی فرہاد نام ہوا منہ مین دانت نہ پیٹ مین آنت حضرت بھی ہماری محبت
کا دم بھرتے ہین شوق تاکہ مشہور ہون ہزارون مین ٭ ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین ٭
ارے لوگو ع سینٹھ کی کو بھی لو کام ہوا ٭ ہان کوئی ہے کہ اس نامعقول کو اس بے ادبی کی
سزا دے یہ سنتے ہی دس بیس دیو محمود کی طرف جھپٹے پری نے اشارے سے منع کیا اور نظر گرم
سے دیکھکر دفع کیا آرام دل نے کہا صاحب ہم سنا کرتے تھے کہ لیلی کا کتا بھی پیارا ہوتا ہے
عاشق کو اوسی کے دیکھ لینے کا سہارا ہوتا ہے مگر یہان تو ہم نئی رسم دیکھتے ہین کہ اس غربت مین ایک
ہمارا آدمی ہے اوسکے سب دشمن ہین یہان تک کہ جب آپ کا اشارہ پاتے ہین تو دیو بھی لپک
لپک کر آتے ہین سمتن نے کہا صاحب سنو یہ تمھاری خاطر ہے کہ مینے اسکو چھوڑ دیا ورنہ یہ اس بیحیائی
اور گستاخی کا خوب مزا چکھتا پھر کبھی ایسا نہ بکتا یہ کہکر انگشتری حضرت سلیمان علیہ السلام کی آرام دل
کی اونگلی مین پہنا دی اور کہنے لگی کہ لو اب تم پر کسی طرح کا جادو اثر نکرے گا پھر سفید دیو کہ سردار
سب دیوؤن کا رو برو دست بستہ کھڑا تھا اوسکے سر مین سے پانچ چار بال توڑ کر شہزادے کو
دیے اور کہا کہ جس وقت تمکو کوئی کار مشکل یا کوئی امر ایسا درپیش ہو کہ جسکے انجام کے لیے پیچ
ہو اوس وقت تم ایک بال کو اس مین سے دونون سرے پکڑ کے کھینچنا یہ دیو تمھارے پاس حاضر
ہوگا جو حکم دو گے بجا لائیگا اگر کچھ عذر کرے گا تو خوب سزا پائیگا القصہ آرام دل کو یہ سب مراتب
سمجھا کر پری نے دیو سے فرمایا کہ جہان سے اس باغ کو لایا ہے پھر وہان پہنچا دے اور یہ غزل
پڑھی **مصنف** اے مرے دلربا خدا حافظ ٭ چھوڑ کر مجھکو جا خدا حافظ ٭ تیرا ضامن ہو ضامن
ثامن ٭ سایۂ مصطفے خدا حافظ ٭ پیٹھ جیسے دکھاتا ہے مجھکو ٭ یون ہی منہ بھی دکھا خدا حافظ ٭
مجھکو بیتاب چھوڑے جاتا ہے ٭ اے مرے مہ لقا خدا حافظ ٭ تیری فرقت مین دیکھیے کیا ہو
آگے کیا کیا بلا خدا حافظ ٭ تو نے مجھ سے تو بے وفائی کی ٭ خیر اے بیوفا خدا حافظ ٭ جس جگہ جائے تو

معین اللہ ۞ گھر بین ربین سدا خدا حافظ ۞ اے سخن اب گلے لگا کے مجھے ۞ تو بھی کہدے فدا خدا حافظ
شہزادی نے بھی کہا خدا حافظ اور دیوون نے آسمان کی طرف اوسے بلند کرکے ایک آواز دی کہ سارا
مکان اکبارگی تاریکی و طوفان ہوا کا زور شور وہی سب سامان نظر آیا مگر جہان پری و آرام دل
اور محمود تھے وہان یہ سب آثار نہ موجود تھے تھوڑی دیر مین وہ باغ اور مکان جہان پہلے نصب تھا قائم
کیا گیا اور شور و غل موقوف ہوا سیمتن پری نے شہزادے سے کہا کہ حضور اب بسم اللہ کیجیے دیر
نہ لگائیے جس طرف سے آپ آئے تھے وہی راہ موجود ہے پھر بلانیوالا وہ معبود ہے نظم جیسے جاتا ہے
تجھے یار خدا پھر لائے ۞ تجھکو اللہ سدا بالقا پھر لائے ۞ پھر پری نے شہزادے کو گلے لگا کر رخصت کیا اور
محمود سے کہا کہ اچھا جاؤ تم بھی جاؤ مگر خبردار میرے شہزادے کا ساتھ چھوڑنا اور نہ خوب سفر چلیو گے ذرا اسکو
خوب سمجھ لینا محمود نے دونون ہاتھ باندھ سلام کرکے عرض کی کہ حضور کیا مقدور جو کبھی اپنے آقا سے
جدا ہون اگر اسمین ذرا خلاف ہو تو بیشک لائق سزا ہون یہ کہکر گھوڑے حاضر لایا آرام دل سوار ہوا
ہمراہ وہی محمود وفادار ہوا سیمتن پری تا در باغ پہونچانے آئی جونہین شہزادے نے پیٹھ موڑی پری
آنکھون مین آنسو بھر لائی مگر کیا کرے مجبور تھی کہ خاطر محبوب بہر نوع منظور تھی غرض آرام دل پری
سے رخصت ہوکر ملک فارس کو روانہ ہوا یہان محفل کا تمام یہ کارخانہ ہوا سیمتن اوسی وقت با چشم
گریان و دل بریان تخت پر سوار ہوکر کوہ قاف مین داخل ہوئی شب و روز غم کھا کھا کے بسر کرنے لگی
شہزادے کے عشق مین مثل ہلال کاہیدہ وہ بدر کامل ہوئی تمام باغ سنسان ہوگیا مسکن زاغ و
بوم و مکان ہوگیا یا تو وصال طالب مطلوب سے ہر جن و انس پھولون نہین سماتا تھا نہال تھا پھر غور
کرکے جو دیکھا تو گویا خواب تھا یا خیال تھا دنیا جائے دید ہے کبھی وصال یار کبھی فراق دلدار دونون
توام ہین مگر شب وصال گویا عاشقونکو صبح عید ہے فراق کے نام سے صدمہ ہوتا ہے دل پر الم مین سچ ہے کہ
اگرچہ نہایت جانگزا ہے مگر سچ پوچھیے تو کچھ اسمین مزا ہے لا اعلم جو مزا انتظار مین پایا ۞ نہ
کبھی وصل یار مین پایا ۞ وزیر صدچاک ہو وہ دل کہ جو درد آشنا نہو ۞ پھوٹے وہ آنکھ جس سے کہ آنسو گرا نہو

داستان بیقراری صنوبر شہزادی اور اوس شاہ بابا بدطن کی ستمگاری پھر چند سوال صنوبر خستہ جگر کے شہزادہ سیاہ فام سے اور لاجواب ہونا اوسکا اوس کلام سے اور آشکار ہونا حال آرام دل کا

اوٹھا ساقیا ساغر میکشان ۞ کہ پھر چھیڑون گذری ہوئی داستان ۞ پلا دے پھر ایک ایک جام شراب ۞ کہ
بیخود ہون سب اور نہ دین کچھ جواب ۞ وہ کیسی تھی شادی کہان کا وصال ۞ نہ حاصل ہوا کچھ بجز

انتقال ۞ مصنف خاکسار اور خامہ جگر افگار حال صنوبر عاشق زار یون رقم کرتا ہی کہ جب صنوبر بیگم شہزادہ آرام دل سے جُست ہوکر دلربا کے ساتھ محل مین تشریف لائی وہ آنا گیا تھا گویا اوسکے سیر پایا آئی آتے ہی منہ لپیٹ کر چھپر کھٹ مین لیٹ رہی مگر چپکے چپکے روتی رہی آنسو سے منہ دھوتی رہی دلربا کہ محرم راز تھی خیر خواہ جانثار تھی چھپر کھٹ کے پردے گرا کے پاس بیٹھ گئی اور پنکھا جھلنے لگی جو کوئی پوچھتی کہ دلربا دولہن کہان ہین تو اوسسے کہتی کہ ارے چپ رہو بیگم صاحب تمام رات جاگی ہین جی اچھا نہین ہے رات بھر راحت نہین ملی ہے ابھی آنکھ لگی ہے دو گھڑی سو رہنے دو آنکھ لگنے کا نام جب صنوبر کے گوش زد ہوتا بے اختیار کلیجے مین درد ہوتا اپنے حال کو خیال کرکے چیخین مار مار کے رونے کو جی چاہتا مگر کیا کرے۔ افشائے راز کے سبب ضبط کرتی تھی جو زیادہ بیچین ہوتی تھی تو در پردہ آہون سے ربط کرتی تھی **فرد** جدا کسی سے کسیکا غرض حبیب نہو ۞ یہ داغ وہ ہی کہ دشمن کو بھی نصیب نہو ۞ یہان تو اسکو اتنی ہی بات غنیمت تھی کہ سونے کا بہانہ تھا وہان لوگون کو ریت رسم کی پڑی تھی اور ہی کارخانہ تھا یعنے زنانی مجلس محل مین آراستہ ہوئی سمدھنین آکر مجلس مین بیٹھین ڈومنیان گانے لگین اتنے مین غل ہوا کہ دولہا محل مین آتا ہے یہ سنکے جتنی چھپنے والیان تھین چارون طرف کوٹھون پر چڑھ گئین کچھ پردے مین چھپ چھپ کے دیکھنے لگین جو ذرا بیحیا تھین وہ وہین آ کر گئین دیکھتے کیا ہین کہ ایک لڑکا حبشی کی صورت سنیچر کی مورت سر گنجا ہاتھ ٹنڈا پانون سے لنگڑا سر مین بڑے بڑے گڑھے تحقیق انسان تھا یا بچہ شیطان غرض نطفہ بے تحقیق **شعر** شتر لب غول منظر خوک دندان خرس پیشانی ۞ تصدق میشود ہر دم برو غول بیابانی ۞ **نسیم لکھنوی** دانت اسکے گورکن قضا کے دو شحنے رہ عدم کے ناکے ۞ زنبور سیاہ خال اوسکے ۞ برگد کی جٹائین بال اوسکے ۞ دو چار خصوصون کے بیچ مین کہ خاص اوسی کی طرف کی تھین جریب کے سہارے سے زمین پر پانون سے اتو کرتا ہوا اس لنگڑے پن پر لنبے لنبے قدم رکھتا ہوا آکر مسند پر اپنی مان کے پاس بیٹھ گیا اس ماجرائے حیرت افزا اور سانحہ ہوش ربا سے سارے محل مین ایک تہلکہ عظیم واقع ہوا کسی نے زانو پیٹ کر کہا کہ ہے ہے لوگو یہی ہماری شہزادی کا دولہا ہی کوئی بولی نہین ری دیوانہ معلوم ہوتا ہے رستہ بھولا ہے کوئی رو رو کر کہنے لگی کہ ہائے یہی کمبخت ہماری بیگم کے نصیب مین لکھا تھا کسی نے کہا کہ اسمین کسکا اجارہ ہے اونکی تقدیر مین یونہین ہونا تھا ایک نے کہا بہن ہم تو سنتے تھے کہ حضرت جہان پناہ بارات کے روز دولہا کے یہان تشریف لے گئے تھے اور دولہا کو اپنی آنکھ سے دیکھکر بہت خوش ہوئے تھے مگر ماشاء اللہ وہ تو برعکس اسکے ظہور مین آیا سب لوگون کو کیا خیال تھا اور کیا ہوگیا ادھر تو یہ غوغا

تھا اودھر یہ سانحہ برپا تھا کہ بیگم صاحبہ نے جو دلدار کی شکل دیکھی پہلے تو خوف سے ڈری پھر سمدھن سے پوچھنے لگی کہ کیون بی بی یہی آپ کے صاحبزادے ہین جنکے ساتھ میری لڑکی کی شادی ہوئی ہے وہ بھی شہزادے ہین پھر کہا لوگو بتاؤ کہ میری بچی کہان ہے دلربا نے کہا حضور یہان چھپر کھٹ مین آرام کرتی ہین بادشاہ بیگم نے کہا مجھے ہرگز اعتبار نہین تم لڑکی کو کمرے مین لے جاؤ اور دالان مین قفل لگاؤ دلربا شہزادی کو دوسرے کمرے مین لے گئی دو چار خواصون کو حفاظت کے واسطے اپنے پاس رکھا اور مکان کو مقفل کر دیا حضور جب تک باہر رہی جان دینے پر مستعد برابر رہی اپنے جی مین سمجھی ہوئی تھی کہ اگر ذرا بھی اوس مردود کی طرف سے کسی امر مین سبقت ہوئی تو فوراً آپ کو ہلاک کر دونگی اس کلیجے کو چاک کرونگی کہ نہ ہم ہونگے نہ فلک کے جور و ستم ہونگے مگر جب جا کے محفوظ مین آپ کو دیکھا شکر خدا کیا اور کہا کہ دلربا دیکھیے کیا فتور برپا ہوتا ہے اماجان اون بدبختون سے اس قدر اوچھی تو ہین لیکن خدا خیر کرے دیکھیے کیا ہوتا ہے اور ہماری آبرو کا تو خدا حافظ و نگہبان ہے کیونکہ ہم تو پہلے ہی اپنی جان اوس جان جہان پر تصدق کیے بیٹھے ہین مگر افسوس یہی ہے کہ جب تک یہ کمبخت دم ہے فراق محبوب وصال نام محبوب ہمارا ہمدم ہے جرات خدا کے واسطے سینہ کو کوئی چاک کرو ٭ کہ جان بلب ہین بہت دل کے اضطراب سے ہم ٭ وله مرض عشق کو تھوڑا نہ سمجھنا ایدل ٭ ایکدن کام کرے گا یہی آزار تمام ٭ یہ کہتے ہی سیل اشک آنکھون سے جاری ہوا پھر وہی رونا اور غشی کا عالم طاری ہوا دلربا نے ہر چند سمجھایا خاطر آشفتہ کو بہلایا کہ بیگم برائے خدا تمھین اپنے اوسی محبوب کی قسم ہے جسے چاہتی ہو ذرا اپنے دل کو ٹھہراؤ اور کسی خیال مین بہلاؤ کسی اور شغل سے تسکین دو مگر بھلا اوسکی کون سنتا تھا لا ادرے جسپہ گذری ہو وہی جانے ٭ جو کہ بیدرد ہو وہ کیا جانے ٭ عشق کا مزا عاشق ہی خوب جانتا ہے اس ستمگار کی تیغ جفا کے سامنے وہی سینہ سپر کرتا ہے کلیجہ تانتا ہے خواجہ وزیر دشمن بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہو ٭ نا آشنا کو بھی الم آشنا نہو ٭ القصہ بادشاہ بیگم نے ایک خواجہ سرا کو حکم دیا کہ اس پلید کا ہاتھ پکڑ کے نکالا منہ کر خواجہ سرا نے بموجب حکم دو ہاتھ قریب آکر دست بستہ عرض کی کہ خداوند ہم حضور کے بندے اور فرمانبردار ہین مگر کیا کرین حکم حاکم مرگ مفاجات اس سے ناچار ہین اب عرض یہ ہے کہ حضور یہان سے اوٹھین اور باہر تشریف لے چلین شہزادہ ایک تو غصے مین بھرا بیٹھا ہوا تھا یہ سب باتین سنکر اور بھی جلگیا ایسا طیش مین آیا کہ جامے کے باہر نکل گیا پھر وہی چھڑی جو چلنے کے وقت بارھی پائی شکستہ کی مددگار رہتی اوٹھا کر خواجہ سرا کے سر مین اس زور سے ماری کہ سر دو ٹکڑے بلا فرق ہوگیا دریائے خون مین سر سے پانون تک غرق ہوگیا اس واردات سے محل مین ایک تہلکہ پڑگیا سارا کھیل بگڑ گیا جہانپناہ

کو خبر ہوئی وہ سنتے ہی گھبرائے ہوے محل مین تشریف لائے ساتھ وزیر اعظم بھی آئے بادشاہ نے
محل مین جاکر دیکھا کہ بسنت خواجہ سرا خون مین ڈوبا ہوا ہے عجب حال ہے کہین دستار کہین جوتا کہین
رومال ہے حرمین کی خواصین آپس مین ہنسی کر رہی ہین طعن و تشنیع کا بازار گرم ہے نفسانیت پر کمر بستہ
ہین بیگم صاحبہ نے بادشاہ سے کہا کہ حضور ذرا اپنے داماد فرخندہ نہاد کو ملاحظہ کرین پہلے یہ کیا تھا
ہے کچھ اوسکے ہاتھ مین دین جو نہین بادشاہ نے اوس زنگی شہزادے کو دیکھا حیرت سے انگشت بدندان
ہوا دیر تک اسی طرح عالم تحیر مین رہا آل کار سوچکر نہایت تفکر مین رہا آخر اوس بادشاہ کی جبین پر
ایسا غصہ آیا کہ اگر وہ اس وقت وہان موجود ہوتا تو بیشک نیست و نابود ہوتا مگر بادشاہ نے دفعتاً
بگاڑنا مناسب نجانا غصہ کو ضبط کرکے اپنے سمدھی کو بلوایا وہ آیا دونون نے کرسیون پر جلوس فرمایا
بادشاہ نے دولہا کے باپ سے کہا کہ درمیان سلاطین عظام اور شاہان ذی الاحتشام کے ایسی
دغابازیان اور افترا پردازیان ہمنے تو کسی تواریخ مین دیکھین اور نہ کبھی سنین بھلا یہ کیا حرکت تھی
کہ آپ نے اپنے لڑکے کو تو چھپا دیا اور ایک شخص غیر کو دولہا بناکر نکاح پڑھوا دیا پھر ارادہ ہے
کہ دولہن کو یہان سے زبردستی لیجائین گے حکومت کو کام فرمائینگے دولہا کے باپ نے جواب دیا
کہ صاحب آپ کیا فرماتے ہین یہ میرا وہی لڑکا ہے جسکو آپ نے برات کے روز دیکھا ہے بادشاہ نے
کہا سبحان اللہ شاید آپ نے مجھکو اندھا بنایا بھولا سمجھکر یہ فقرہ سنایا یہ گفتگو دوبدو ہو رہی تھی کہ دلربا
نے اپنے بادشاہ سے عرض کی خداوند چھوٹی بیگم صاحبہ فرماتی ہین کہ مین اپنا مقدمہ آپ فیصل کرونگی
آپ کسی طرح کا تردد نفرمائین مگر امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب مع شہزادہ بلند اقبال ذرا پردہ کے قریب
تشریف لائین جو مین سوال کرون شہزادے اوسکا جواب دین اور حضور غور فرمائین اگر فی الحقیقت یہ
وہی شخص ہین جنکے ساتھ میرا نکاح ہوا ہے تو پھر اسکا تردد کیا ہے جو تقدیر کا لکھا تھا وہ ہوا ورنہ بصورت
خلاف جیسا ہوگا سمجھا جائیگا یہ کلام شہزادی کا دولہا کے باپ نے پسند فرمایا بیٹے کا ہاتھ پکڑ کے
قریب دالان کے آیا شاہ عالم پناہ نے بھی بموجب درخواست شہزادی وہین جلوس فرمایا دلربا نے
حضور کی طرف سے اوس زنگی ملعون سے مخاطب ہوکر کہا کہ صاحب آپ نے بعد نکاح کل شب کو کہان
آرام کیا تھا کس جگہ سوئے تھے کس مکان مین مقام کیا تھا پہلے اس سوال کا جواب دیجیے تو پھر
آگے حوصلہ کیجیے شہزادہ پہلے تو سنکر خاموش رہا پھر اپنے باپ کے اصرار سے کہنے لگا کہ مین تو
اپنے خیمے مین روز جہان سوتا تھا وہان سویا تھا یہ سنکر بادشاہ نے کہا کہ بس کیجیے اسی بات پر اختتام
ہے زیادہ گفتگو طول کلام ہے ہمکو خوب معلوم ہوا کہ آپ وہی شہزادے ہین زیادہ کہنے کے

ناحق ارادے مین پھر اوسکے باپ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بسم اللہ اب دیر نہ لگائیے بہت جلد
یہان سے تشریف لیجائیے نہین تو خدا جانے کیا ہوجائیگا یاد رکھیے کہ حشر برپا ہوجاے گا بادشاہ
یہ سنکر بڑے غصے مین اوٹھا اور بیٹے کو ہمراہ لیے اپنے فرودگاہ مین آیا آتے ہی فوج مین طبل جنگ
بجوا دیا افسرون کو لڑائی کا حکم سنا دیا اور کہا کہ اگر زندہ ہون تو اس قلعے کو توڑونگا اسنے مجھے ذلیل کیا
ہے یہ بھی اسکی ڈھٹائی ہے کہ چھوڑونگا یہان وزیر باتدبیر نے اپنے بادشاہ کے تیور بدلے ہوے
دیکھے فوج کو آراستگی کا حکم دیا تھا جب ان پر توپین چڑھا دین تمام قلعے کو آراستہ کیا تھا جب اس
بادشاہ کو مغلوب الغضب جاتے دیکھا اپنے گمان کا شک جاتا رہا یقین ہوا پھر تو اوسنے شہر اور
قلعے کا قرار واقعی بندوبست کر لیا لاکھون من غلہ قلعے مین بھر لیا ہر چیز کا ذخیرہ بنا تھا کسی چیز کی کمی نہ
تھی فقط اسی بات کا انتظار تھا کہ پہلے اودھر سے سبقت ہو تو پھر ادھر سے مار دھاڑ کی نوبت ہو
یہان بادشاہ صنوبر کے پاس آیا اور بہت سا پیار کرکے پوچھنے لگا کہ بیٹا بیان تو کر یہ کیا قصہ ہے
کیا واردات ہے عقل حیران ہے کہ تو اس قدر ملول کیون ہے یہ کیا بات ہے صنوبر اس کلام کو سنکر
اس قدر روئی کہ ہچکی بندھ گئی آخر ضعف سے غش آگیا بادشاہ کی گود مین گر پڑی **مثنوی**
مصنف عشق کی ہے عجب فسونکاری ۞ ہے بہا آنسو اسکی جنگاری ۞ کہین طرہ ہے یہ حسینونکا
کہین غازہ ہے مہ جبینون کا ۞ یہی کرتا ہے عاشقون کو تباہ ۞ الحذر الحذر معاذ اللہ ۞ خوف آتا ہے
نام سے اسکے ۞ دل لرزتا ہے کام سے اسکے ۞ یہی مجنون کا دستگیر ہوا ۞ یہی فرہاد کا شیر ہوا
یہی وجہ فغان بلبل ہے ۞ یہی پیوستہ رگ گل ہے ۞ یہی سرو بہار گلشن ہے ۞ یہی قمری کا طوق گردن
ہے ۞ یہی عاشق کا دل جلاتا ہے ۞ یہی نیرنگیان دکھاتا ہے ۞ یہی باغ جہان مین خار ہوا ۞ گلرخون کے
گلے کا ہار ہوا ۞ الغرض رہتا ہے یہی دل مین ۞ یہی ہے سبکے آب اور گل مین ۞ بادشاہ صنوبر کو
چھاتی سے لگا کے بے اختیار رونے لگا دامن و آستین اشکون سے بھگونے لگا دیر تک یہی حال
رہا دلبر صدمہ رسیدہ بے حال رہا آخر بادشاہ نے کہا کہ بیٹا بتا تو سہی کہ تیرے دل پر کیا گذری ہے تو کیون اسقدر
بیتاب ہے اور رو رو کے اپنی جان ہلکان کر رہی ہے مین بھی تو سنون اگر کسی نے کچھ کہا ہو اوسکی زبان
نکلوا ڈالون جو کسی سے کچھہ خدانخواستہ اور طرح کا صدمہ پہونچا ہو تو بیان کر کہ اوسکو سزا دون غرض بادشاہ
نے ہر چند صنوبر سے پوچھا مگر وہان تو خیال مین کوئی اور ہی پیارا تھا اظہار مطلب کا کب یارا تھا سکتہ کا
عالم ہوگیا کچھ جواب نہ دیا جب تو بادشاہ اپنے دل مین سمجھا کہ **حضرت غالب** بیخودی بے سبب
نہین **غالب** ۞ کچھ تو ہے جسکی پردہ داری ہے ۞ پھر دلربا سے فرمایا کہ سچ بتا یہ کیا معاملہ ہے نہین تو

ابھی زندہ دیوار مین چنوا دونگا نام و نشان تیرا حرف غلط کی طرح صفحۂ دنیا سے مٹا دونگا دلربا اس
گفتگو سے لرزان ہوئی ہاتھ جوڑکر کہنے لگی کہ حضور اس داستان کو ابتدا سے انتہا تک سنین اور بیگم کے
صحت کی کچھ تدبیر کرین کہ جب شادی کی دھوم ہوئی تھی تو ہماری بیگم کو یہ خبر اوڑتے اوڑتے معلوم
ہوئی تھی کہ وہ دولھا بہت بدشکل ہے یہ سنکر بدرجہ کمال الم ہوا محل شادی خانہ ماتم نظر آنے لگا لوگون
کی بیخبری پر بہت غصہ آیا دل ہی دل مین پیچتاب کھایا شرم سے کچھ کہہ نسکین اندر ہی اندر گھٹنے لگین
سر منہ چہرہ زرد ہونے لگا منہ پر ہوائیان اوڑنے لگین مینے غمگین دیکھکر سبب رنجش کا پوچھا مجھسے
حال دل ظاہر کیا راز نہفتہ سے اس کنیز کو ماہر کیا مینے دل بہلانے کی بہت تدبیر کی مگر اونکا وہی
حال انھین سب باتون کی طرف خیال رہا میرے افہام و تفہیم نے کچھ نہ تاثیر کی آخر جب نکاح
ہو چکا دولھا رنگ محل مین گیا اوس وقت سبھون نے آکر دولھن کو گھیر لیا اور کہنا شروع کیا کہ حضور
کسی طرح کا تفکر اور تردد خاطر مبارک مین نہ لائیے صورت غمگین بدل ڈالیے ہمنے آپکے دولھا کو
دیکھا ہے ماشاء اللہ نہایت خوب صورت نوجوان ہین چشم بد دور بہت حسین رشک خوبان جہان
ہین نظم قمر اوسکی جبین سے داغ کھائے ۔ مہ نو پیش ابرو سر جھکائے ۔ حضور بخدا اسے لا یزال رند
زیادہ برگ گل سے اوسکے چہرے پر صفائی ہے ۔ مین اون ہاتھون کے صدقے جسنے وہ صورت
بنائی ہے ۔ جناب عالی جس قدر تعریف اور توصیف مین اوس شہزادے کے وہ لوگ مبالغہ کرتے
تھے اوسی قدر ہماری بیگم صاحبہ جھوٹ جانتی تھین زار زار روتی تھین اور کسیکا کہنا نہین مانتی تھین
آخر جب لوگون نے دیکھا کہ انکا شک کسی طرح رفع نہین ہوتا ناچار کہا کہ اچھا اگر ہمارا کہنا آپکے نزدیک
راست نہین ہے تو آپ چلکر اپنی آنکھ سے دیکھ لین اس مین کچھ مضائقے کی بات نہین ہے یہ سنکر
ہماری بیگم اوسکے کہنے سننے سے گئین خواصون کے ہمراہ بحفاظت تمام رنگ محل مین گئین اور دیکھتے ہی
بیک نگاہ اوس حور شمائل غارتگر کشور دل کو دل دے بیٹھین سودائے عشق مول لے بیٹھین اور
بے چین ہوکر قصد اوسکے پاس جانیکا کیا اس ارادے سے ہم سب نے اونکو منع کیا مگر اونھون نے
کسی کی نہ سنی اور بے خوف و خطر شوق ملاقات مین اوسکے پاس جا بیٹھین جسنے منع کیا اوسکو دو
چار سخت سست سنا بیٹھین اور جاکر پہلے اوسکا نام ملک کا پتا اور احوال دریافت کیا عند الاستفسار
معلوم ہوا کہ شاہ چین کا فرزند ارجمند ہے ملکہ حسن افروز شہزادی ملک فارس کے عشق مین دردمند ہے
اوسی کی تلاش مین مسافرانہ چلا جاتا تھا اثنائے راہ سے کوئی اوس گم کردہ کاروان صبر و قرار اور
رہسے نادیدہ یار کو یہان لے آیا اور جبراً قہراً دولھا بنا کے ہماری بیگم کے ساتھ نکاح پڑھوا دیا

جناب عالی جب یہ حقیقت ہماری بیگم کو معلوم ہوئی تو گویا ع سمند شوق پہ اک اور تازیانہ ہوا شہ
دشمنون کی اور بری حالت ہوگئی ایک تو اپنی خوبی قسمت کا غم دوسرے عشق کا ظلم و ستم تیسرے معشوق
کو اپنی طرف التفات نکرنا اور سپہر رقابت محبوب کا الحاصل یہ کہ وہ بھی عشق کے ہاتھون مبتلاے اندوہ
و غم ہو سب خیالات اوس کے بیہوش کرتے ہوے دم بخود بیہوشی کی نوبت ہوگئی یہ حال دیکھکر اوس
بت بیوفا کے دل پر فوراً عشق کا اثر ہوا لیکن اوسنے ہماری بیگم سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ تعالی مین
عنقریب فارس سے فائز المرام ہوکر آتا ہون اور تمکو اپنی سلک زوجیت مین لاکر اپنے ملک کو لیجاتا ہون
از بسکہ عشق ہماری بیگم صاحبہ کا صادق اور وعدہ بھی اوس غیرت ماہ کا واثق معلوم ہوتا ہے تو
کیا عجب کہ عنقریب ہماری صاحبزادی کی تمنائے دلی بر آئے شب فراق کٹے روز وصال کی سحر
آئے لا ادرے یارب اندر دل آن خسرو شیرین انداز کہ برحمت گذری بر سر فرہاد کند
بادشاہ اس حال کو سنکر آب دیدہ ہوگیا اور صنوبر غمدیدہ و مضطر کو کہ اوسوقت تک اوسکی چشم نرگسی
سے قطرات اشک شبنم آسا ٹپک رہے تھے گلے لگایا اور بہت تسکین دیکر فرمایا کہ بی بی اپنے دل کو
غمگین نکرو مین تمہارے دولہا کو جس طرح سے ممکن ہوگا تلاش کرکے بلواؤن گا اوس موذی بد ذات
ابلیس صفات کو خوب ٹھیک بناؤنگا یہ کہکر محل سے برآمد ہوا وزیر اعظم کہ دست بستہ حاضر تھا تسلیم
بجالایا اور ہاتھ جوڑکر یہ کلمہ زبان پر لایا کہ خداوندا اوس بادشاہ روسیاہ کےلئے زیر دیوار شہر پناہ سب
سامان لڑائی کا کیا ہے اور اپنی فوج کو آج کی رات ہمارے شہر مین شبخون مارنے کا حکم دیا ہے
لیکن خاکسار نے سب سامان جنگ و جدال واسطے سزا دہی اوس بد خصال کے طیار کر رکھا ہے
تمام فوج کو آمادہ جنگ و پیکار کر رکھا ہے اب اس بارگاہ سے جیسا حکم نفاذ پاوے ویسا عمل مین
آوے بادشاہ وزیر باتدبیر کی دانش و ہوشیاری پر بہت مسرور ہوا اور اوسی دم تخت پر جلوس
فرمایا پھر اوسی وزیر کو خلعت فاخرہ اور جواہرات بیش بہا سے سرفراز فرماکے ساری فوج کا سپہ سالار
کیا اور حکم دیا کہ ابھی جاؤ اور اوس روسیاہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لاؤ وزیر اعظم تسلیم و آداب
بجالایا اور تلوار کمر سے لگا بعزم خونریزی روانہ ہوا اب آئندہ بیان کیا جاے گا وہان کا

پہونچنا آرام دل کا ملک سبز زمین مین مبتلا ہونا جادوے زن فتنہ انگیز مین
پھر آوارہ ہونا محمود وفادار کا اور سراغ نپانا آرام دل شیفتہ و دل فگار کا

لا ساقی وہ شراب کہ جسمین ہون مستیان
پیکر جسے مین توڑدون سبو اور گلابیان

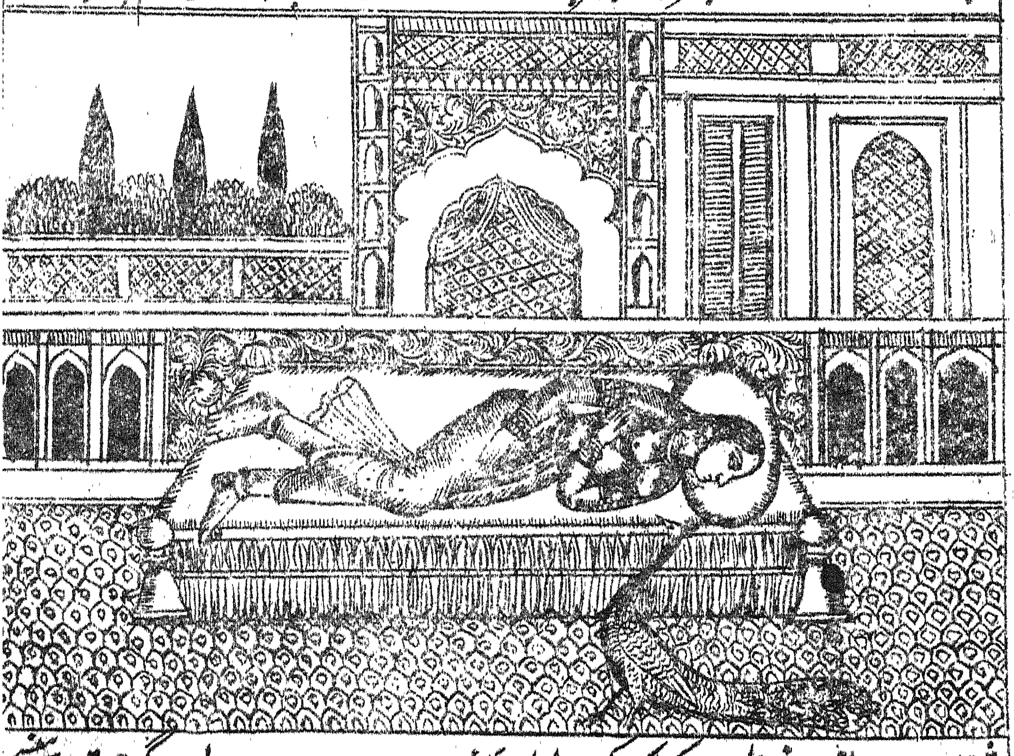
غربت مین اوسکی اب عجب حالت ستم ہے ٭ جورون سے اس فلک کے عذاب الیم ہے
ایسا ہوا ہون زار کہ حالت نہین رہی ٭ حالت تو کیا کہ پہلی وہ صورت نہین رہی ٭ سخندان سحر
بیان خامہ ہاے جادو نگار حال آرام دل عاشق زار بے قرار کو باچشم اشکبار رشتۂ تحریر مین یون
منسلک کرتے ہین کہ وہ بادیہ پیماے مراحل جانبازی اور رہ نورد وادی جانگدازی ہمراہ محمود وفادار
کے اوسی سمند باد رفتار پر سوار ہر روز نیا دانہ نیا پانی کھاتا پیتا چلا جاتا تھا فراق یار اور شوق دلدار
مین ہر دم زار زار روتا تھا محمود تسکین دیتا تو کہتا جرأت عزیز کیا کہون رونا مین اپنی چشم گریان کا
بہین کتنے ہی دریا گر ٹکڑون پاٹ دامان کا ٭ جنون سے دیکھو تبہ مرے حال پریشان کا ٭ قدم سی
کو آیا چاک تا دامن گریبان کا ٭ تنگ آئے ہین ہم وحشی کہان دل کھول کر روئین ٭ کہ وحشت پہ
ہمارے تنگ ہے عرصہ بیابان کا ٭ غرض ہر وقت لب پر آہ کلیجے مین درد تھا دنیا کو خاک جانتا تھا
سب طرف سے دل سرد تھا ایک روز اسی طرح رفتہ رفتہ بعد خرابی بسیار ایک شہر قطعہ دار اور خوشگوار
مین اوسکا گزار ہوا فلک کجرفتار اور زمانہ ناہنجار کی خواہش سے طرفہ ماجرا روبکار ہوا آرام دل شہر کے
اندر گیا اور سراے مین اوترا لوگون سے پوچھا کہ اس شہر کا کیا نام اور حاکم اس ملک کا کون ذی احتشام
ہے اونھون نے جواب دیا کہ اس شہر کو تبریز کہتے ہین حاکم یہان کا سلیمان شکوہ قندز نام ہے اور
آپ کس ملک مین رہتے ہین محمود نے کہا بھائی مسافر ہین پریشان خاطر ہین آرام دل نے
محمود سے کہا کہ تقدیر یہان تک تو لائی ہے بعد مدت شہر کی صورت نظر آئی ہے چلو ذرا سیر کرلین دل
بہلالین غرض گھوڑے سراے مین چھوڑ پیادہ پا چوک کی طرف روانہ ہوے اثناے راہ مین ایک
عورت ضعیفہ سے ملاقات ہوئی اوسنے پہلے تو جھک کر سلام کیا اور پھر یون کلام کیا کہ حضور مجھکو آپ
مسافر معلوم ہوتے ہین اور ایسا خیال مین آتا ہے کہ شاید ابھی کوئی دور و دراز کا سفر کیے چلے آتے ہین
محمود نے جواب دیا کہ ہان نیک بخت بیشک مسافر ہین اور تو سچ کہتی ہے ہم ابھی چلے آتے ہین پھر اوس
ضعیفہ نے کہا صاحب حکم ہمارے سردار کا یہ ہے کہ جو کوئی مسافر اس شہر مین آئے وہ پہلے ہمارا مہمان
ہوجاے اب مین امیدوار ہون کہ آپ دونون صاحب ہمارے آقا کے مکان پر چلین محمود نے کہا
واہ جان نہ پہچان بڑی خالہ سلام صاحب ہم تمھارے آقا کو کیا جانین وہ کون ہین ہم اپنا حرج کرین
جو تمھارا کہنا مانین عورت نے کہا حضور خفا ہون شہر مین اگر رہیے گا تو رات بھر آرام فرمائیے گا صبحکو
جہان جاتے ہین وہان چلے جائیگا پھر اس سے بہتر کیا ہے رات بھر سرا مین نہ رہیے ہمارے ہی
مکان پر چلکر استراحت فرمائیے اس شہر کے ایک رئیس اعظم سے ملاقات کیجیے اونکے خلق و مروت اور

باتون سے لطف اوٹھائے سینے جو آپ کو با اخلاق پایا تو یہ کلمہ میری زبان پر آیا قہر و کرم تمہارے
تو مار اگر و گستاخ * وگرنہ این قدر طاقت کجا بود * اب احوال اوس سروار اور شہزادے کا سنیے
مین اس قدر اصرار کا باعث سنیے کہ شاہ قندز کی ایک بیٹی تھی بہت خوبصورت نازنین مہ جبین ایام
طفولیت مین دوا اوسکی اوسے علم سحر پڑھایا کرتی تھی اور جادو کا فن سکھایا کرتی تھی تھوڑے عرصہ
مین وہ شہزادی اس علم مین طاق اور اس فن مین شہرۂ آفاق ہوئی جب سن شعور پایا تو
کا شوق ہوا ماہرویون کی ہمنشینی کا ذوق ہوا اکثر چھپ چھپ کے لوگون کے گھر جایا کرتی اور
پاتی تو اپنے معشوقون کو پوشیدہ محل مین بلوایا کرتی شدہ شدہ اس بیحیائی اور سلطنت کی
کی خبر بادشاہ تک پہونچی بادشاہ نے اپنی لڑکی سے استفسار کیا اوسنے کچھ جواب نہ دیا
خاموشی کو اختیار کیا بادشاہ اس بیباکی سے نہایت غصہ مین آیا اوسکے چپ رہنے سے جن
باتون پر گمان تھا صاف یقین لایا سحر کے خوف سے کچھ کہہ نہ سکا مگر ہاتھ پکڑ کے اپنے محل سے
نکال دیا اس شہزادی نے شہر مین ایک سمت بہت بڑا احاطہ گھروا کر اوسمین مکانات اور باغات
طلسمات کے تعمیر کروائے جب مدعائے دل خاطر حصول ہوا پھر تو یہ معمول ہوا کہ سر شام اوس
کو کہ صبح پیری سے اوسپر پالا پڑا تھا جستجو مین کسی مسافر گم کردہ راہ کے بھیجا کرتی اور جب کوئی دام
مین آجاتا تو اوس سے رات بھر جشن کیا کرتی القصہ باز آمدم بر سر مطلب کہ اوس بڑھیا قہر کی پڑیا نے
ایسی چکنی چپڑی باتین کین اور دام مکر پھیلا کر وہ گھاتین کین کہ آرام دل نے اوسکا انکار کرنا
بعید از اخلاق جانا اور یہ دعوت نامناسب سمجھ کر اوس عورت کے ساتھ ہو لیا وہ دلالہ شتابان ان کی
خالہ آرام دل اور محمود کو ایک مکان مین لے گئی صدر دالان مین مسند پر بٹھایا اور پھر آپ باہر کے
دروازون مین قفل دے گئی نسیم لکھنوی صیادنی لالی پھانس کر صید * کرسی پہ بٹھا کے قفس
پھر دوسرے مکان مین گئی آرام دل اس مکان کی عمارات جواہرات اور سنگ مرمر کی لطافت دیکھ
رہا تھا مقابل اوس مکان کے ایک باغ تھا نہایت خوش قطع ہر چہار طرف سے مربع اگر وصف باغ
مین خامہ دہستان سرا سے شمہ بیان اوسکا اپنی زبان پر لائے تو مخل مراد ہو اور یہ قصہ یون ہی
ناتمام رہجائے قطع نظر اوس بہار کے عجائبات اور طلسمات ایسے عجائب اور
غرائب تھے کہ دیکھنے والون کے ہوش باختہ حواس غائب تھے اندر بارہ دری مین بانی آرام دل
اور محمود بیٹھے تھے یہ کیفیت تھی کہ کبھی تو سارا مکان مع فرش فروش اور سب سامان
ہو جاتا کبھی رو کبھی سبز کبھی آبی ہو جاتا کبھی تمام روشنی ایکبار گل ہو جاتی کبھی اوس سے * وچند روشنی

پھر اوسی طرح بالکل ہو جاتی کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ درخت مثل آدمیون کے چلتے ہین کبھی یہ نظر آتا
تھا کہ شعلہ ہاے آتشبار ہر درخت کے برگ و بار سے نکلتے ہین غرض وہ شہزادی دوسرے مکان مین
بیٹھی ہوئی یہ سب کمال دکھا رہی تھی ان حرکتون سے اون دونون کو ڈرا رہی تھی تھوڑی دیر کے بعد وہ
شہزادی اوسی پیرزال کے ہمراہ ناز و انداز سے آکر آرام دل کے برابر مسند پر بیٹھ گئی انگشتری سلیمانی
جو شہزادے پہنے تھا پہلے خوف سے ڈری پھر جی مین کہنے لگی کہ کسی طرح اس انگوٹھی کو [illegible] لیجئے بغیر گفتگو کیے
سمجھکر اوس پری پیکر نے آرام دل سے کہا لا اعلم آپ مشتاق [illegible] سوتے ہین [illegible] پر ایک نظر
دیکھ لینے سے بھی ہم تو پیچھے جاتے ہین بھلا وصال کی جبا نہین تو ذرا مصافحہ تو ہو کہکر ہاتھ آگے
بڑھایا آرام دل نے بھی جلدی سے ہاتھ بڑھایا عورت نے ہاتھ پکڑتے ہی پہونچا پکڑا اپنے انگلی سے
اس خوبصورتی کے ساتھ انگوٹھی اوتار لی کہ شہزادے کو مطلق خبر نہ ہوئی جب انگوٹھی کی طرف سے
جمعیت خاطر ہوئی تو آرام دل سے کہنے لگی کہ صاحب جو کوئی اس شہر مین مسافرانہ وارد ہوتا ہے
وہ پہلے ایک شب ہمارے پاس سوتا ہے بس آج تم آئے ہو ہمارے پاس رہو آرام دل نے کہا
صاحب رہنا کس جانور کا نام ہے ہم نہ سمجھے یہ کیسا کلام ہے عورت مکار فتنہ روزگار نے کہا ذرا آنکھ بند
کرو رہنے کے معنی بتا دونگی ذرا دم لو مین خود ہی دکھا دونگی محمود اوسکے نخرے پر جا لگا ناک بھون
چڑھا کے شہزادے سے کہنے لگا حضور یہ عورت مکار ساحرہ معلوم ہوتی ہے کچھ خوبصورت بھی نہین ہے
اگر رغبت ہے ایسی ہی آپ کو رنڈی بازی سوجھی ہے تو اور کسی خوبصورت با اخلاق عورت عاشق مزاج
معشوق وضع کے پاس چلیے مصنف حسن یوسف بیان کیا چاہیے ؛ بہر نظارہ زلیخا بایدش ؛
اور یہان تو جب تک بیٹھے گا یونہین افسردہ خاطر رہیگا عورت سنتے ہی غضب مین آئی غصے کے
کف منہ مین بھر لائی اور نگاہ گرم سے محمود کی طرف دیکھا زمین پر ایک ٹھوکر ماری کہ زمین شق ہوگئی یہ
حال دیکھکر آرام دل اور محمود کی رنگت فق ہوگئی زمین پھٹتے ہی ایک حبشی سیاہ بشکل شیر
نکل آیا ساحرہ نے آرام دل کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ پہلے اس شخص کے پاؤن مین زنجیر ڈال پھر
اوس موذی بدذات کو جلد ہمارے سامنے سے لیجا کر قتل کر حسب حکم شہزادی کے اوس حبشی نے ایک
زنجیر طلائی شہزادے کے پاؤن مین ڈال دی اور محمود کا ہاتھ پکڑ کے وہان سے لیگیا ایک ٹیلے پر کھڑا کرکے
چاہا کہ ایک ہی وار مین اوس غریب کا کام تمام کرے محمود نے رو کر کہا کہ اے شخص مجھ بیگناہ نحیف و
ضعیف کو مار کر کیا تیرے ہاتھ آئیگا جگہ نیکی کی دنیا سے کیا یہی خون ناحق کا الزام مواخذہ تیرے ساتھ
جائیگا مصنف چھوڑ کر بندہ خدا دیگا ؛ اجر اسکا تجھے خدا دیگا ؛ حبشی کو اوسکی ضعیفی اور بیکسی

رحم آیا قتل نا حق سے سر دست ہاتھ اوٹھایا اور کہنے لگا کہ خبردار پھر کبھی اس طرف نہ نکلیو جہاں مین نے
تجھے چھوڑ دیا مگر پھر شہزادی کے پاس جانے میرے اوپر آفت لائے ایسا غضب نہ کیجیو اللہ اوسکی
بھاگتا ہے تو بھاگ یہان سے دور ہو دیکھ پانے نکوئی چیل ہو دور ہو محمود نے سلام کرکے کہا الا العلم
اگر بر روید از تن صد زبانم ۝ ادای شکر کردن کے توانم ۝ مصنف خدا تجھکو دنیا و عقبے مین مدام
کیا تونے احسان مجھپر سلام ۝ یہ کہکے وہان سے ایسا بھاگا کہ پھر پیچھے پھر کے نہ دیکھا سرائے مین آکر
دم لیا شاہزادے کی بیکسی اور گرفتاری پر رو رو کے تر دامن و آستین کرنے لگا اپنی بے وقوفی اور
یاوہ گوئی پر ہزارون لعنت اور نفرین کرنے لگا یہان حبشی نے آکر اوس شہزادی سے عرض کی کہ
خانہ زاد اوس بد نہاد کو مار کر ایک کوئین مین ڈال آیا ہے ساحرہ نے کہا بس یہی کام تھا حبشی تسلیم
کرکے غائب ہوگیا آرام دل نے جو احوال بیان اختلال محمود کے مارے جانیکا سنا تو مارے غم کے کلیجہ
پھٹنے لگا اوسکی رفاقت اور جانبازی پر بہت افسوس کیا وصال یار سے بالکل مایوس ہوا اوس
اوستادی پر دورے پیر فلک کا قدسوس ہوا اور کہا مصحفی ۔ اے فلک آپ کو آتا جو پھرایا تونے ۝
کوئی معشوق بھی عاشق سے ملایا تونے ۝ شہزادے کو جبتک محمود وفادار کی سعت رہی دل کو
ہر طرح تقویت رہی اب تو ساحرہ کے دام تزویر مین پا بزنجیر ہوا ہائے گزیکہ شکستہ ہوگیا صورت تصویر
ہوا اپنی خوبی قسمت اور گردش فلک پر پہلے تو بہت ہنسا پھر اپنی بیکسی اور بیبسی پر بے اختیار رو دیا ساحرہ
کے خوف سے آنسو باہر نہ آنے دیے چپکے ہی چپکے گھونٹ کر پیے اور فرمایا صفیر بلگرامی
ہجر دلدار مین گر آئے امنڈکر آنسو ۝ رازدار ایسے ہین ہم پی گئے پیکر آنسو ۝ بد مزاجی سے مین اوسکے
نہین روسکتا ہون ۝ اور رکھتے ہین یہان جوش سمندر آنسو ۝ چشم گرم اوسنے دکھائی جو مرے رونے پہ
رہ گئے دامن مژگان سے لپٹ کر آنسو ۝ ہوگیا خشک لہو ہائے مرے جسم کا سب ۝ خون دل آتا ہے
اب آنکھون سے بنکر آنسو ۝ اے صفیر اوسکے نہ آگے کبھی رونا ہرگز ۝ پی لو آئے بھی اگر آنکھون کے اندر
آنسو ۝ رقت کو جو ضبط کیا دل پر بڑا صدمہ پہونچا ضبط ہوا ابکائی کے ساتھ منہ سے خون ڈالا
ربط ہوا سوزش غم نے دل کو پانی پانی کرڈالا خوب دل کا بخار نکالا آرام دل کے چہرے کا رنگ
زرد ہوگیا غش پر غش آنے لگے تمام بدن دفعتہ سرد ہوگیا عورت اس حادثے سے سخت حیران
ہوئی شب وصال مین یار کا یہ حال دیکھکر نہایت پریشان ہوئی جلد جلد گلاب کیوڑہ بید مشک
چھڑک کر ہوش مین لائی اور کہنے لگی کیون جی یہ ہمسے دغابازی کرتے ہو اپنا یہ حال بنا کر
ہمین ڈراتے ہو ہمسے نہین ڈرتے ہو بس خیر اسی مین ہے کہ رونے دھونے کو موقوف کرو

اور ساغر تمنا مجھسے صاحب جمال کا شراب وصال سے بھر دیا یہ سنکے آرام دل کے تن بدن
مین آگ لگ گئی ایک تو پہلے ہی بیٹھا سوخت ہو رہا تھا رو رو کے اپنی جان کھو رہا تھا دوسرے اور
بھی آتش غضب سینے مین بھڑک گئی اپنی جان سے تو بیزار تھا سو چا بہت کر گئی مار ڈالے گی
بہت خوب ہوگا میرا کلیجہ ٹھنڈا ہو چکیگا وہ بھی اپنے جی کی حسرت مٹائے گی یہ سمجھکر اور یا علی کہکر زنجیر مین
اس زور سے جھٹکا مارا کہ ہر بند اسکا شل ہوے آتش دیدہ علیحدہ علیحدہ ہو گیا اور زنجیر کو پھینک یہ
کہتا ہوا چلا کہ دیکھین بھلا اب تو ہمین کس طرح روکتی ہے منہ تو دیکھین کس منہ سے روکتی ہے
آتش مرد وہ ہے کہ جو ہمکو سر میدان روکے ✤ عورت یہ کیفیت دیکھکر غصے سے لال ہو گئی تمام
جسم مین لرزہ آگیا جان وبال ہو گئی اور تو کچھہ نہ بن آئی تھوڑی خاک زمین سے اوٹھا کر اوس پر کچھہ پڑھتی
ہوئی شہزادے کے پیچھے دوڑی اور دروازے کے قریب جا کر آرام دل کے اوپر وہ خاک ڈالدی
خاک پڑنا تھا کہ آرام دل جامۂ انسانی چھوڑ بشکل مور بنگیا ساحرہ نے جھٹ پٹ اس مور کو پکڑ لیا
اور دالان مین لاکر چھوڑ دیا پھر کہنے لگی کیون چلے نہ گئے سمشعر ع اب تو مر جاؤ گے دن رات
پڑے یان روکے ✤ پھر ایک زنجیر پاؤن مین ڈال دی اور آپ باسایش تمام پلنگ پر جا لیٹ رہی



شہزادے نے اپنے دل مین کہا کہ ابھی سے بے طور پھنسے ہو اوس سے دو چند رو وے گے جتنا تمام عمر نہ
ہو پھر تھک کر چھاتی پر غم کا پتھر رکھکر ایک طرف کونے مین ہو بیٹھا اور بصد حسرت دیا اس یہ شعر

گئی تصویر شیرین مجھے ۞ خلق یان پا کی طرح نقش بے دردمندے ہو بیٹھا اور ساحرہ کی جان کو رو بیٹھا پیچھے
تو کہان مجھے ۞ جب نصف شب اسی رنج و تعب میں کٹ گئی فراق یار میں ساحرہ کی نیند اچٹ گئی
بیتاب ہو کر پلنگ سے اوٹھی اور کچھ پڑھ کے شہزادے پر دم کرنے لگی دم کرتے ہی آرام دل صورت
حیوانی سے بہیئت انسانی میں آیا اور اپنے تئیں بجمیع الوجوہ صحیح و سالم پایا شکر خدا سے بنیاد
کا بجا لایا ساحرہ نے کہا کہ تو نے معلوم کیا کہ میں نے پھر تجھے انسان کیون بنا دیا آرام دل نے کچھ
جواب نہ دیا اور تیوری چڑھا کے سر نیچے کر لیا عورت نے جلدی سے ہاتھ پکڑ کے پلنگ پر کھینچ لیا اور
کہا صفیر کہتے ہیں دیکھو تو ہمارے پلنگ پر ۞ ہم لوٹتے ہیں دردون کے مارے پلنگ پر ۞ رات آئی
اٹھی اور نہ ہوئی یان بغل بھی گرم ۞ تڑپے مرا ایک آن میں سارے پلنگ پر ۞ آرام دل نے بھی طوعاً
و کرہاً ہاتھ پاؤن ڈھیلے کر دیے جو وہ کہتی تھی یہ کرتا تھا وہ ساغر امید وصال میں پیش کرتی تھی یہ
آتشین سے ہی دو آتشہ بھرتا تھا غرض اوس شہزادی نے آرام دل سے بخوبی کام دل حاصل
کیا جب کامیاب ہوئی تو لطف زندگی پایا جان و دل شہزادے پر نثار کیا عاشق ہو گئی جی میں اور
مزا سمایا مسکرا کر کہنے لگی کیون جانی اب بھی سمجھے رہنا اسے کہتے ہیں اور عاشقون کے پاس معشوق
اسی طرح رہتے ہیں آرام دل نے کہا اچھا اب ہمنے تمہارا کہنا کیا تمہارے سبب سے کتنا اوٹھا صدمہ
اپنی جان پر لیا اب تم بھی اپنا وعدہ وفا کرو کہ صبح کو ہمیں رخصت برضا کرو شہزادی یہ سنکر بہت ہنسی
اور کہنے لگی واہ واہ کیا خوب ارے دیوانے جب تک میں تیرے وصال سے محروم تھی جب تک تو
صرف ایک پاس سخن تھا کچھ حقیقت نہ معلوم تھی اب وصل سے میں نے اپنے جی کی مراد پائی ہے
طبیعت کو اور ہی لذت ہاتھ آئی ہے میں ہرگز نجانے دونگی اور جو زیادہ گفتگو کرے گا تو خبردار ہی
سر کی قسم تجھکو بھی مار ڈالونگی اور آپ کو بھی ہلاک کرونگی یہ سنکے آرام دل غرق بحر تفکر ہوا اور
دل میں کہنے لگا ع اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی ۞ ہائے میں اس ساعت کو نہیں پاتا جب
میں اوس بڑھیا کے ساتھ یہاں آیا تھا افسوس وہ وقت ہاتھ نہیں آتا جس دم میرا نصیب مجھے
یہاں لایا تھا مثنوی عشق کیا کیا نہ جی جلائیگا ۞ خاک کیا کیا نہ یہ اوڑائے گا ۞ جان مری اب تو جانی
افسوس ۞ کیون رے دل تجھپہ کیا بنی افسوس ۞ چاک دامن ہی اور سینہ ہے عشق ۞ رنگ چہرے کا
ہو گیا ہے فق ۞ جان لبون پر ہے بیقراری ہے ۞ دم ہے جب تک یہ آہ و زاری ہے ۞ نزع
میں ہون اب آ رے پیارے ۞ صورت اپنی دکھا مرے پیارے ۞ دل سراپردہ محبت است
دیدہ آئینہ دار طلعت است ۞ آخر اسی خرابی اور پریشانی میں ساری رات کٹ گئی حال اوس

بیقرار ستم رسیدہ روزگار کا دیکھکر صبح کی بھی چھاتی پھٹ گئی اوس عورت ساحرہ نے پھر شہزادے کو اوسی طرح سے مینا بنا دیا اور پانؤن مین وہی زنجیر طلائی ڈال کر باغ مین چھوڑ دیا غرض اوس شہزادی نے مدام یہی دستور کیا معشوق صاحب جمال پاکر وصال سے دل مسرور کیا شب کو آرام دل کو صورت اصلی مین لا کر عشرت کرتی اور دن کو مینا بنا کر پھر وہی زنجیر پانؤن مین پہنا دیتی یہان محمود جب سرا مین آیا تھا ڈرتا ڈرتا کبھی کبھی اوس کوچہ مین جاتا باہر سے شہزادے کا سراغ لگاتا جب کچھہ پتا نہ پاتا ناچار پھر کر چلا آتا آخر اسی گردش اور دوا دوش مین چند مہینے کا عرصہ گذرا جب محمود ناچار ہو گیا اور کوئی تدبیر آرام دل تک پہونچنے کی بن نہ آئی تو یہ دل مین ٹھہرائی کہ اب اس ہمائے اوج حسن و خوبی کی خبر اوس شہنشاہ کشور رعنائی پروردہ ناز و نعم مدہوش شراب زیبائی کو پہونچانی چاہیے یہ سمجھکر بخاطر فگار و سینہ داغدار ملک فارس کی طرف روانہ ہوا تیر بیداد فلک ستم ایجاد کا ہدف ہوا نشانہ ہوا ✤

پہونچنا محمود کا اپنے ملک مین اور باریاب ہونا دربار ملکہ حسن افروز مین نذر دینا تصویر شہزادہ آرام دل کا اور عاشق ہونا اوس ماہ کامل کا اور جلنا شعلہ رخسار کے سوز مین

مراجی تو بس سیر ہے ساقیا ✤ کسی اور کو اب تو ساغر پلا ✤ کہ جس طرح مین ایکتن بادہ نوش ✤ اوسی طرح سبکو ہو جوش و خروش ✤ میکشان خانہ خمار و بادہ نوشان انجمن دلدار شراب داستان کو شیشہ بیان مین یون بھرتے ہین کہ محمود دو مہینے کے بعد ہزارون صدمے اور مصیبتین اوٹھا کر با چشم پر آب و جگر کباب خستہ و خراب ہوتا ہوا اپنے ملک مین پہونچا شب بھر اپنے گھر رہکر صبحدم بادشاہ کے دربار مین حاضر ہوا دیر تک حاضر دربار رہا مگر ملکہ حسن افروز کی ملاقات کے لیے از حد بیقرار رہا جب دربار برخاست ہوا محمود نے ایک خواجہ سرا سے کہا کہ حضور مین ملکہ آفاق چھوٹی بیگم صاحبہ کے جاکر عرض کر کہ خانہ زاد قدیمی مورد عنایات عمیم یعنے محمود تاجر بعد مدت دراز کے سفر دور و دراز سے آیا ہے اور تمنا ملازمت و قدمبوسی کی ازبس رکھتا ہے ملکہ حسن افروز اوس دم اپنے مصاحبون اور سہیلیون کے ساتھہ کھیل مین مشغول تھی نہ کچھہ فکر تھی نہ کسی طرح طبع نازک ملول تھی خواجہ سرا نے آکر بعد شکر و سپاس محمود کی عرضداشت کو بعنوان شایستہ التماس کیا ملکہ حسن افروز نے فرمایا محمود میرے واسطے اکثر اچھی اچھی چیزین

لا یا ہو گیا ہان جلد حاضر ہو خواجہ سرا باہر آیا اور محمود کو بلایا ملکہ حسن افروز دالان مین مسند زرین
پر جا بیٹھی اور محمود کے واسطے ایک پلنگڑی جواہر نگار بچھوا دی اور سپر سفید اطلس کی چادر کھچوا دی محمود نے
آکر پہلے آداب دربار شاہانہ ادا کیا پھر بموجب حکم شہزادی کے تسلیم کر کے بیٹھ گیا شہزادی نے فرمایا
محمود کہو کہان کہان کی سیر کی اتنے دن کہان رہے کب آئے کس کس ملک مین پھرے ہمارے واسطے
کیا کیا سوغات لائے محمود نے کہا حضور کیا عرض کرون میرا قصہ بہت دراز اور ماجرا بے جانگداز ہے
خلاصہ یہ ہے کہ غلام اب کے مرتبہ ایک چیز خاص حضور کے واسطے لایا ہے شہزادی نے کہا محمود بھلا
دیکھین وہ کیا چیز ہے جو تجھکو ایسی عزیز ہے محمود نے کہا وہ چیز ایسی نہین ہے جو سب کے سامنے دکھاؤن
اگر حضور سب کو ہٹا دین اور تخلیہ کرین تو البتہ سامنے لاؤن دکھاؤن شہزادی کو اوسکے دیکھنے کا
کمال شوق ہوا عشق فتنہ انگیز کو دل لگی کا ذوق ہوا **مثنوی** عشق ہے قہر عشق ہے بیداد ٭
عشق ہے ظلم عشق ہے جلاد ٭ جہان دیکھو اسی کا چرچا ہے ٭ جہان سنیے اسی کا غوغا ہے ٭
ایک اندھیر ہے زمانے مین ٭ دخل اسکا ہے ہر گھرانے مین ٭ الغرض کچھ عجیب حالت ہے ٭
اسکا ہر فعل جائے حیرت ہے ٭ ملکہ نے حکم دیا کہ سب لوگ یہان سے چلے جائین اور جب تک حکم
نپائین نہ آئین جب تنہائی ہو گئی محمود نے موقع پا کر تصویر آرام دل کی کہ اپنے ہاتھ سے
کھینچی تھی ملکہ حسن افروز کے حضور مین حضرت عشق کے ہاتھ بھجوا دی اور یون عرض کی
کہ خداوند نعمت خاکسار نے بڑی جان لڑائی ہے جب یہ تصویر بے نظیر ایک بدر منیر کی ہاتھ آئی ہے
شہزادی نے تصویر جو ہاتھ مین لی تصویر لیتے ہی تمام بدن مین رعشہ پڑ گیا دل دھڑکنے لگا سر عرصۂ
وجد مین آکر پھڑکنے لگا سچ ہے **نظامی** دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر ٭ از سوے کینہ کینہ
و از سوے مہر مہر ٭ تصویر دیکھ کر جو ملاحظہ کی ہوش و حواس جاتے رہے طاقت سلب ہو گئی بدن
سنسنا گیا سکتا ہو گیا ابر غم مزرعۂ دل پر چھا گیا **سودا** حیران ہو کیون دیکھ اوسے جانے والا
تصویر ہے وہ سلمہ اللہ تعالے ٭ دل نے بے اختیار چاہا کہ اس تصویر کو کلیجے مین رکھ لیجیے آنکھون
نے اشارہ کیا کہ اسکو ہماری پتلی بنائیے یہان جگہ دیجیے زبان نے زبان درازی کی کہ پہلے دعا
تو دیجیے غرض سب کا کہنا کیا پہلے تو چھاتی سے لگایا دو ایک بوسے لیکر آنکھون سے ملا پھر بلائین
لیکر جان و دل اوس پر سے قربان کیا دل نیاز منزل مین حضرت عشق کا گھر ہوا آگے عیش آباد تھا اب
غم نگر ہوا دریاے محبت جوش مین آیا شہزادی کے جذبۂ دل نے خوب اثر دکھایا **شعر** خون رگ
مجنون سے ٹپکا فصد لیلے نے جو لی ٭ عشق مین تاثیر ہے پر جذب کامل چاہیے ٭ خیال مژگان یار کا

مین نشتر جو چبھا آنکھون سے خون کی ندی بہنے لگی بیتابی دل کو بہت ضبط کیا مگر نہ رہ سکی رو کر کہنے لگی
مصنف دل کسی شوخ پہ آیا ہی خدا خیر کرے ٭ لے جگہ اسنے بہنسایا ہے خدا خیر کرے ٭ خواب
مین جسکا نہ آیا تھا کبھی مجھکو خیال ٭ وہ ان آنکھون نے دکھایا ہی خدا خیر کرے ٭ دیکھہ تصویر تری اے
سر اوج اقبال ٭ اور عالم نظر آیا ہے خدا خیر کرے ٭ اب تو یہ حال ہے کیا ہوئیگا آگے آگے ٭ دلمین
یہ خوف سمایا ہے خدا خیر کرے ٭ بیٹھے بٹھلائے سخن عشق قیامت زا نے ٭ ایک اندھیر مچایا ہے
خدا خیر کرے ٭ آخر محمود سے کہنے لگی کہ برائے خدا سچ بتا یہ کسکی تصویر ہے تجھے میرے سر کی قسم جلد کہہ یہ کون
شہنشاہ حسن اور سپہر خوبی کا ماہ منیر ہے نہین تو دل تنور عشق سے موم کے مانند پگھل جائیگا یا دم کہتا کہ ابھی
دم نکل جائیگا محمود نے اپنے جی مین کہا کہ نشانہ تو کارگر ہوا شہزادے کے عشق کا اسکے دل پر اثر
ہوا اگر ایسا نہو یہ راز افشا ہو جاوے جلد اسکو تسکین دو مبادا کوئی فتنہ برپا ہو جاوے **شعر** عشق
اور مشک چھپائے سے نہین چھپتے ہین ٭ بر سر راہ ہی پٹتا ہے ڈھنڈھورا انکا ٭ یہ سمجھکر کہنے لگا
حضور یہ کیا غضب کرتی ہین کہ رنج والم سے بے سبب کرتی ہین رونے دھونے کو موقوف کیجیے
اور ذرا دو باتین میری سن لیجیے شہزادی نے کہا اے محمود **ہ** عشق مین اپنی جان کھوئینگے ہم
ابھی کیا روئے اور روئینگے ہم ٭ یہان تو چشمہ چشم سے ایک دریا بہتا ہی تجھے اس بات سے کیا
مطلب تو اپنی کہہ کیا کہتا ہے محمود نے کہا حضور یہ تصویر شہزادہ آرام دل خلف شاہ چین کی ہی
جسکے دیکھنے سے ماہ چہاردہم اپنی پیشانی پر داغ ندامت اوٹھاتا ہی یہ شبیہ اوس نازنین رشک چمن
کی ہے **فرد** تو بلقیس ہے گر سلیمان ہے وہ ٭ تو زہرہ ہی گر ماہ تابان ہے وہ ٭ یہ سنکے زیادہ تر
بیتاب ہو گئی بقول شخصے **ہ** گفتگو ے یار بھی دیدار سے کچھہ کم نہین ٭ آرزوی وصل وصل یار سے
کچھہ کم نہین ٭ اور کہنے لگی کہ محمود تجھے کس بات کا پردہ ہی واسطے خدا کے لایزال کے یہان چلا آ
اوسکے حال سے مجھے اچھی طرح آگاہ کر اور سرگذشت اپنی کہہ سنا محمود اندر گیا ماہ رخ نے محمود کی صورت
دیکھتے ہی ایک آہ سینہ سوزان سے بھری اور رومال سے آنسو پونچھکر کہنے لگی کہ محمود پھر خدا جلد بتا
کہ وہ شہزادہ کہان ہے جسکی یہ تصویر ہے دل اب قابو مین نہین ہر دم اندوہ کثیر ہے **مصنف**
خدا کے واسطے اوسکا پتا بتا قاصد ٭ کہان ہے وہ مہ تابان بتا بتا قاصد ٭ محمود نے کہا حضور
اس آہ و زاری اور بیقراری سے تو کام نہ نکلے گا اگر کوئی دیکھہ لیگا میرے واسطے ضرر ہے جان کا
خطرہ ہے اس سے یہی بات بہتر ہے کہ ذرا ایک دم لیجیے مبادا کہین دشمنون کو صدمہ پہونچے ایسا
نہ ستم کیجیے جو مین عرض کرون پہلے اوسے سنیئے صحرا ے بیخودی مین تنکے نہ چنیے عرض محمود نے



سب حال اپنا ملک چین مین جانا آرام دل سے ملاقات کرکے تصویر ملکہ دکھانا پھر شہزادیکا عاشق ہوکر دیوانہ وار طلب وصال مین آوارہ ہونا سب عیان کیا مگر صنوبر شہزادی اور سمن بر پری کے حال کو مصلحتاً نہ بیان کیا اور کہا کہ شہزادہ ایک ساحرہ کے پیچ مین آگیا ہے دیکھیے خدا کب اوس مکار عورت محتبہ ور کا سے اوسکو نجات دیتا ہے بے طور چلکر کھا گیا ہے ملکہ حسن افروز شراب محبت سے ایک تو سرشار ہو رہی تھی اس حال کو سنکر اور بھی مدہوش ہو گئی ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہو گئے ٭ اشعار پڑھتے پڑھتے بیہوش ہو گئی حضرت اسد اللہ خان غالب دلِ مراسوزِ نہان سے بے محابا جل گیا ٭ آتش خاموش کے مانند گویا جل گیا ٭ دل مین ذوقِ وصل یاد یار تک باقی نہین ٭ آگ اس گھر مین لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا ٭ محمود نے جلدی سے گلاب کیوڑہ چھڑکا ہوش مین لایا ملکہ حسن افروز نے آنکھ کھولی اور فرمایا جرأت حال یہ کچھ تو ہے اب دل کی توانائی کا ٭ کہ یہ طاقت نہین لون نام شکیبائی کا ٭ محمود ہاتھ جوڑکر قدمون پر گر پڑا اور بولا کہ حضور واسطے خدا کے ایسا رنج و غم نہ کھایئے یہ کیا غضب ہے اس طرح صدمے نہ اوٹھایئے دیکھیے پہلے بھی کہہ چکا ہون اور اب بھی کہتا ہون کہ ایسا نہو کہین رفتہ رفتہ شاہ کو خبر پہونچے دوست دشمن ہر جگہ ہین دیوار ہم گوش دارد میری جان مفت جائے آپ کا کیا نقصان ہو بیٹھے بٹھائے مجھپر آفت آ جائے اب توقف کیجیے دل کو تسکین دیجیے دیکھیے تو مین کیا کرتا ہون اور کیا تماشا دکھاتا ہون پھر وادی تلاش مین قدم دھرتا ہون بحول اللہ المستعان تھوڑے عرصے مین محبوب کو پہلو مین لا بٹھاتا ہون یہ سب باتین عشق آمیز اور فتنہ انگیز ہو رہی تھین کہ ملکہ کی مانی جسنے اوسے دودھ پلایا تھا دالان مین آئی اوسکو دیکھتے ہی محمود کی روح بدن مین تھرائی ہوش جاتے

رہے سکتے کا عالم ہوا ملکہ حسن افروز کو بھی اپنی رسوائی کا غم ہوا مانی نے شہزادی سے کہا بیگم
یہ کیا حال ہے اس طرح سے سر جھاڑ منہ پہاڑ کیون بیٹھی ہو جی تو بحال ہے ملکہ نے آنکھیں نیچی کر لین اور
کچھ جواب نہ دیا ع ہنسی نہ کچھ کہا مگر آنسو نکل پڑے ٭ مانی پہلے ہی سب حال پردے کے
پاس کھڑی ہو کر سن چکی تھی مسکرا کر کہنے لگی کہ بیگم مین سب حال سن چکی ہون تم مجھ سے راز دل نہ چھپاؤ کچھ بات
کرو یونہین ناحق گھٹ گھٹ کے اپنا دل نہ کڑھاؤ مجھے تمھارے سر کی قسم ہے مین کسی سے نہ کہونگی
تم مجھ سے اپنے دل کی بات تو کہو حتی الوسع کوشش مین رہونگی آخر جب بہت تنگ کیا تو ملکہ حسن افروز
نے کہا جیا جرات پوچھو نہ کچھ سبب مرے حال تباہ کا ٭ الفت کا یہ ثمر ہے نتیجہ ہے چاہ کا ٭ مت پوچھیے
کس مزے سے مین لذت کو اوسکی دون ٭ کچھ دل ہی جانتا ہے مزا دل کی چاہ کا ٭ اے مانی مین کیا حال
بیان کرون اور تمھین اس بات کا کیا جواب دون ع دل من داند و من دانم و داند دل من ٭ یہ کہتے
ہی بیخود ہو گئی دل بھر آیا زخم جگر اوبھر آیا مانی کے گلے لگ کر خوب روئی ایسی روئی کہ پھر غش آگیا دوا
جھنجھلا کر کہا کہ لڑکی نہ کچھ کہتی ہے نہ سنتی ہے زار زار روتی ہے ناحق رو رو کے آپ کو ہلاک کرتی ہے جان
کھوتی ہے غرض بہزار دشواری پھر ہوش آیا پھر مانی نے پوچھا پھر یہی فرمایا ع دل من داند و من دانم و
داند دل من ٭ محمود نے دیکھا کہ دو اخیر خواہ معلوم ہوتی ہے اور حال بھی سن چکی ہے کہنے لگا صاحب
مین بڑی دیر سے بک رہا ہون سمجھاتے سمجھاتے تھک گیا ہون کہ حضور واسطے خدا کے چند روز صبر
کیجیے مین ابھی پھر جاتا ہون اور جس طرح ہو سکتا ہے شہزادے کو لاتا ہون مگر میری بات مطلق نہین
مانتی ہین وعدہ کرتا ہون مگر جھوٹ جانتی ہین مانی نے کہا ع اے باد صبا اینہمہ آوردہ تست ٭
اے محمود تو نے بڑا غضب کیا کہ شہزادی کو گرفتار رنج و تعب کیا اب دیکھیے وہ شہزادہ کس گھڑی یہان
آتا ہے اور میری لڑکی کے دل سے یہ غم والم کب جاتا ہے محمود نے کہا جیا تم کیا کہتی ہو بیگم صاحبہ کچھ اپنی
زبان سے کہین اور مجھے رخصت کرین دیکھو تو مین ابھی جاتا ہون یا نہین اور چھ مہینے کے عرصے مین
شہزادے کو یہان لاتا ہون یا نہین یہ سنکر ملکہ حسن افروز نے آنکھ کھولی اور نہایت ضعف اور
ناتوانی سے مانی کی طرف دیکھ کر بولی کہ دیکھو مانی محمود کیا کہتا ہے تم بھی ذرا اس بات کی شاہد رہنا
یہ مجھے زبان دیتا ہے ف اگر اسمین ذرا خلاف ہوگا ٭ سن لینا کہ مطلع صاف ہوگا ٭ پھر اپنے مہر
نام کی کہ لعل بدخشان پر کندہ تھی اونگلی مین سے نکال کر محمود کے ہاتھ مین دی اور آہ سرد دل پر درد سے
کھینچ کر کہنے لگی کہ محمود اوس جان جہان آرام دل عاشقان کو مجھ گمنام کی یہ نشانی دینا اور میری طرف
سے بدست بستہ عرض کرنا مصنف غزل ال ان شراب ہے تجھ بن ٭ دل بریان کباب ہے تجھ بن ٭ تیری فرقت مین

زندگی ہے عذاب ÷ اور مرنا ثواب ہے تجھ بن ÷ کوئی مونس نہ کوئی ہے غمخوار ÷ میری مٹی خراب ہے
تجھ بن ÷ قوس ابر غم خوب گھر کے آیا ہے ÷ چشم ہر دم پر آب ہے تجھ بن ÷ برق رخشاں پہ خندہ زن ہے
ہے آب ÷ دل کو وہ اضطراب ہے تجھ بن ÷ نالوں نے رعد کو کیا ہے خجل ÷ شور و غل بے حساب ہے
تجھ بن ÷ اب فنا ہوتے لگے ہم کوئی دم میں ÷ جان شکل حباب ہے تجھ بن ÷ اے شہ حسن التفات و مہر
کشور دل خراب ہے تجھ بن ÷ آتشیں رخ دکھا سخن مجھکو ÷ دل مرا آب آب ہے تجھ بن ÷ دل میں
مطلق تاب و تواں نہیں حال دل کیا کہوں قابو میں اپنی زباں نہیں ہر وقت جان دینے پر مستعد
ہوتی ہوں بیقراری سے زار زار روتی ہوں جب یہ خیال آتا ہے کہ بے تیری ملاقات کے مر جاؤں گی
حسرت اپنے وصال کا تیرے دل پر دھر جانا دل قبول نہ کریگا الزام اسکا مجھ پر دھریگا ٹھہر جاتی ہوں دل
دل کا پاس کر جاتی ہوں اور سچ تو یہ ہے کہ سید محمد خان رند فرقت میں ترے جان نکلتے
نہیں جاتی ÷ او جان جہان جان تو یوں دی نہیں جاتی ÷ اب اگر تم ہمارے شیدا اور معشوق ہو
ہو تو بسم اللہ ایک نظر مجھ خستہ جان مہجور خاطر پریشان کو جمال جہان آرا اپنا دکھا جاؤ اور ایک مرتبہ مجھ
بیمار اجل گرفتہ وقت صد آزار کو شربت دیدار پلا جاؤ ÷ رند دست قدرت یہ جان و دل صدقے ÷
تیری صورت پہ جان و دل صدقے ÷ آ جاؤ بس اب راہ خدا ہے یار دکھاؤ ÷ مشتاق ہوں مشتاق
ہوں دیدار دکھاؤ ÷ یہ کہکر کچھ جی میں جو آگیا لیٹے لیٹے قلم اٹھایا با چشم اشکبار یہ چند اشعار نامہ
لکھے اور محمود کے حوالے کیے

نامہ ملکہ حسن افروز از مصنف

گل گلزار حسن و رعنائی
ہے دلدار میرے عاشق آ
تیری تصویر جب سے آئی نظر
رخ پر نور مہر عالمتاب
چشم بیمار نے کیا بیمار
دہن تنگ نے کیا دلتنگ
ہاتھوں نے خوب تجھ بھایا ہی کی
قد قیامت بلا آفت ہے
اب سناویں تمہیں ہم اسکا نام
عشق کو کیسے مجمع الآفات

بلبل شاخسار زیبائی
میرے غمخوار میرے جان نثار
محو حیرت ہوں آ مرے دلبر
رنگ عنابی رخ ہوش شباب
نگہ مست نے کیا سرشار
رنگ چہرے کا دیکھ اڑ گیا رنگ
لشکر ہوش کی صفائی کی
چتونوں میں عجب شرارت ہے
جسکو عشاق نے کیا ہے سلام
عشق موذی بلا اور خرابات

شہسوار سمند ناز و ادا
بعد صد شوق وصل جسمانی
اللہ اللہ ترا یہ حسن و جمال
نہیں ہے زلف کی جفا کی پناہ
دل کو باندھا کمند گیسو نے
سینے نے وصل کا کیا طالب
جب سے دیکھی تری کمر کی لچک
سو غرض سر سے پاؤں تک آفت
کون وہ عشق خانماں برباد
عشق ظلم و ستم ہے آفت ہے

نو بہار حدیقۂ زیبا
بعد صد ذوق وصل روحانی
چشم بد دور روز و شب مہ و سال
یہ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ
ذبح کر ڈالا تیغ ابرو نے
ہو میسر گماں سے غالب
بیکلی ہے مجھے صنم اب تک
زید اللہ حسن تنگ رخت
ظالم و قاتل و ستم ایجاد
عشق بے مہر و بے مروت ہے

عشق رہتا ہے دل مین ہو کر داغ
رشتۂ عمر کو زبانہ ہے
میرے دل مین بھی گھر کیا اسنے
خون دل چشم تر سے جاری ہے
ہجر مین تیرے اب تو مرتے ہین
کبھی ہوتے ہین جان سے بیزار
کبھی جوش جنون وحشت ہے
کبھی ندیا دکھایا آنکھون نے
ایسے جینے سے کاش مر جائین
اب جدائی بہت ستاتی ہے

اس غم آباد کا یہی ہے چراغ
توسن جان کو تازیانہ ہے
آخر اپنا اثر کیا اسنے
زخم دل پر ہمارے کاری ہے
کوئی دن زندگی کے بھرتے ہین
کبھی روتے ہین آہ زار و نزار
کبھی کچھ آپ ہی آپ رقت ہے
کبھی سر تک ڈبویا آنکھون نے
جان سے اپنی ہم گذر جائین
آمری جان کہ جان جاتی ہے

تلخکامی اسی سے حاصل ہے
دل یہی سبکا خون کرتا ہے
تپ فرقت سے جسم جلتا ہے
سخت بیچین ہون خدا کی قسم
ناتوانی سے اب یہ حالت ہے
کبھی بلبل کیطرح نالان ہین
آنکھین شبنم کیطرح گریان ہین
کبھی دل آبلہ سا پکتا ہے
مگر ہم کیا کرین کہ مین مجبور
مہر کردے گا اب بیان سخن

ذائقہ اسکا سم قاتل ہے
یہی پیدا جنون کرتا ہے
دل سے ہر دم دھوان نکلتا ہے
تیرے ہی چشم سرمہ سا کی قسم
بات کرنا بھی اک قیامت ہے
کبھی سنبل صفت پریشان ہین
کبھی نرگس کیطرح حیران ہین
کبھی آنکھون سے خون ٹپکتا ہے
ہے زمین سخت آسمان ہے دور
بڑی آفت ہے یہ زبان سخن

اور نامہ کو لفافہ کرکے یہ شعر شیخ محمد ابراہیم ذوق کا بصد ذوق وشوق لکھا اور محمود کے حوالے کیا ذوق مرحوم یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد بجاے مہر ✽ آنکھ اپنی ہو لفافہ خط پر لگی ہوئی ✽ محمود نامہ لیکر ملکہ سے رخصت ہوا وقت رخصت شہزادی نے کئی کشتیان زر و جواہر معمور محمود کو عنایت کین اور خلعت سے سرفراز کیا محمود آداب بجالایا نصر من اللہ و فتح قریب کہکر رخصت ہوا اور صبحدم ملک تبریز کیطرف روانہ ہوا

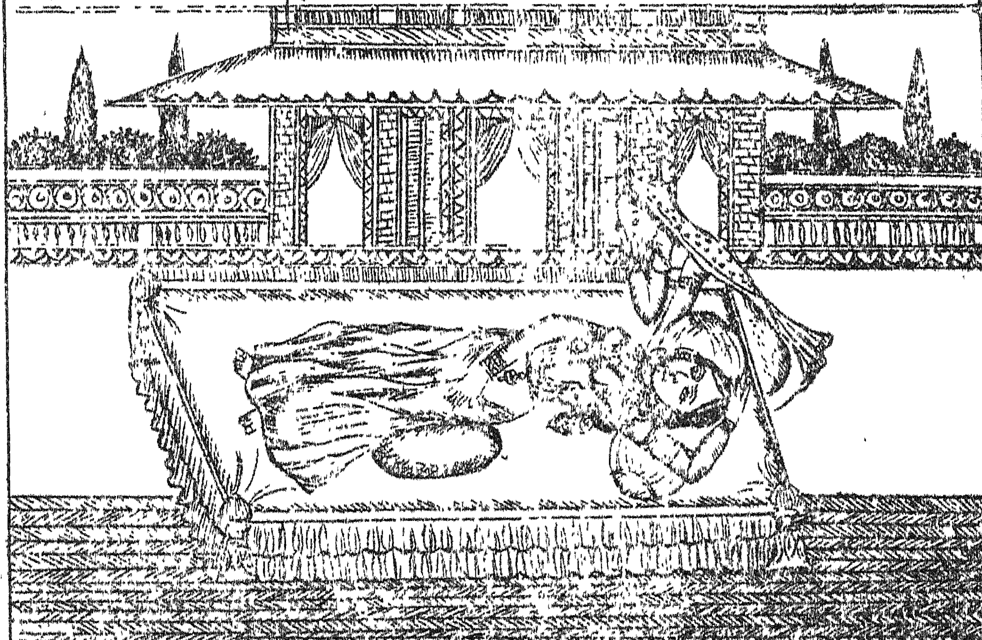
داستان بیقرار ہونا ملکہ حسن افروز کا فراق دلدار مین اور آگاہ ہونا شہزادہ فیروز کا شہزادی کی بے قراری سے اور حال دریافت کے لیے آنا اوسی حالت اضطرار مین

نشہ ساقی نے دی شراب سخن ✽ بھر گئی عشق سے کتاب سخن ✽ کہین عاشق تڑپ سکتے ہین آخر معشوق بھی تڑپ گئے ہین ✽ اب ذرا اور بھی دے اک اک جام ✽ کہ یہ محفل بخیر ہو انجام ✽ شہسواران عرصہ عشقبازی و خارسان مضمار جان گدازی مسافران بار ناکامی بر دوش باختہ ہوش از خود فراموش لکھتے ہین کہ جب محمود ملکہ حسن افروز سراپا گداز و ہمہ تن سوز سے رخصت ہو کر شہزادہ آرام دل کی تلاش مین نکلا یہان طپش دل فردوس منزل مین زیادہ ہوئی بسمل کی طرح تڑپنے لگی جان دینے پر آمادہ ہوئی جب وحشت خاطر زیادہ پائی عقیلہ تو تھی اپنے دل کو سمجھاتی

رند ای دل نہ تڑپ اتنا گیا ہے مرا قاصد ÷ آج آئی خبر یار کی یا کل خبر آئی ÷ رند دل بیتاب شتاب
آئیگا قاصد نہ تڑپ ÷ راہ مین دیر لگیگی فقط آتے جاتے ÷ سمجھاتے سمجھاتے جب خیالِ یار پیش
کرتا آنسو نکل آتے پھر وہی نقشے ہوجاتے بیتابی زور کرتی بیقراری دل مین شور کرتی ماما نے کہا بیگم
خدا کے لیے ایسی بے قرار نہو آہ وزاری کو موقوف کرو ڈرتی ہون کہ اس حال سے کوئی خبردار
نہو ملکہ نے کہا اے جیا جرات شعلہ و برق و شرر بھی ہمنے دیکھے پر کوئی ÷ بیقراری مین نیا پایا اس
دلِ بیتاب سا ÷ دل ہے کافر یا خدا جانے کہ کیا آفت ہے یہ ÷ تلملاتا ہے پڑا پہلو مین اک سیماب
سا ÷ جیا مین کیا کرون دل کو کیونکر سمجھاؤن جو شے اپنے قابو مین نہو تو پھر اوس پر کسیکا بس نہین چلتا
ہے درد دل دے دیا ہے اک بت کافر کے ہاتھ مین ÷ اب حق مین دیکھیے مرے اللہ کیا کرے
ماما نے کہا بی بی یہ خبط ہے ذرا سنبھلو یہ مقام ضبط ہے خدا کی عنایت سے ناامید نہو اوسی کو یاد
کرو مژدہ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ سے جی شاد کرو اب اوٹھو ہاتھ منہ دھو ڈالو دل کو سنبھالو دیکھو
خاصہ کا وقت آیا ہی لوگ اس حال مین دیکھین گے تو کیا کہینگے یہ کیا بیہودہ پن جی مین سمایا ہی
کچھ سمجھ مین نہین آتا بس ہر دم رونا ہی بی بی اللہ حافظ و نگہبان ہے جو ایسا رونا دھونا ہے
خیر وہ بھی اک بات تھی ہوگئی اب دیکھو محمود گیا ہے کیا جواب لیکر آتا ہے ملکہ نے کہا ماما للہ تم اس
مقدمے مین دخل نہ دو مجھے نہ ستاؤ تم نہین جانتی ہو مین جس حال مین ہون مجھے اوسی حال مین
رہنے دو میرا مغز نکھاؤ **میر تقی** انداز وہی سمجھے مرے دل کی جاہ کا ÷ زخمی ہو کوئی ہوئے کسیکی
نگاہ کا ÷ یہ کہکر اوٹھی اور چھپر کھٹ مین جا لیٹ رہی تصویر کو چھاتی سے لگا کر ایک شور مچایا اور بعد
حسرت و یاس روکر فرمایا **نسیم دہلوی** نہ تم رہین نہ دل پہلو مین روئیں آہ کس کسکو ÷ مقام شکر ہے
دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے ÷ اس عرصے مین قمر النسا وزیرزادی جو شہزادی کی ہمسن تھی بلکہ
شہزادی سے بھی کمسن تھی شیش محل مین آئی ملکہ کو جو دیکھا بہت گھبرائی ماما سے کہنے لگی کیون
ماما بیگم صاحب کیا ابھی تک سوتی ہین کیا سبب ہے جو بیدار نہین ہوئی ہین ماما کہ انجام کار کے
فکر مین غوطے کھا رہی تھی دل سے سو سو تدبیرین بنا رہی تھی کچھ نہ بولی قمر النسا چھپر کھٹ کے
پاس آکر پردہ اوٹھا کر دیکھتی کیا ہے کہ شہزادی کی آنکھین نرگس وار کسی کے انتظار مین وا ہین مگر
آنکھون سے دو دریا رواں ہین گویا گنگا جمنا ہین رنگ چہرے کا زعفرانی ہے لب خشک ہین دل
مین سوزِ نہانی ہے گرمی عشق سے پیشانی عرق آلود ہے کسیکے تصور مین سکتے کا عالم ہے
چین دل کا مفقود ہے جب بیتابی دل زیادہ ہوتی ہے یہ غزل پڑھتی ہے اور روتی ہے **مصنف**

حال دل زار ہے کیا ہونا تھا	سخت بیمار ہے کیا ہونا ہے	دل ہمارا رسم وفا کیا جانے	لو گرفتار ہے ہم کیا ہونا ہے
[illegible]	[illegible]	جان زار اس کی ... عشق ...	سخت ناچار ہے کیا ہونا ہے
... الم ... سے جسکو	[illegible]	... ایسے شراب الفت	مست ہے سرشار ہے کیا ہونا ہے
... عادت ... میں عشق	[illegible]		

قمر النسا یہ حال دیکھکر متحیر ہوئی چھکے چھوٹ گئے رشتۂ استقلال ٹوٹ گیا حیرت ... دیوار ششدر ہوئی گھبرا کر کہنے لگی بیگم مزاج کیسا ہے خدا کے لیے فرمائیے تو یہ کیا ہے ... افسر ... نے منہ پھیر کر جواب دیا کہ ان ... ابھی ہین قمر النسا فرط محبت سے بیقرار ہو کر ... کہنے لگی ... دیکھو تو تمھاری بیگم کے دشمنوں کا کیا حال ہے



تمہین کچھ خبر بھی ہے کیا سمجھ پر پتھر پڑ گئے عقل پر زوال ہے ماما گھبرا کر کہنے لگی کیون بی بی خیر تو ہے
قمر النسا نے کہا بھئی واللہ تمھین کبھی خیال کیا کہ ہر دم پاس رہتی ہو اور پھر خیر تو ہے کس منہ سے
کہتی ہو یہ سنکر گھبرائی ہوئی بیگم صاحب کے پاس گئی جاکر سب حال بیان کیا رو رو کے تر دامان کیا
بیگم صاحبہ اور سب خواصین ... پریشان افتان و خیزان شہزادی کے پاس آئین بیگم صاحبہ
بلائین لیکر ملکہ سے کہنے لگین کہ میری جان کہو تو جی کیسا ہے مین تیری واری کیون تیرا حال ایسا ہے
ملکہ نے کہا اماں جان کیا کہون دل مین درد ہے تمام بدن مین اعضا شکنی ہے دیکھیے چہرہ زرد ہے
کلیجہ منہ کی راہ نکلا آتا ہے کچھ ایسا درد اٹھتا ہے کہ جی بیٹھا جاتا ہے رونے کو بے اختیار
دل چاہتا ہے مگر اب تک تو ضبط کیے ہون آگے دیکھیے خدا کیا دکھاتا ہے حضرت غالب

[illegible] کہ دل کو بے قراری ہے ٭ سینہ جو پاسے زخم کاری ہے ٭ یہ سرگذشت سنکر بیگم صاحبہ کے
ہوش اڑ گئے ہاتھ پانو پھول گئے اور تو کچھ بن نہ آیا گھبرا کر فرمایا کہ ارے کوئی حضور کو خبر کرو یہ سنتے ہی ایک خواجہ سرا
نے جا کر بادشاہ کے حضور مین سب حال گزارش کیا بادشاہ کہ اوس وقت تسبیح خانہ مین مشغول
یاد الٰہی تھے شہزادی کی حالات کی خبر سنکر محل مین تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ بیٹا کہو کیا سبب
ہے جو تمکو اس قدر رنج و تعب ہے ملکہ نے کہا جناب عالی مین بھی حیران ہون کہ اس بیخودی کا باعث
کیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل خود بخود نکلا آتا ہے تمام بدن سنسناتا ہے لوگون کی کثرت
اور ہجوم وحشت سے دم رکتا ہے تن بدن مین آگ لگ رہی ہے تمام جسم پھنکتا ہے خدا جانے کیا
آفت آسمانی اس دل کمبخت پر نازل ہوئی ہے کہ اسقدر روتی ہون مگر ابھی تک تسکین نہین حاصل
ہوئی ہے بادشاہ باخاطر پریشان روتے ہوے باہر تشریف لائے اور مسیح الزمان حکیم
احسن اللہ خان کو علاج کے واسطے بھیجا تب حکیم صاحب آئے مانی نے ملکہ کو ہوشیار کیا
حکیم صاحب کے آنے سے خبردار کیا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مگر ایک آہ سینہ سوزان سے بھری یہ کہا اور پھر
آنکھین بند کر لین لا علاج ٭ نبض نہ دیکھ اے طبیب ہاتھ لگا اور موا ٭ میری تو یہ شکل ہے ہاے
پیا اور موا ٭ حکیم صاحب نے کہا حضور یہ کیا فرماتی ہین ناحق رو رو کے اپنے مرض کو بڑھاتی
ہین ذرا نبض دکھلا دیجئے پھر تابعدار جو دوائین دے اوسے نوش فرمائیے دیکھیے تو کیا جلد آرام
ہو جاتا ہے اور یہ کتنی بڑی بات ہے فقط دوائین دیکر مریض کھوتا ہے ملکہ نے خفا ہو کر جواب دیا کہ حکیم صاحب
آپ سے [illegible] کیا مرض کیا تشخیص کیا جو آپ دوا بھی اپنے ساتھ لیتے آئے ہین تجاہل
[illegible] آپ ناحق دوا دیتے آئے ہین ٭ خسرو از سر بالین من برخیز ای نادان
[illegible] درد عشق [illegible] بیمار و بجز دیدار نیست ٭ قمر النسا کہ نہایت زیرک اور دانا تھی شہزادی
کے اس کلام سے فوراً دریافت کر گئی کہ ہو نہو یہ مادہ سوداوی عشق کا رجوع ہے آفتاب
محبت کا مشرق سینہ سے طلوع ہے مگر ابھی شروع ہے بقول شخصے ع کہ عشق و مشک را نتوان
نہفتن ٭ دل مین تو سمجھ گئی مگر اوس وقت کچھ نہ بولی بیگم صاحبہ بھی اس کلام سے ہوشیار ہوئین
مانی کو الگ لیجا کر کہنے لگین کہ مانی تمکو تو معلوم ہوگا کہو تو یہ ماجرا کیا ہے وہ کیا چیز ہے جو اندر ہی اندر
اسکے دل کو ستاتی ہے مانی ہو نہو مجھے تو لڑکی کے کلام سے عشق کی بو آتی ہے جب مانی نے دیکھا
کہ راز آشکار ہوا اور بے خبر رہتی اب چارہ نہین حال ظاہر سارا کہا بیگم صاحبہ کا ہاتھ پکڑ کے شہزادی کے قریب
لائی اور تصویر کہ ملکہ کے سینے سے لگی ہوئی تھی آہستہ سے اوٹھا کر دکھائی بادشاہ بیگم تصویر دیکھتے ہی

ہزار جان سے اوس جان جہان پر نثار ہوگئین صورت دیکھتے ہی بیقرار ہوگئین مسکرا کر فرمانے
لگین کہ بانو یہ کس یوسف ثانی کی تصویر ہے اور یہ کون شہنشاہ والا جاہ صاحب عز و توقیر ہے
بانو نے از ابتدا تا انتہا حقیقت حال بے اختلال محمود کا آنا اور تصویر دکھانا شہزادی کا عاشق ہونا
اور تلاش شہزادہ میں محمود کا جانا سب بیان کیا بیگم صاحب نے جب حال شہزادی کے عشق کا سنا
مآل کار سوچکر غمگین ہوئی مگر اوراہ اوس کی طرف سے کچھ شک ہوا دل کو ذرا تسکین ہوئی بانو
کو لگے اپنا کر سمجھایا کہ تم جہان دیدہ ہو خدا لڑکی کی دلداری کرتی رہنا عشق کمبخت نے اسکے دل
کو تنگ کر دیا ہے تم دم بدم غمخواری کرتی رہنا اور کہنا کہ بی بی گھبراؤ نہین خاطر جمع رکھو جسکی ہے تمنے تصویر دیکھی
ہے تمہاری اماں جان اوسی شہزادے کے ساتھ تمہاری شادی کرینگی ذرا اپنے دل کو تسکین دو
صبر سے بیٹھی رہو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد تمہارے مقصود سے تمہاری گود بھر دینگی یہ کہکر بیگم صاحبہ
ملکہ حسن افروز کے پاس آئین اس طرح کی گفتگو تو زبان پر نہ لائین مگر آغوش مین لیکر پیار کیا
پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا میری جان تمہارے قربان اللہ کی امان ہمسے کچھ بات تو کرو بیگم یہ کیسی بات ہے
دیکھو یہ ٹھنڈی ٹھنڈی سانس نہ بھرو ملکہ نے کہا اماں جان شعر آپکی باتون سے یہ اور بھی
دل دکھتا ہے ؎ جائیے بہر خدا یا سنئے کہ دم رکتا ہے ؎ بھلا ہم کیا بات کرین آپ بزرگ ہین آپکو
اس بات کا کیا جواب دین درد کسی سے کیا بیان کیجیے اس اپنے حال ابتر کو ؎ دل اوسکے
ہاتھ دے بیٹھے جسے جانا نہ پہچانا ؎ آخر جب بیگم صاحبہ نے دیکھا کہ بات کرنے سے طبیعت
پر جوش آتا ہے آدمی کی صورت سے نفرت ہے کلام سے دم گھبراتا ہے ناچار خاص محل مین تشریف
لائین ہمراہ اپنے وہ تصویر بھی لیتی آئین بادشاہ جو محل مین آئے بیگم صاحبہ نے تخلیہ کیا اور شاہ
سے طلب مشورہ کیا جب حضور آ کر بیٹھے بیگم صاحبہ نے وہ تصویر بادشاہ کو دکھائی شاہ والا جاہ
بیک نگاہ حیران انگشت بدندان دست قدرت کے قربان ہو کر رہ گئے اور فرمانے لگے بیگم یہ کون
خجستہ نہاد ہے آدم زاد تو نہین معلوم ہوتا شاید پریزاد ہے بیگم نے کہا حضور مین پہلے آپ سے یہ
پوچھتی ہون کہ اگر یہ شخص آپکی صاحبزادی کے ساتھ شادی کی درخواست کرے تو آپ کو منظور ہے
بادشاہ نے کہا صاحب اگر یہ کوئی شہزادہ عالیخاندان والا دودمان ہے تو خیر کیا مضائقہ منظور ہے
ورنہ ابھی ان باتون کا کیا مذکور ہے بیگم صاحبہ نے کہا سنیے یہ تصویر شہزادہ آرام دل پسر شاہ چین
کی ہے جو آپکی ملکہ کا حسن و جمال سنکر عاشق ہوا ہے یہ تصویر اوس نازنین مہ جبین کی ہے محمود
سوداگر متاع خوبی سمجھکر لایا تھا اور آپکی صاحبزادی کے حضور مین نذر گذرانا تھا پس دیکھنا کیا تھا

گویا قیامت کا آنا تھا جب سے یہ تصویر دیکھی ہے لڑکی اوسکی عاشق زار ہے فرط محبت سے بے قرار ہے
نہ تو دشمن بیمار ہین نہ خدانخواستہ کچھ آسیب ہے مگر حضرت عشق بڑے جن سوار ہین یہ سب اونھین
کا فریب ہے اور فی الحقیقت صورت اچھی جہان کو پسند ہے معشوق باوفا کہان ملتا ہے اسی سبب سے
دل عاشق دردمند ہے خوش نصیبون کو ایسے بھی ملجاتے ہین کہ جذبۂ محبت کھینچ لاتی ہین ہو کر آپ ہی
دوڑے چلے آتے ہین اب آپ کو اختیار ہے چاہے ہمارے اپنے فرزند کی خوشی کیجیے یا نہ کیجیے بندی کو جو بات کہنی تھی
ہے اور جو آپ سچ پوچھیے تو یہ بات ہماری یاد رکھیے کہ اگر چراغ عقل کا ہاتھ مین لیکر ڈھونڈیے
تو قیامت تک ایسا شہزادہ خوب صورت نامی گرامی والا خاندان با عز و تمکین اندھیرے گھر کا اوجالا
نہ ملیگا اور بالفرض اگر ہزار خرابی کوئی مل بھی گیا تو یاد رہے کہ آپکی صاحبزادی کا چاہنے والا نہ نکلیگا
مصنف دنیا مین اگر ڈھونڈیے تو کیا نہین ملتا + پر چاہنے والا نہین ملتا نہین ملتا + بادشاہ
اس حال کو سنکر دیر تک بحر تفکر مین غوطہ زن رہا پھر بہت سوچ کر کہا کہ اچھا مین اسکا جواب پھر دونگا
تم لڑکی کو سمجھاؤ خاطر آشفتہ بہلاؤ بیگم صاحبہ نے کہا بھلا جب بشر پر عشق کا سایہ ہوتا ہے اور جسکو
وصال یار کی دھن ہوتی ہے وہ کسکی سنتا ہے بقول ناسخ ہر گھڑی کہتے ہو صاحب صبر کر +
بندہ عاشق ہے دیا ایوب ہے + ایسے شخص کو کچھ کہنا یا سمجھانا فقط ستانا اور ناحق جی جلانا ہے
بادشاہ خاموش ہو اوٹھے اور تصویر ہاتھ مین لیے باہر تشریف لائے وہان ملکہ حسن افروز
نے جو فرصت پائی معشوق کی یاد آئی غشی سے کچھ افاقہ ہوا تھا آنکھ کھولی چشم نم باز سے فلک کو دیکھکر
کف افسوس ملے اور دہنی طرف سے بائین طرف کروٹ لیکر پھر وہی شعر زبان پر لائی نسیم دہلوی
نہ تم ہو ہین نہ دل پہلو مین روئین آہ کس کسکو + مقام شکر ہے دیکھین فلک کیا کیا دکھاتا ہے نئے
دل اونڈا آتا ہے از خود گلے مل مل کے رونیکو + کمر بستہ سفر جنت مقرر کوئی آتا ہے گذرتی ہین بڑی تکلیف سے
راتین جدائی کی + ملین پھر تم سے ہم اب دیکھیے وہ دن کب آتا ہے + مین صدقے اے اجل آجا
شب فرقت مین جلدی سے + ہماری جان جاتی ہے ترا کیا ہمین جاتا ہے + نسیم دہلوی اب ناتوانی
سے یہ عالم ہے + کوئی ہمکو اوٹھاتا ہے کوئی ہمکو بٹھاتا ہے + یہ پڑھکر خوب روئی جب رونے سے بھی عاجز آئی تو یہ مثلث
کا بند لب پر لائی مومن خان مرحوم منظور ہے کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے + من گفتہ گریہ
بعالم کند دلے + میزیبدت بہ نرگس شہلا گریستن + ہین خون فشانیان عبث اے چشم اشکبار + گر گریہ کا
دل زگریہ میسر شود زیار + صد سال میتوان بہ تمنا گریستن + کبھی جو دل گھبراتا تو یہ شعر لب پر آتا انت
لب جانبخش کی الفت مین لب پر جان آئی ہے + مریض عشق مرتا ہے مسیحا کی دوہائی ہے

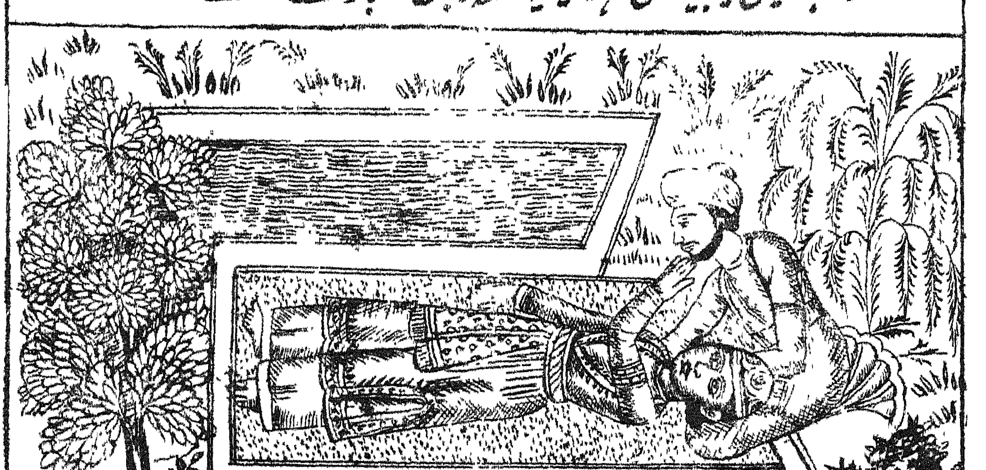
اس بیقراری اور آہ وزاری مین تصویر کا جو خیال آیا جا بجا ڈھونڈھا اور نہ پایا تو بے اختیار ہو گئی
آپ مین نرہی مانی کے گریبان مین ہاتھہ ڈال کر کہنے لگی کہ دیکھو مانی مین تیرا گریبان چاک کرونگی میری
میرے حوالے کرو نہین تو ابھی اپنے تئین ہلاک کرونگی مانی نے کہا بیگم خیر ہے دشمنون کو کیا ہو گیا
خدا سے ڈرو بیٹے تو آج تک ایسی باتین نہ کبھی دیکھین نہ سنین ماشاء اللہ چشم بد دور اچھا تو تصویر کہین
دیکھی ہے جب صورت دیکھو گی تو زمین پر پاؤن نہ رکھو گی ملکہ نے کہا ہان سچ کہتی ہو تمنے ابھی دنیا مین
کیا دیکھا ہے تم تو ابھی پیر نابالغ ہو بال دھوپ مین سفید ہو گئے ہین اچھا تم ہی اپنی کہو تو کیا کہتی ہو
مانی نے کہا لڑکی بیگم صاحبہ نے بھی وہ تصویر دیکھی اور سب مجھسے حال دریافت کر کے بہت خوش ہوئین اور
فرماتی تھین کہ انشاء اللہ تعالے مین اپنی لڑکی کی شادی اوسی شہزادے کے ساتھہ کرونگی اور تصویر
حضور کے دکھانے کو لیگئین ہین ملکہ یہ گفتگو سنکر مارے خوشی کے پھولی نہ سمائی رنگ زعفرانی گلابی
ہو گیا باغ باغ ہو کر اور مسکرا کر یہ شعر زبان پر لائی مرزا رفیع سودا ہجر اور وصل سے کچھہ کام نہین
ہے مجھکو ٭ بات وہ کیجیے کہ تسکین دل کو ہو سکین جس مین ٭ مانی مجھے اس سے کیا مطلب کہ امان جان
کیا کہتی تھین اور باوا جان کیا کہتے تھے تم میری تصویر دینے والی کون تھین خدا کی قسم مانی خیر اسی
مین ہے کہ میری تصویر مجھے منگا دو مانی نے قمر النساء سے کہا کہ بی بی کچھہ سمجھہ مین نہین آتا خدا جانے
اوس بالشت بھر کاغذ مین کیا رکھا ہے ذرا تم جاؤ اور بیگم صاحبہ سے وہ مانگ لاؤ وہ گئی اور بیگم صاحبہ
سے سب حقیقت کہی اونھون نے اوسی وقت تصویر منگوائی اور قمر النساء کے ہاتھہ شہزادی کے پاس
بھجوائی جب تصویر آئی دل نے ذرا توانائی پائی رات دن اوسی کا شغل ہر دم اشعار برجستہ اور نغز ہین
برمحل میرحسن غزل یا رباعی ویا کوئی فرد ٭ اسی ڈھب کے پڑھنا کہ جس مین درد ٭ کبھی صبا
یار کی طرف سے یاس ہجوم غم سے رنگ فق چہرہ اوداس کبھی جو درد دل سوا ہوا تو بیتاب گھبرا کر بائین طرف
ہاتھہ سے دبا دیتا تک خاموش رہی صدمے سے بیہوش رہی جب آنکھہ کھولی دل کو ڈھونڈھا
پہچانا نہ پایا نالون کو ضبط کیا اور فرمایا حضرت غالب کسیکو دے کے دل کوئی نوا سنج فغان
کیون ہو ٭ نہ ہو جب دل ہی سینے مین تو پھر منہ مین زبان کیون ہو ٭ کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ
اس محبت کو ٭ نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازدان کیون ہو ٭ وفا کیسی کہان کا عشق جب سر پھوڑنا
ٹھہرا ٭ تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستان کیون ہو ٭ یہ کہہ سکتے ہو ہم دل مین نہین ہین پر یہ
بتلاؤ ٭ کہ جب دل مین تمہین تم ہو تو آنکھون سے نہان کیون ہو ٭ غرض ہر دم سوز عشق سے آہ وزاری
تھی التہاب قلب سے بیقراری تھی کسی عنوان دل کو قرار نہ تھا سب نصیحت کرنیوالے تھے مگر کوئی غمخوار نہ تھا

رہائی اوس گرفتار دام محبت کی عورت بدذات کے جال سے پھر ملک فارس کی طرف روانہ ہونا اوس بادیہ پیماے عرصۂ الفت کا محمود سے ملنا اور آگاہ ہونا ملکہ حسن افروز کے حال سے

ہان پلا دے ساقیا اک اور جام ٭ مستیون کا اب دکھا عالم تمام ٭ تشنہ لب ہون بادۂ گلفام
دیکھ اس آغاز کا انجام تو ٭ طلسم کشایان جادۂ سخن و نخلت نشینان گوشۂ سخن و محن عقدہ پاے حال
گرفتاران کو ناخن تدبیر سے یون کھولتے ہین کہ ایک شب وہی عورت ساحرہ حسب معمول آرام دل
کے پاس بیٹھی اختلاط کی باتین کر رہی تھی اثناے گفتگو مین شہزادے کی نظر اوس چھوٹی پڑیا پر جو ساحرہ
اپنے ہاتھ مین پہنے ہوے تھی دیکھتے ہی سمجھ پری کی باتون کا خیال آ گیا جی مین کہنے لگا خیر تو ہے
پھر آنکھ بچا کر اوس ایک بال کو اون بالون مین سے جو بازو پر بندھے ہوے تھے نکال کر دونون طرف
سے پکڑ کے کھینچا کچھ دیر نہ گذری ہوگی کہ سفید دیو ہزارون دیو ہمراہ لیے ہوے آرام دل کے
حضور مین حاضر ہوا آداب و تسلیمات بجا لایا اور شہزادے کو اس حال مین دیکھ کر سخت متحیر ہوا آخر ساحرہ
دیوون کی شکل دیکھتے ہی بسرعت تمام حجرہ مین گئی اور غضبناک ہو کر ایک ٹھوکر زمین پر ماری
زمین شق ہو گئی صدہا حبشی شمشیر برہنہ ہاتھون مین لیے غل مچاتے باہر نکلے دار و گیر
کا ہنگامہ ہوا اسباب درہم برہم وہ کارخانہ ہوا دونون طرف سے تلوارین چلنے
لگین زمین سے خون کی ندیان اوبلنے لگین آرام دل نے سفید دیو سے
کہا کہ کھڑا کیا دیکھتا ہے جا اور میری انگشتری اوس قحبہ سے چھین لا سفید دیو انگشتری کا نام سنتے
ہی زرد ہو گیا خوف سے ہراسان ہوا بید کی طرح لرزان ہوا جی مین کہنے لگا برا غضب ہوا کہ انگشتری
سلیمانی اوسکے ہاتھ آئی اب مین شہزادے کی رہائی کی کیا تدبیر کرون سوچتے سوچتے ایک کشتی نظر آئی
کہ زمین و آسمان کے بیچ مین گردش مین ہے یہ دیکھتے ہی اوسکی طرف لپکا اور ایک ہی حملے مین اوسکو
اپنے قبضے مین کر زمین پر لایا اوس کشتی مین ایک پنجرہ اور اوس پنجرے مین ایک مینا بند تھی دیو اوس
مینا کو نکالکر آرام دل کے پاس لایا اور کہا کہ حضور اس مینا کے جسم مین اس ساحرہ کی روح ہے آپ
اسے خوب تکلیف دیکر مار ڈالیے دل کا حوصلہ نکالیے پہلے اسکا ایک بازو توڑ لیے پھر دوسرا پھر ایک
ٹانگ پھر دوسری ٹانگ پھر خوب زور سے اسکی گردن مروڑ لیے غرض جیتا چھوڑ لیے آرام دل

مینا کو ہاتھ مین لیکر چاہتا تھا کہ پہلے بازو توڑے ساحرہ نے غل مچایا کہ او شہزادے دیکھ کیا ستم کرتا ہے
میرے احسان بھول گیا او محسن کش تو میرے غضب سے نہین ڈرتا ہے **مصنف** ابھی سمجھا کے مزا
چکھا دونگی ❊ خاک ہوجائیگا جلا دونگی ❊ سفید دیو نے جواب دیا کہ او بدبخت ننگ خاندان شہنشاہ
قاف جو تم سب کا پیر و مرشد اور اوستاد ہے تو نہین جانتی کہ یہ شہزادہ اوسکا داماد ہے بس خیر اسی
مین ہے کہ وہ انگشتری لا ورنہ اپنی جان سے ہاتھ اوٹھا ساحرہ نے کہا اچھا تو قسم کھا کہ انگشتری
لیکے مینا کو چھوڑ دونگا دیو نے کہا مجھے خاکپاے سلیمان کی قسم اگر تو انگشتری دیگی تو مین بھی تیری
مینا چھوڑوا دونگا ورنہ پھر وہی قسم کھاتا ہون کہ مینا کو مار ڈالونگا اور اس شہر کو بیخ و بنیاد سے
کھدوا کر ہوا پر اوڑوا دونگا ساحرہ نے جب دیکھا کہ سواے صلح کے اب کوئی چارہ نہین ناچار
وہ انگشتری سفید دیو کی طرف پھینکی دیو نے جلدی سے شہزادے کی اونگلی مین پہنا کر یون عرض کی
کہ خداوندا اب اس مینا کو چھوڑ دیجیے اور مع الخیر یہان سے تشریف لے چلیے **آرام دل** نے مینا
کو چھوڑ دیا اور دروازے کے باہر آکر شکر خداے کریم بجا لایا پھر دیو کو رخصت کر کے کمر ہمت چست
باندھی ملک جانان کی راہ لی اور یہ فرمایا **ذوق** رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائے
مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے ❊ مے عشق سے سرشار تھا جھومتا تھا خار بیابان
گام پہ قدم چومتا تھا جب کوئی کانٹا آبلہ پا مین چبھ جاتا تو ہنسکر فرماتا **خواجہ حیدر علی آتش**
آبلے پانون کے کیا تو نے ہمارے توڑے ❊ خار صحرا اے جنون عرش کے تارے توڑے ❊ شدت
کی حدت تپ فرقت کی شدت اپنے حال زار پر رقت صدمہ دوری سے مرنے کی نوبت اس حال
مین جو آرام جان کا خیال آتا تو جنون اور زیادہ ہوتا یہ کہتا اور **حضرت غالب** دیوانگی
سے دوش پہ زنار بھی نہین ❊ یعنے ہماری جیب مین اک تار بھی نہین ❊ شوریدگی کے ہاتھ سے
ہے سر وبال دوش ❊ صحرا مین اے خدا کوئی دیوار بھی نہین ❊ ملنا اگر ترا نہین آسان تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہین ❊ بے عشق عمر کٹ نہین سکتی ہے اور یہان ❊ طاقت بقدر لذت
آزار بھی نہین ❊ دل مین ہے یار کے صف مژگان سے روکشی ❊ حالانکہ طاقت خلش خار بھی نہین ❊
اسی طرح ہزارون آفتین اور مصیبتین جھیلتا ہوا جان پر کھیلتا ہوا چلا جاتا تھا فلک کے جور و ستم سے
جب گھبراتا تھا تو یہ اشعار زبان پر لاتا تھا **شیخ محمد ابراہیم ذوق** رکھ نکد بس اے چرخ ستمگر
ہمکو ❊ ہمنے جانا کہ کیا خاک سے پیدا ہمکو ❊ اور ہمدرد کہان ہو نہ ہو لگے حضرت دل ❊ درد اے ہمکو ہمارا
ہو مداوا ہمکو ❊ ہر قدم پانون پہ سر رکھتے ہین خار سر دشت ❊ اے جنون تو نے ہی کانٹون مین گھسیٹا ہمکو

دل مین تھے قطرۂ خون چند ہو بانند حباب * نہ رہی وہ بھی جب الفت نے نچوڑا ہمکو * ہم تبرک ہین
بس اب کرلے زیارت مجنون * سر پہ پھرتا ہے لیے آبلہ پا ہمکو * ایک دن چلتے چلتے راہ کی
ماندگی سے عاجز آیا تاب و طاقت نے جواب دیا بہت گھبرایا ایک درخت سایہ دار نظر آیا شہزادے
نے افتان خیزان بصد کیفیت اپنے تئین وہان تک پہونچایا بیتاب تو ہو ہی رہا تھا آتے ہی یہ شعر
پڑھا اور لب چشمہ گر پڑا اخیرات نزع مین بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس * مرتے مرتے بھی نہ
ارمان نظر کا نکلا * محمود کہ انکی تلاش مین دیوانہ وار دو منزلہ سہ منزلہ کرتا ملک تبریز کی طرف چلا
جاتا تھا حسن اتفاق سے اوس راہ صحرای پر فضا مین اوسکا بھی گذر ہوا ملکہ حسن افروز کے جذب
دل کا اثر ہوا محمود نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص جور فلک ستم پیشہ سے پامال سرگردان پریشان
خراب حال کسی کے فراق مین حالت تباہ کوئی سنگ نہ ساتھ مگر بیکسی ہمراہ ٹھنڈی چھاؤن مین پڑا
سوتا ہے اوسکی بیکسی پر ہر برگ درخت کف افسوس مل مل رہا ہے قریب جو آیا شہزادہ آرام دل
کو پایا مارے خوشی کے جامے سے باہر نکل گیا قریب تھا کہ شادی مرگ ہوجاے مگر شہزادہ آرام دل
پروردہ ناز و نعم کی مصیبت اور بیکسی کا خیال کرکے غمگین ہوا اور سنبھل گیا پھر جلدی سے پانی کا
چھینٹا دیکر ہوش مین لایا شہزادے نے محمود کو جو اپنے بالین پر بیٹھے دیکھا سمجھا کہ شاید مین خواب
دیکھتا ہون محمود کے گلے لگ کر خوب رویا اور کہا کہ ای محمود جب سے تو مرگیا مجھے زندہ درگور کر گیا محمود
نے کہا جناب عالی مین زندہ ہون اور ویسا ہی بندہ ہون آپ مجھے مردہ بناتے ہین عالم
خواب نہین یہ بیداری ہے یہ کیا کلمہ زبان مبارک سے



فرماتے ہین آرام دل یہ سنتے ہی گھبرا کر اوٹھہ بیٹھا اور ہائے محمود کہکر لیٹ گیا دیر تک وتار ہا اشکو
سے منہ دھوتا رہا آخر محمود نے کہا حضور بہر خدا آپ چپ رہیے میری سنیے اور اپنی کہیے آرام دل
نے کہا تسکین جسکا رفیق جس سے جدا ہو گیا ہو یار ٭ وہ اپنی بیکسی پہ نہ رووے تو کیا کرے
محمود نے کہا خدا حضور کو تا قیامت سلامت رکھے یہ بجا ہے مگر خدا کے فضل سے سنا کیا اب تو
زندہ ملا پھر اب کس بات کا گلا شہزادے نے فرمایا اے محمود حضرت غالب نے کہا گر کوئی
تا قیامت سلامت ٭ پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت ٭ مگر کہ مرے عشق زیستا ہے شب ہے
سے خداوند نعمت سلامت ٭ غرض آرام دل نے محمود سے اپنا حال پیچ وتاب بیان
کیا پھر محمود نے اپنا قصہ پر غصہ بیان کیا اور کہا کہ جسکے واسطے آپ ایسے بیقرار ہین جس پر
کے آپ عاشق زار ہین شوق جسکا رہ رہ کے دھیان آتا ہے ٭ جسپہ دم ہر دم نثار ہین جاتا ہے
کہاتے ہین بیٹھے ہین نہ سوتے ہین ٭ واسطے جسکے روز روتے ہین ٭ اوسے حضور کے احوال
آگاہ کیا اوسنے تو سنکے کچھہ التفات نکیا اور اپنے اوپر نے غل سونے لگے برابر بھی نہ سمجھا آرام دل
یہ سنکر خاموش رہا پھر کچھہ سونچکر کہنے لگا جرأت اس دل سے جو ملا نہ دل اوس رشک ماہ کا ٭
ہے یہ قصور اپنے ہی بخت سیاہ کا ٭ یہ کہتے ہی آنسو نکل پڑے رونے لگا رشتہ تصور یار مین
گوہر اشک پرونے لگا محمود نے کہا حضور سمجھنا تو درکنار آپ کی شان مین بڑی بڑی گستاخیان
کین ہین بلکہ مجھے چند سطرین بھی لکھکر دین ہین اور کہا ہے کہ جہان کہین اوس اجل گرفتہ کو
پانا تو یہ پرچہ دکھانا یہ کہکر نامہ شہزادے کے ہاتھہ مین دیا آرام دل نے کہا ع ہرچہ از دوست
میرسد نیکوست ٭ پھر پوچھا یہ خود اوس کافرادا نے لکھا ہے یا دوسرے سے لکھوایا ہے محمود
نے کہا حضور اپنے ہاتھہ سے تحریر فرمایا ہے دیکھیے تو کیسا کیسا رنگ دکھایا ہے آرام دل
نے کہا خیر جو کچھہ ہو سو ہو شفق اسکو بھی ہم ہزار سمجھتے ہین مغتنم ٭ آتے ہین اوسکے خط جو شکایت
بھرے ہوے ٭ اورائے محمود لا ادرسے ہاتھہ کا اوسکے خط لکھا لایا ٭ تیرے قاصد مین
ہاتھہ کے صدقے ٭ یہ کہکر نامہ لیا پہلے سات بار تصدق ہوا پھر بوسہ لیکر بصد ذوق و شوق کھولا
لب گو سرمہ خموشی سے کھلایا ٭ تحریر کو آنکھون سے لگایا ٭ قاصد سے کلام لطف بولا ٭ خط صورت
چشم مشتاق کھولا ٭ وہ نامہ کہ عنبرین رقم تھا ٭ قسمت کا نوشتہ یک قلم تھا ٭ تحریر تھی سرگذشت
ساری کی ٭ کچھہ یاس بھی تھی کچھہ امیدواری ٭ نامہ شوقیہ دیکھتے ہی ایسا ہنسا کہ رونا آگیا اتنی خوشی
ہوئی کہ پیرہن مین نہ سمایا لفظ لفظ پڑھکے اوسکی ہوا سے شوق مین اپنے ورق دل کو برباد کیا

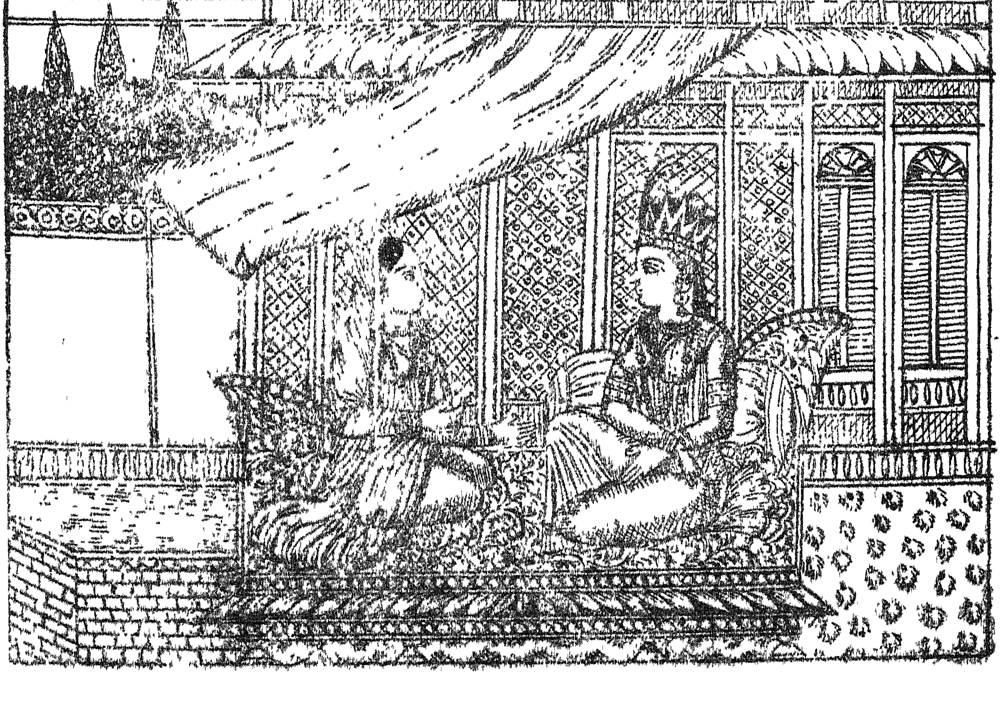
آنکھون سے خون رو رو کے اوسکے حرف حرف پر صاد کیا اس چھیڑ چھاڑ مین زخم دل پھر آلا ہوا شرب محبت
دو آتشہ ہوئی نشہ اور دوبالا ہوا پہلے ایک ہی جان سے چاہتا تھا اب ہزار جان سے پیار کرنے لگا
جان و دل دونون نثار کرنے لگا الفت مین وہ مزہ پایا کہ یہ شعر زبان پر برجستہ آیا صفیر عشق کے شغل
مین ہمنے مزا پایا ہے ٭ دل تو کیا جان بھی کرتا ہون فدا الفت مے خنجر عشق زخم دلپہ کاری لگا زخم دہن ارہو گیا مرغ بسمل
کی طرح گرفتار ہو گیا فیض نمک چھڑکا گیا اچھا ہوا فیض ٭ دہان زخم اب تک بے مزا تھا ٭ پھر تو محمود
نے سب حقیقت ملکہ کی بیقراری اور پریشانی اپنی دوا دوش اور سرگردانی مع بیان کی اور وہ مہر
ملکہ کی نشانی دی اور کہا کہ آج حضور اسی جا بسر کرین انشاء اللہ تعالے کل صبح کو پھر عزم سفر کرین
آرام دل کو ہر چند سیماب دار قرار نہ تھا مگر اپنی ضد سے کئی مرتبہ ہو چکا تھا پچھتا چکا تھا طبیعت کا رنگ دیکھا
جیسا تھا محمود کے کہنے کو عمل مین لایا اور اوس شب وہین بستر لگایا شب کو یاد دلدار ستانے لگی چاندنی
رات رولانے لگی بیقراری جو سوا ہوئی تو اس شعر سے زبان آشنائی ہوئی صفیر بلگرامی شب فرقت مین
سنین مجھپہ سے شبنم ٹپکی ٭ روتے ہین حال دل زار پہ تارے دریا

ملک فارس مین پہونچنا آرام دل کا اور باغ حیات بخش مین جانا ملکہ حسن افروز حور شمائل کا

پھول سے لبریز بھر کر ساقیا ٭ بادۂ گلرنگ کا ساغر پلا ٭ دیکھ پھر باغ معانی کی بہار ٭ عاشق و معشوق مین
بوس و کنار ٭ زبان راقم ان کیفیت گلزار اور خامہ سخنشیان جادو نگار سے زمین قرطاس پر یون پھول
جھڑتے ہین کہ جب زاہد شب زندہ دار ماہتاب تسبیح کہکشان ہاتھ مین لیکر حجرۂ مغرب مین در آیا اور نگار
آتشین رخ یعنی آفتاب نے پردۂ مشرق سے چہرۂ انور دکھایا شہزادے نے کمر ہمت چست باندھی
اور محمود کے ہمراہ چل نکلا ہر روز منزلین طے کرتا بلبل وار اوس گل گلستان رعنائی کا دم بھرتا چلا
جاتا تھا بارے چند روز مین ملک فارس مین داخل ہوا تمنا سے خاطر بر آئی مقصد دل حاصل ہوا
آرام دل نے پوچھا یہ کون مقام ہے محمود نے کہا ملک دل آرام ہے شہزادے نے فرمایا مصنف
بجنت اسعد کوچۂ دلدار مین لایا مجھے ٭ بعد مدت یان تلک گردون نے پہونچایا مجھے ٭ اور کہا اے محمود
لتہ اب دیر نہ لگا جلد اوس آرام جان سے ملا محمود نے عرض کی کہ حضور اس قدر جلدی نفرمائیے ذرا
دم لیجیے ٹھہر جائیے پھر محمود شہزادے کو اپنے مکان مین لے گیا سامان ضیافت کیا اور بہت سی
قدر و منزلت کرکے مدارات مین مصروف ہوا اب یہان سے کچھ حال ملکہ جگر افگار کا گوش کیجیے

اوسے سب فراموش کیجیے کہ ایک روز ملکہ حسن افروز کو فراق دلدار مین غفلت جو آگئی عالم خواب
مین دیکھا کہ آرام دل تنہا دشت خوفناک مین ایک درخت کے نیچے پڑا زار زار رو رہا ہے
یہ کہتا ہے اور درد دل سے بے قرار ہو رہا ہے جرائت نزع مین بھی تری صورت کو نہ دیکھا افسوس
مر گئے پر بھی نہ ارمان نظر کا نکلا ٭ یہ خواب پریشان اور احوال بیتابی جانان دیکھکر یکایک چونک
پڑی گھبرا کر اوٹھ بیٹھی دیر تک زاویہ نشین رنج و محن رہی بحر تفکر مین غوطہ زن رہی پھر بے قرار ہو کر
اور رو کر مانی سے کہنے لگی کہ مانی وہ رشک مسیحا کب آئیگا ہم تمام ہو جائینگے جب آئیگا ع
پس از آن کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد ٭ وہ بولی بی بی صبر کرو چند روز اور دل پر جبر کرو ع
صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ٭ ملکہ نے کہا یہان تو ہر دم نفس واپسین ہے ہاے افسوس
تسلی خاطر کی کوئی صورت نہین ہے حضرت غالب کوئی امید بر نہین آتی ٭ کوئی صورت
نظر نہین آتی ٭ آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی ٭ اب کسی بات پر نہین آتی ٭ مرتے ہین آرزو مین
مرنے کی ٭ موت آتی ہے پر نہین آتی ٭ غرض مدام اس ناکام کو آہ و نالہ سے کام تھا سواے
مانی اور قمر النسا کے کسی سے گفتگو تھی نہ کلام تھا نظیر اکبر آبادی کوئی کچھ پوچھے تو منہ دیکھکے
چپ رہ جانا ٭ نہ تکلم نہ اشارت نہ حکایت نہ سخن ٭ اوسدن قریب شام قمر النسا نے آکر کہا کہ
بیگم سوتی ہو یا حسب معمول روتی ہو ملکہ نے کہا جرائت خیال خواب کہان سوز غم سے جلتے ہین ٭
تمام رات تڑپ کے کروٹین بدلتے ہین ٭ قمر النسا نے کہا حضور خدا آپکا غم و الم دور کرے خاطر اندوہناک
مسرور کرے آج مین باغ حیات بخش مین گئی تھی سبحان اللہ عجیب تیاری ہے ہر روش پر
گلگشت باد بہاری ہے حضور بھی آج اوس باغ کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رشک گلستان
ارم فرمایئے گل و بوٹے کی سیر سے دو گھڑی جی بہلایئے ملکہ نے فرمایا مجھے معاف کرو یہین پڑا
رہنے دو رنج تکلیف سیر باغ نہ دو دل گرفتہ ہون ٭ طبع شگفتہ چاہیے گلزار کے لیے ٭ قمر النسا نے
کہا حضور خدا کے واسطے چلیے اگر آپ کا دل نہین چاہتا تو میری ہی خاطر کیجیے ملکہ حسن افروز
کہ قمر النسا کو دل سے پیار کرتی تھی اوسکی خاطر سے اوٹھی اور عجب ناز و انداز سے قمر النسا کے کاندھے
پر ہاتھ رکھکر حیات بخش کی سیر کے واسطے چلی دو چار قدم کہین ہو گی کہ اتنے ہی حرکت سے رگ رگ
سنسنا گئی ضعف کے سبب سر سے پاؤن تک پسینے مین نہا گئی یہ حال جو دیکھا ہنسکر فرمایا ضمیر
گر یہی ضعف ہے تو حضرت دل ٭ ہو گئے آخر بس ایک آہ مین ہم ٭ غرض وہ باغ متصل خاص محل
تھا وہان تک جانا بہت سہل تھا ہزار خرابی و دشواری باغ مین داخل ہوئی قمر النسا کو حسن حاصل

ہوئی لا اعلم صحن گلشن میں جب خرام کیا ❊ سرو آزاد کو غلام کیا ❊ فلک نے بہانے سے تشریف کی
طیاری دیکھی فراق یار میں روح تن سے جدا ہونے لگی گل و بلبل کے وصل سے نہایت دلازار ہوئی
شبنم وار زار زار رونے لگی سرو و سنبل کو دیکھا قد جاناں کی یاد میں نا مشغول سے زلف دوتا ہوگئی سنبل زلف
کو پریشان دیکھا یاد کاکل یار جان کو بلا ہوگئی نظارۂ نرگس شہلا سے چشم جاناں سے گرد میں آنکھوں
میں آنسو بھر لائی سمن سیمین بدن کو دیکھا اپنے سیمین تن کے جسم کی جدائی یاد آئی لالہ کی دید سے داغ دل
عشق اور بڑھا داغ جنون چمکا ایک آہ سرد سینۂ سوزاں سے کھینچ کر یہ مطلع پڑھا مصرع لالہ
کو فلک نے دیے تجھکو چار داغ ❊ سینہ میرا کہ اک دل ہزار داغ ❊ قدم اوٹھاتی تھی زمین پاؤں
پکڑتی تھی سنبل زار کی شوق پر لعنت پریشان ہوتی تھی بگڑتی تھی سوسن صد زبان کی غمازی اور
بیکسی زبان پر نہ لا سکتی تھی ہوش ایک ایک تکتی تھی تاک انگور کو دیکھتے ہی یاد چشم
میگون جاناں میں آنکھیں ہوا القصہ اسی حال سے
خواصوں اور سہیلیوں کے بیچ میں سرو قشیوں کیطرح غنچہ ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھرتی تخت
الماس پر جو لب نہر موتی محل کے سامنے بچھا تھا شامیانہ اطلس کا اوپر کھنچا ہوا تھا اگر چاہو
فرمایا سامنے مینا بازار نظر آیا کہ نہر کے کنارے صد ہا عورتیں دوکانیں صرافے اور بزازے اور جواہر
اور میوہ فروشی کی آراستہ کیے ہیں سوداگر والیاں جواہر اور پوشاک پر تکلف سے اپنے جسم کو
پیراستہ کیے ہیں جواہر فروش ❊ عجب جوہر ہے کہ کان جواہر بنا ہے بال بال میں گوہر



موتی پروئے ہین یہ قدرت کے دھوئے ہین دانت سلک مروارید ہین چشم و گوش ایسے
کہ دیدہ ہین نہ شنیدہ ہین رنگ رخسار لعل بدخشان ہے لب یاقوت ہین ہاتھ شاخ مرجان ہے
حلقہ کف دست لبان الماس صاف اور خوشنما ہے ہتھیا ہے حنا کی ڈواک سے اور ہی لطافت پیدا
ہے کلائی صاف ہیرے کی پٹری ہے چہرہ انور مین کندن کی دمک ہے مسی مالیدہ لب نیلم ہین
زمرد کے مُندے انشون مین پڑے ہین آئینہ رخسا مین سبزی کی نوک ہے حقہ لعل عنا ہے
پستان ہین یا شفتالو قد مین دو انار صفاہان ہین ڈھلکی عاشقونکی دلاویز ہے ناف شکم گرداب
بلا ہے کمر بحر حسن مین موج خیز ہے سوئی کا بھٹکا سمجھا ہے مسند تکیہ لگائے جواہرات بیش بہا
جنکی تلاش مین جوئندہ کا دل بہا بہا پھرتا ہے کشتیون مین چنے ہوئے سب بیٹھی ہین خریدار دلون
کو دیتی ہین بیچی کیا ہین گویا دل عاشقون کا مول لیتی ہین بزاز پیشہ **والیان** بصد تکلف فرش
اطلس پر انواع اقسام طرح کے تھان جابجا اپنی کامدانی حریر و کتان لیے ہوئے اپنا بناو کیے
ہوئے بیٹھی ہین اونکا دیدار گویا نین سکھ ہے آنکھین سکھ پاتی ہین راحتین ہاتھ آتی ہین کہین قفل
کہین ڈورا کہین بانک ہے اون پھول سے رخسارون پر بلبل چشم حیران ہے تافتہ حواس باختہ ہے
دل مومن پریشان ہے تیر مژگان جگر کے پار ہوئے گولیس ہین چہرے پر بکھرے ہوئے گیس ہین
تیغ ابرو نگاہ دیا دو قتل عشاق کے سب سامان درپیش ہین آنکھین ایسی کہ جنکے تصور مین کمخواب آئے ہین تن
زیب سے کیسے بیٹھی ہین جسم کی رعنائی پر نینا گیت افسوس ململ رہجائے دست رنگین اطلس سرخ کا ایک
نمونا ہے بازار حسن کا ہر گھڑی حسن دونا ہے **میوہ فروش** اور مالنین وضیع و شریف اشیائے
لطیف لطیف دوکان لطافت مین سجائے بیٹھی ہین خریداری کا بازار گرم ہے کشمش کے خریدارون
کی کثرت سے کشمکش ہی چلغوزون کا انبار کیے بیٹھی ہین حسن مین لاثانی ہین خریدار پروانے ہین
رنگ رخ گویا انار کے دانے ہین آپس مین بولتی ہین کہ اُنکے میوون کی کشتیان اونکی خوب آئی ہین
زلفین خریدارون کے دلون کی دام ہین آنکھین شہلا سیاہ دو با دام ہین نہال قد مین رخسار
گلنار حسن کے دو سیب ہین دور کنندہ آسیب ہین جنکی خواہش مین دل ناشکیب ہین وہ سیب
کیا ہین ملنذ سیب ذقن ہے مسی کی اوداہٹ سے جامن شرمندہ ہے مولسری دہن ہے پستان
سخت ولایتی انار ہین یا پیوندی آم کے درخت مین خام و کیریان ہین یا دو نارنگی ترنج خریدار مین ناف
چرخ شکم پر قطب تارا ہے خریدار بہت ہین کیا اس کا نخل خرما مین ایک ہی چھوہارا ہے انگور کی
قطیان سامنے رکھی ہین ہر ایک ناز و ادا مین بیباک ہے اکیلے دو کیلے کو بھاتی ہین مدام کیلے

کی تاک ہے وہ نہر کیا تھی گویا تختۂ بلور تھی بلکہ سراسر نور تھی اندر سے باہر تک بالکل فرش سنگ مرمر کا
سبزہ کی تحریر اور گل بوٹے کی ساخت سے رشک گلزار جنان جابجا نیلم پکھراج عقیق یمنی جڑا ہوا پانی
اوسمین ایسا رواں جس طرح تختۂ بلور پر فرش آب رواں اوسمین منقش کٹہرا ہوا تمام جس طرح آب رواں چین
کا سدا نی کا کام پانی اوسکا آبداری مین گوہر خوش آب بلکہ گوہر بھی بے آب خجالت شبنم مین
بہ از گلاب اوس مین مچھلیان سرخ زرد نایاب جنکے دیکھنے سے مرغ دل سیخ آہ پر کباب جانور آبی
ہر ایک لاجواب کہین بط کہین مرغابی کہین سرخاب مثل پستان دوشیزہ ہر ایک حباب غیرت
ہر زلف خوبان جہان اوسکی امواج کا پیچتاب شہزادے کی آمد آمد کی خبر سنکر بالنون نے دستہ
دستہ گلدستہ لاکر لب نہر دونون طرف چن دیے داروغہ باغ نے صدہا خوان میوجات بطور ڈالی
کے لگا کر اور انواع انواع طرح کے گلدستے گل زعفران اور کیتکی اور مدن بان سے بنا کر ملکہ حسن افروز
کے نذر کیے اور مرغان خوش الحان شاما دھیر پدا لال بلبل ہزار داستان طوطی شیرین مقال کہ
مہندی کے برجون پر بند تھے کھولے اونکی نوا سنجی خوش بیانی نے ہر ایک کو بے چین کر دیا
ایسے بولے کوئی اوڑکر سرو پر جا بیٹھا کسی نے شمشاد کو گلے لگایا کوئی زعفران کے تختے مین جاکر
ہنسی کے مارے پھڑکنے لگا کسی کا دل خوف باغبان اور بیم صیاد سے دھڑکنے لگا کوئی نہر کے کنارے
بال و پر کھولکر نہانے لگا کوئی مچھلی کی صید کو نہر مین غوطہ لگانے لگا بلبل نے عجیب عجیب حرکتیں کین کہ پہلے
چند صدائین دین پھر ہر ایک گل کہہ کر شاخ گل پر جا بیٹھا گلچین کو دیکھکر خار کھا بیٹھا آہ و فغان کرنے لگا
اوسی کا دم بھرنے لگا کبھی باواز بلند یہ مطلع پڑھا شیخ ناسخ بلبل ہون بوستان جناب امیر کا
روح القدس ہے نام مرے ہم صفیر کا ✽ کبھی بادل دردمند یہ مطلع رند پڑھا رند منقار سے ہزار مشقت
سے پر کھلے ✽ یارب اللہ یہ خبر مرے صیاد پر کھلے ✽ کبھی غنچے کے تصدق ہوتا اور مست ہو کر زمین پر
گر پڑتا کبھی پھر اوڑکر ادھر جاتا نسیم کے جھونکون سے بار جو بنیا تا تو صبا سے پر کھولکر دو دو چونچین لڑتا کبھی
قابو پاکر گل کا بوسہ لیتا خوش ہو کر دم بھرتا اور پکار پکار کے یہ دعائین دیتا مصنف بھر گیا ہے گل امید
سے دامن اپنا ✽ باغبان تجھکو مبارک رہے گلشن اپنا ✽ ملکہ حسن افروز یہ کیفیت ملاحظہ کر رہی تھی
مگر کیا مقدور کہ چہرے پر ذرا بشاشت کا نام ہو اور دل سے درد رنج و آلام ہو وہی ہر دم اشک جاری
اور بے خودی کا عالم طاری کبھی کچھ جی مین آیا تو اوسی بلبل سے مخاطب ہو کر فرمایا رند آ عندلیب ملکے
کرین آہ و زاریان ✽ تو ہائے گل پکار مین چلاؤن ہائے دل ✽ ورنہ کچھ اسکی بھی پروا نہین لب سخن سے مطلق آشنا نہین

داستان دعوت وصال طالب مطلوب آرام دل کا موتی محل

مین جانا اور ملاقات ملکہ خوش صفات پری لقا یعنی ملکہ حسن افروز خوش شمائل سے لطف اوٹھانا

لا ہین رہین گے ساقیا آو دی پیالہ شراب کا ✽ روز وصال مین نہین موقع حجاب کا ✽ مین بادہ خوار تشنہ
ہون ساقی شراب دے ✽ زاہد تو ہی پایا کہ عمل ہے ثواب کا ✽ مضمون وصل اسمین رقم ہی تو جاے ہے
چسپان ہوا ہر ایک ورق اس کتاب کا ✽ محرران داستان مرغوب و راقمان حال وصال
طالب و مطلوب کیفیت قران السعدین یون لکھتے ہین کہ جب آفتاب سوختہ آتش با جگر کباب
غمکدہ مغرب مین گیا اور ماہتاب اپنی محبوبہ مشتری کو لیکر حجرۂ مشرق سے برآمد ہوا ملکہ حسن افروز
وہان سے اوٹھ کر با دل داغدار زار زار روتی ہوئی موتی محل مین تشریف لائی اور آتے ہی غش
آگیا چھپر کھٹ مین گر پڑی قمر النسا اور خواصون نے جلد جلد گلاب کیوڑہ چھڑک کر اوٹھایا جب کچھ
ہوش آیا تو فرمایا مصنف عاشق کا دل زار ستانا نہین اچھا ✽ اے ہمنفسو مجھکو جگانا نہین اچھا
قمر النسا نے عرض کی حضور گلزار کی بہار اور روشنی کی کیفیت تو اب دیکھنے کے قابل ہے آپ
ذرا دل کو سنبھال لیجیے اس رنج و الم سے کیا حاصل ہے غرض قمر النسا نے شہزادی کا ہاتھ پکڑ کے
اوٹھایا اور برآمدے مین کرسی جواہر نگار پر لا بٹھایا موتی محل عجب تکلف کا مکان رفیع الشان
تھا کہ اسمین بجاے سنگ لعل بدخشان یاقوت کی اینٹین لکڑی کی جگہ شاخ مرجان بجاے آہن سیم
او سیر طلائی ملمع تھا سارا مکان مرصع تھا جا بجا خوشہاے دردانہ لٹکتے تھے استرکاری زمین مین اسکے
کے چونے کی بھٹی دیکھیا سفال کے بدلے ٹھوکرین کھایا کرتے تھے اسی واسطے موتی محل نام تھا
واقعی اسم بامسمے تھا شام ہوتے ہی روشنی کا ٹھاٹھ ہوا وحشیون کا دل اوچاٹ ہوا ادھر ماہ تابان
فلک پر نمایان ہوا ادھر لب نہر اور ہر روش پر کہ لالٹینین قد آدم دو دو چار چار قدم پر نصب تھین
روشن ہوئین ہر درخت فیضان روشنی سے سرو چراغان ہوا ہر شجر بلکہ تمام باغ چراغ کی روشنی سے
کرۂ نور ہو گیا شہزادی کا جمال جہان آرا ایک عالم کو تجلی طور ہو گیا روشنی کی کیفیت دیکھکر غنچہ و گل فرط
انبساط سے پھول گئے مرغان آبی تڑپ کر باہر نکل آئے پرند جانور درختون پر بسیر الینا بھول گئے
قمر النسا نے محل مین سامان جشن کیا فراشون نے سقفی اور فرشی جھاڑون مین شمعہاے کافوری کو
روشن کیا رنگین شیشہ آلات سے تمام انجمن کو غیرت گلشن کیا تمام جھاڑ کنول جھاڑ بے ہانڈیون مردنگون
مین خدا جھوٹھ نہ بلائے تو پانچ لاکھ شمعین روشن ہوئین قد آدم آئینون مین تختہ لالہ پھولا مرغ نگاہ

اوس محفل مین آکر پردا ز بھولا اہل حرفہ سب کام چھوڑ کر اوسی طرف دیکھنے لگے شہر والون کو دھوکا ہوا
کہ موتی محل مین آگ لگی تماشائی متحیر ہوے باشندگان دہلی کو پھول والون کی سیر یاد آئی خوشی
سے بھول گئے اہل لکھنؤ ایسے محو ہوے کہ حسین آباد کی روشنی بھول گئے اوس روشنی کے آگے
چاند ماند ہوا چمک دمک کی سب حقیقت گرد ہو گئی گرمی شعلہ کے حضور چاندنی پر اوس پڑی اوس پہ
چاندنی سرد ہو گئی پروانون کے باہر ہی باہر پر جلے شمع تک نہ رسائی ہوئی سمندر گھبرا کر نہر مین ڈوب گیا
کیا قدرت کبریائی ہوئی اس عرصے مین کسی نے خبر دی کہ محمود حاضر ہے یہ سنتے ہی ملکہ حسن افروز
کا فرط سرور سے کلیجا پھٹنے لگا گھبراہٹ سے دم اولٹنے لگا قمر النسا سے فرمایا بیساختہ زبان پر آیا
کہ ارے خدا کے لیے لوگون نے غل کیون مچایا ہے میرا مغز کھایا ہے خیر تم اس شر کو یہان سے
دفع کرو مجھے خفقان ہوتا ہے لہذا ان سب کو یہان سے دفع کرو قمر النسا بسکہ ذی شعور تھی گنواری
تھی مگر بہت دور تھی ایماے ملکہ سمجھہ گئی خواصون کو نکال دیا ہر ایک کو سرہانے سے ٹال دیا جیا اور
قمر النسا اور فقط ایک خواص ملکہ کے پاس رہی اوسپر بھی ملکہ بیچاری ہی آتش عشق سینے مین بھڑک رہی
تھی عندلیب روح قفس تن مین پھڑک رہی تھی زار زار آنکھون سے آنسو جاری تھے سکتہ کا عالم تھا ہجوم اندوہ
والم سے ساکت دم تھا کبھی امید وصال تھی کبھی یاس چہرہ اوداس طبیعت پر ملال حال پریشان تھا
اور جوش جنون مین یہ شعر ورد زبان تھا حضرت غالب مدظلہ العالی کہتے تو ہو تم سب
کہ بت غالیہ مو آئے ❊ یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وہ آئے ❊ پہلے تو بہت ضبط کیا مگر نہ سنبھلی غش
آگیا بیٹھے بیٹھے گر پڑی بدن سنسنا گیا اس عرصہ مین آرام دل محل مین تشریف لایا قمر النسا نے
صورت دیکھتے ہی درود پڑھا صلی اللہ علیہ زبان پر آیا آرام دل اپنے آرام دل کا یہ حال دیکھکر نزار جان
سے نثار ہوا فرط محبت سے بیقرار ہوا اور دوڑ کر ملکہ کے قدمون پر گر پڑا تلوون سے آنکھین ملنے لگا
روتے روتے ہچکی بندھ گئی دم سا نکلنے لگا سبحان اللہ کیا محل اور کیا وقت ہے گل و بلبل کا وصال ہے
نرگس چشم عاشق زار پاے نازک دلدار سے پائمال ہے مگر عاشق کی جان کو یہی سخت عذاب ہے کہ
نہ ہجر مین چین نہ وصل مین آرام آغاز کا تو یہ انجام ہوا اب دیکھیے کیا ہو غرض عاشق کی مٹی خراب ہے
سر معشوق پاے عاشق پر دیکھا عشق سے نہ ترک ادب سمجھا شہزادے کے دل مین چٹکی لی چونکایا
ملکہ حسن افروز کو ہوش آیا سر جو اوپر اوٹھایا سر دلدار اپنے پانون پر پایا آہستہ سے پانو کھینچ
لیے اور اوٹھکر مسند پر ہو بیٹھی از سر نو دل و جگر سے ہاتھہ دھو بیٹھی شعر عشق نے جادو
کیا بیتاب و مفتون ہو گئی ❊ پہلے لیلی تھی اب وہ مجنون یہ مجنون ہو گئی ❊ قمر النسا نے

آرام دل کو تحلخہ سونگہایا بارے ہوش مین آیا اوٹھکہ بیٹھا مگر اوس گلستان رعنائی غنچہ نسرین بوستان زیبائی کو دیکھکر مثل تصویر چین و حیرت ہوگیا شمیم زلف عنبر سے سرمست ہوگیا خشم چشم میگون کی ردیت سے سرشار ہوا خمار بادہ جنون کا اوتار ہوا مصنف زہر چڑھا صید بلا ہوگیا عشق کی ہیبت کیا ہوگیا ملکہ حسن افروز نے کہا کیون صاحب آپ کون تھے جو بیا نے نستان مین بے اجازت تشریف لائے کیا سبب کہ بے تکلف چلے آئے آرام دل نے کہا الہی ہمیا بان کس دل سے کہتی ہو اور کس زبان سے کہتی ہو کیا اپنی آرام دل یہی کہتی ہو اتنا کہکر ضبط نکر سکا پہر قدم پر گر پڑا ملکہ حسن افروز بھی بیخود ہو ہم آغوش ہو کر رونے لگی پیرہن یار آنسوؤن سے بھگونے لگی ایسی روئی کہ ناتوانی سے غش آگیا مصنف واہ رے عشق خوب کام کیا ٭ دو باتون مین بس تمام کیا ٭ قمر النسا حال زار دونون عاشق بیقرار کا دیکھکر بیتاب ہوگئی دل بھر آیا



زار زار رونے لگی دونون عاشقان صادق کے گرد پھر پھر کے نثار ہونے لگی دیر تک یہی حالت طاری رہی سب کو بیقراری رہی آخر قمر النسا نے اپنی آنکھون سے آنسو پونچھکر دونون شیفتہ بیدگر عاشقان سوختہ جگر پہ گلاب چھڑکا کیوڑے کا چھینٹا دیا اوسکی زلف کی بو اوسے سونگھائی اوسکی کاکل اوسکے رخ پر گرائی دونون نے لخلخون کا کام کیا آرام دل کو ہوش آیا یہ شعر زبان پر لایا

لا اعلم فرد بندا سحر ان چنین کہ خاطر مخواست ٭ آخر آمد زپس پردۂ تقدیر پدید ٭ ملکہ حسن افروز نے بھی آنکھ کھولی اور بے قرار ہو کر بولی شعر ستا ؤ مجھے دل کھول کے رو لینے دو ٭ ہے یہ سمجھا تو یہان جی سے مجھے کھو لینے دو ٭ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے رونا موقوف کرو مین خوشی کا

اودنا رچکین اب زخم دل مرہم وصال سے بھرو **آرام دل** نے کہا صاحب اب جو ہو تو ہمارا
ہی حلوا کھاؤ مچھلین کہا ہے الموکی قسم ہین کو بیٹھو جواب کچھ غم والم خاطر مین لاؤ غرض بہزار دشواری
آرام دل اور قمر النسا نے ہاتھ پکڑ کے اوٹھایا طاقت جسم مین کمان تھی گاؤ تکیے سے لگا کے
بٹھایا **آرام دل** نے ملکہ کے دل بہلانے کے لیے اپنا قصہ آغاز کیا پہلے تذکرہ وفاداری محمود جانباز
کیا پھر از تاریخ روانگی وطن تا روز ملاقات تمام سرگذشت رنج ومحن ملک وار اب پیتی پریون کا بیان
اور حال شادی کا صنوبر شہزادی کی پھر اوسی بیابان مین آنا پھر ملکہ سیمتن پری کی ملاقات پھر اس
ساحرہ کے ساتھ گذری ہوئی واردات سب بیان کی قمر النسا نے کہا بس حضور اب ان باتون کا
کیا مذکور ہے مثل برگذشتہ صلوٰۃ ہے کیسے کہ خدا نے بڑی مشکل آسان کی **ملکہ حسن افروز** پہلے تو
چپکی بیٹھی سنا کی پھر قمر النسا سے کہنے لگی کہ ابھی مشکل کہان آسان ہوئی ہے ابھی تو دل کو بڑا علاقہ
ہے کہ وہان کا تعلق لاحق ہے دو دوست دار مدار ہین باہم شادی کے اقرار ہین واللہ دیسا بھی
بے وقوف دنیا مین کوئی نہو گا کہ والدین سے نہ شادی نہ کی تو گھبرا کر اپنا ملک چھوڑا انھین کا
بیان ہے کہ کیسی کیسی ذلت اوٹھائی صدمے کھینچے محنت اوٹھائی سلسلۂ الفت رشتۂ یگانگت
سب سے توڑا خویش و بیون سے اخلاص چھوڑا پھر جو شہزادے نے شادی کا سامان کیا تو صنوبر کی آشنائی
کی خبر سنکر جل گئی جامے سے باہر نکل گئی اوس بیچارے پر کیسا کیسا گمان کیا وہان سے تو زرد رو
آئے پری کو جو دیکھا سایہ ہو گیا دیوانے بن گئے اوس سے منہ کالا کیا جہان کی خاک چھان کے اب
بیابان سے سرخرو آئے بھلا پھر ایسون سے دل لگانا اپنا اچھا بھلا چنگا جی کڑھانا آپ کو بیٹھے بٹھائے
جنجال مین پھنسانا کڑی اوٹھانا کیا ہے جب اورون سے بے وفائی کی تو ہمین آپ سے
کب امید وفا ہے بس صاحب میرا سلام ہے آپ کا تو یہی کام ہے اب آپ ہماری صحبت کے
لائق نہین معلوم ہوا اوٹھائی گیرے ہین عاشق نہین اپنے مطلب کے آشنا ہین ناحق وفا کا
نام بدنام کرتے پھرتے ہین حقیقتاً بے وفا ہین دغابازی آپکا کام ہے عاشقی معشوقی کسکا نام ہے آپکو
صنوبر شہزادی مبارک ہو سیمتن پری کے ساتھ شادی مبارک ہو مین بیچاری مصیبت کی ماری
بے بساط و دور از نشاط و انبساط و دلتنگ بدرنگ چھپکے نیچے کیا جانون وہ جگ سلامت رہے
اب تو بارہ ہین دس نہین اٹھارہ ہین بھلا اب مین کس گنتی مین ہون یہ چالین میری بلا جانے
اوس سے کہو جو سچ مانے ؎ مردون کے کلام بیڈھب ہین ∴ بیوفا و مفتری سب ہین
آرام دل نے دیکھا کہ بڑا غضب ہوا یہ قصہ بیڈھب ہوا رند نظر آتا ہے وہ بیزار خدا خیر کرے

کہہ گئی پھر فقرہ یار خدا خیر کرے ❊ کہنے لگا صاحب حضرت غالب عشق ہمکو نہیں وحشت ہی سہی میری وحشت تری شہرت ہی سہی ❊ قطع کیجے نہ تعلق ہمسے ❊ کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی ❊ ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں ❊ نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی ❊ ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے ❊ بے نیازی تری عادت ہی سہی ❊ پھر عرض کی کہ صاحب بھلا دیکھو تو ہمنے تمھاری جستجو مین کوبکو خاک چھانی سب لوگ سمجھاتے رہے خاطر آشفتہ بہلاتے رہے مگر ہمنے کسیکی نہ سنی ایک نہ مانی آپ کی طلب وصال مین اپنا بُرا حال کیا سلطنت اور حکومت کا کچھ نہ خیال کیا اگر ہمین شادی سے فقط خانہ آبادی مدعا ہوتا اور آپ سے دل نہ لگا ہوتا تو صنوبر شہزادی کیا تھی اور سمتین مالزادی لیا تھی ہم اپنی شادی اور بگ کرلیتے لیکن بخدا تم بھی کیا بشر ہو دل مین کیا کیا بدگمانی ہے کہان کا قصہ کہان کی کہانی ہے بی صاحب پھر کیون سنو کہ شادیین کی ہو ہو سخت جگر ہو ملکہ حسن افروز نے کہا واہ کیا احسان جتاتے آئے ہین ماشاء اللہ بگڑی بات کو بنانے آئے ہین صاحب کبریت نے کہا تھا ایسا کان رس ہین جاو کون ہاتھ پاؤن پڑا تھا کہ خدا کے لیے تم یہان آؤ قمر النسا نے کہا کہ بیگم عجیب ہیں ان باتون سے کیا حاصل کچھ آپ کو خیر سے جانے دیجیے دور کیجیے باہم صحبت عیش و نشاط کرکے شہزادے کا دل شاد اپنا دل مسرور کیجیے یہ کہکر صراحی آب آتشین کی اوٹھائی اور ایک جام لبریز کرکے آرام دل کے سامنے لائی شہزادے نے ساغر شہزادی کے منہ سے لگایا ملکہ حسن افروز نے جھنجھلا کر ایک ہاتھ اس زور سے مارا کہ وہ جام آرام دل کے ہاتھ سے گر پڑا اور بگڑ کر فرمایا کہ نہ ہمنے کبھی شراب پی اور نہ ہم اسکے عادی تمکو شوق ہے تم پیو مگر للہ ہمسے نہ بولو ہمین نہ ستاؤ جنکے ساتھ پہلے شراب پی چکے ہو اونھین کے ساتھ پیو وہین جاؤ ❊ سید محمد خان رند ہوا کیا جاہ سے حاصل نہ جا ہوگے تو کیا ہوگا ❊ ملا یہ کچھ محبت مین خفا ہوگے تو کیا ہوگا ❊ مجھے حاصل ہوا کیا آپ کے دلبر بنانے سے ❊ اگر اورون کے اب تم دلربا ہوگے تو کیا ہوگا ❊ جلانا اور رولانا ہر گھڑی ہر بات پر لڑنا یہ پائی وصل مین لذت جدا ہوگے تو کیا ہوگا ❊ آرام دل یہ غضب بھلا تیوری پر بل پڑا دیکھکر اور کمان ابرو کو چلۂ غضب چڑھا دیکھکر سہم گیا اوس گوشہ نشین پردۂ عصمت کی ناخوشی کا حقیقتاً وہم ہے بے قرار ہوگیا تیر غم کلیجے کے پار ہوگیا بسمل ہوکر قدمون پر گر پڑا عفو تقصیر چاہنے لگا درد دل سے کراہنے جب بے قراری از حد طاری ہوئی تو ملکہ حسن افروز نے اوس شوریدہ سر کا سر اوٹھایا اپنے گلے سے لگایا بیقرار ہوئی معشوق مست ناز اور عاشق جانباز ہر جان و دل سے نثار آخر اوس شکر خو نے قصور اوس نخوت دور از سرور کا بدل معاف کیا غبار دل رو کے دھویا آئینہ خاطر کو کدورت سے

صاف کیا قمر النسا نے ایک اور جام دافع رنج و آلام آرام دل کو بھر کر دیا [illegible]
ملکہ کو تو نہ پلایا مگر اوسکے دست نگارین سے آپ پیا پھر تو ایسی صحبت کہ [illegible]
مثل گردش ایام جسکے ہیں آیا کشتی مے کی ہوا سے بندھی [illegible] تھا کہ کبھی وجد میں آ کر [illegible]
ذوق محفل میں نشۂ قلقل مینا سے دل ہوا * لا ساقیا شراب کہ توبہ کا قتل ہوا
اور دل کی بیقراری دیکھ کہ ملکہ حسن افروز سی حور منظر شہزادی جسکی سطوت عفت [illegible] سے
سبب صبا بھی اوسکی آستانہ بوسی سے محروم اور جسکے حسن و جمال کی آفاق میں دھوم جسکا غمزہ و ناز
زاویہ چشم میں دلہاے آشفتہ کا کمین ساز اور جسکا گوشۂ ابرو جانہاے مجروح کی غارتگری کے لیے
خدنگ انداز جسکے کوچۂ زلف میں بسبب نارسائی کے دلہاے عشاق کی راہ آمد و شد گم اور جسکی
مستی چشم کے دور میں زاہد شب زندہ دار کو محراب نماز پاے خم جسکے سرا پردہ عصمت میں اشک [illegible]
ایک طفل بیگانہ اور جسکے سمند ناز کو خود نگاہ گرم اوسکی تازیانہ وہ شہزادی اور آرام دل سے اس
بے تکلفی کی ملاقات کرے جسکو کبھی نہ دیکھا ہو اوسکے دیدار کی یہ تمنا ہو اور اوس سے یون بات کرے
شعر جسکو جو چاہتا ہے دیتا ہے * کیا تری شان کبریائی ہے * الغرض آرام دل و حسن افروز
محبت میں یکدل تھے وہ جو اوسکا عاشق تھا وہ اوسی کا معشوق تھا جو جسکا طالب پھر وہی اوسکا
مطلوب تھا غرض دونون کے عشق کامل تھے مگر چونکہ آرام دل بشدت چالاک بہت ہی بیباک
تھے اسلیے ملکہ حسن افروز نے قمر النسا کی زبانی شہزادے کو سنا دیا سمجھا دیا کہ جب تک بموافق
حکم خدا و رسول شادی سے فراغ حصول نہو میرے وصال کے لیے خاطر مبارک ملول نہو ہر روز تھوڑی
سی ملاقات ہو جانا دونون کے لیے کافی اور بس ہے یہ ہنسنا بولنا کیا کم ہے جو زیادہ ہوس ہے
آرام دل کو بھی یہ بات پسند آئی یہی عہد باہم ہوا سلسلۂ اشتیاق زیادہ تر مستحکم ہوا فقط ہنس بول
لینے پر راضی ہوا خواب و خیال احوال ماضی ہوا پھر محمود کو طلب فرمایا وہ آیا دونون کے حضور
مین آداب بجا لایا ملکہ حسن افروز نے اشارہ کیا قمر النسا نے اپنے گلے کا نولکھا ہار اوتار کے
محمود کو پہنایا آرام دل نے ایک جفت نورتن اور بالاے مروارید اور ایک ولایتی خاص اپنی
کمر کی محمود کو عنایت کی پھر آرام دل نے ملکہ حسن افروز سے کہا کہ اب مین تمھارے والد کی
ملاقات کو جاؤن یا نہ جاؤن اور اگر جاؤن تو حرف مطلب زبان پر لاؤن یا نہ لاؤن ملکہ نے کہا
صاحب اونکو تمھارا حال معلوم ہو چکا ہے بہر حال چلنا مناسب ہے مگر کسی امر کی درخواست
میرے نزدیک نامناسب ہے بس سیدھی سیدھی ملاقات کرنا اگر پوچھین تو بات کرنا محمود نے

حضور نے جو کچھ ارشاد ہوا بہت بجا ہے مگر میرے نزدیک صلاح یہ ہے کہ پہلے شہزادہ عالم خاکسار کے غریب خانے پر تشریف لے چلیں اور وہان سے بخدم وحشم آکر عین دربار مین حضور سے ملاقات کرین آرام دل اور ملکہ حسن افروز کو محمود کی رائے بہت پسند آئی یہی صلاح قرار پائی فلک کجرفتار ہمیشہ دلجلے آزار ہے خصوصاً عاشق و معشوق کا دشمن جانی ہے انکا ملنا باہم بیٹھنا غنچۂ دل اہتزاز نسیم سے کھلنا اس چرخ کو بار ہے غرض انھین باتون مین تھے کہ موذن کی اذان کان مین آئی صبح نے الفجر الفجر کی دھوم مچائی صبح کی وردی بجی خروس ناخروس بیدار باش پکارا توپ کی آواز نے دلون کو ہلا دیا ملکہ حسن افروز کا رنگ فق ہوا مثل سحر سینہ شق ہوا گھبرا کر کہا مصنف کیا جلد ہوگیا شب وصلت کا اختتام ✤ اے چرخ کینہ جو ترے احسان کے نثار ✤ غرض آرام دل اور محمود کے ساتھ چور دروازے سے نکلکر اوسکے مکان کی طرف روانہ ہوا اور وہان پہونچکر منتظر سحر رہا ✤

دربار سلطانی مین تشریف لیجانا آرام دل کا پھر موتی محل مین آنا اور غنچۂ دل صنوبر بسمل سے بعد دسفید دیو شہزادہ کا ملک داراب مین جانا شہزادہ سیاہ فام سے لڑنا اور اوسکو بھگانا

ساقیا اب ہی رزم کا ہنگام ✤ دے مجھے ساغر مے گلفام ✤ ہے زبان میری تیغ جوہردار ✤ خامہ میرا ہے رخش تیز خرام ✤ لب ساغر ذرا بھیا اوسکو ✤ دیکھ پھر آبداری صمصام ✤ رکھے اسپر تو دست ہے آلود ✤ دیکھ توسن کی میرے تیزی گام ✤ راقمان کوائف جدال و محاربان ماجرائے قتال سمند باد رفتار قلم کو عرصۂ کارزار بیان مین یون گرم عنان کرتے ہین کہ جب نیزہ باز فلک یعنے آفتاب خطوط شعاعی کے نیزے لیکر نکلا اور شہنشاہ کجکلاہ ماہتاب تاب مقابلے کی نہ لاکر قلعۂ مغرب مین حصاری ہوا لال کرتی کا رسالہ بحکم ملکہ مہر سیما محمود باوفا کے مکان پر حاضر ہوا آرام دل پوشاک شاہانہ زیب بدن کر سمند تیز قدم پر سوار ہوا گرد و پیش مین دس بارہ ہزار سوار کا حصار ہوا تمام شہر مین یہ خبر مشہور ہوئی ملکہ دوسعد ہوئی کہ شہزادہ آرام دل جس سے شہزادی کی نسبت ٹھہری ہے آج تشریف لایا اب شادی ہوگی یہ سنکے ہر شخص پھولا نہ سمایا اثنائے راہ مین محمود نے ہزارہا اشرفیان اوس شہنشاہ کشور خوبی پر نثار کین دیوان خاص

تک پہونچتے پہونچتے کئی لاکھ لٹادین طبیعت درپے اختصار ہے اسلیے ایک ہی فقرہ لکھا ہے
زیادہ طول کرنا ناظرین کو ملول کرنا ہے خلاصہ کار آرام دل بکروفر بسیار داخل دربار شاہی ہوا
غلغلۂ حسن وجمال وہین نیر اوج اقبال کا از ماہ تا ماہی ہوا لال پردے کے قریب پہونچتے ہی وہ
سرخرو یعنے شہزادہ خوشخو گھوڑے پر سے اوترا خاص بردار اور چوبدار آگے ہوے نقیب باآواز بلند
پکارے کہ شہزادہ عالم پناہ سلامت رسالے کے دستے نے پرا باندھکر سلامی دی آفتاب نے
فلک پر ماہی مراتب صدقے اوتارے آسمان نے سورج مکھی دکھائی خواصون نے مہتابی لگائی بعض
امرا اور مصاحب شہزادے کو بیچ مین لیے ہوے پیچھے پیچھے محمود وفادار عرق چین لیے ہوے
دیوان خاص مین تخت شاہی کے قریب پہونچے بادشاہ نے وزیر اعظم کو استقبال کے واسطے
بھیجا وزیر حسب دستور کورنش بجا لایا اور شہزادے کا قدمبوس ہوا بادشاہ کہ پہلے ہی شہزادے کے
آنے سے آگاہ ہو چکا تھا جب آرام دل نزدیک پہونچا صورت دیکھتے ہی محو دیدار ہوا ید قدرت کا
نمونہ پایا وہ تصویر تو نقل تھی اصل کو جو دیکھا اصل تو یہ ہے کہ اوس سے بھی دونا پایا داماد فرخ نہاد کا
عاشق زار ہوا بیقرار ہوکر گلے لگانے کو دونون ہاتھ بڑھائے آرام دل دوڑکر قدمون پر گرا بادشاہ
نے اوٹھا کر کلیجے سے لگایا برابر بٹھایا آرام دل نے سلسلۂ تقریر کو وا کیا تقریر مسلسل گفتار بے بدل
لطیفہاے ضرب المثل نکتہ ہاے برمحل اشعار برجستہ اور مضمون ہاے نوبستہ سے ہر ایک کو شیدا کیا
بادشاہ نے علم مین آزمایا کچھہ سوال وجواب درمیان آیا کسی طرح اوس کھرے کو کھوٹا نپایا ہر طرح
سے بادشاہ کو جواب شافی دیا اگر دوسرے نے پوچھا اوسے فوراً بند کیا شاہ نے طرز گفتگو و لطف
سخن نہایت پسند کیا دلشاد اور خرسند ہوا جذبۂ محبت ایک سے دہ چند ہوا لڑکی کی خوش نصیبی
سے شکر خدا کیا فرض سے ادا ہوا دوگانہ شکر ادا کیا پھر دربار برخاست کیا اور شہزادے کو موتی محل
مین رہنے کا اور دربار مین روز حاضر ہونے کا حکم دیا آرام دل بادشاہ سے رخصت ہوکر موتی محل
مین آیا سب حال ملکہ سے کہہ سنایا ملکہ کا دل مسرور ہوا دل کی مراد ملی صدمۂ فرقت کی خاطر خواہ
داد ملی رنج والم دل سے دور ہوا پھر تو مدام یہ دستور ہوا کہ سرشام ملکہ گل اندام مانی اور قمر النسا کے
ساتھہ شہزادے پاس آتی شب بھر دل لگی اور مذاق تفریح طبع کے حرف وحکایات سے دل بہلاتی
پو پھٹتے ہی وہ جگ ٹوٹتا سرہنگ صبح وہ سب سامان عیش لوٹتا سرشام پھر وہی گھڑی آتی عروس
شب مجلس جماتی شہزادہ بھی دم سحر دربار مین جاتا گھڑی دو گھڑی بیٹھکر پھر آتا غرض مدام عیش و
نشاط مین مصروف ہوے ہجر کے جھگڑے قصے گلے شکوے موقوف ہوے شب و روز عیش و

عشرت کے جانے ہوئے لگے تخم محبت مزرعۂ دل مین بونے لگے اسی طرح ایک مدت گذر گئی معشوق
سے کچھ کاروبار یا [illegible] کبھی خیال نہ آیا آخر آہ عاشق کہان تک بیکار
جاتی دیکھئے کبھی [illegible] دل پر اثر ہو دل دلبر عیش و عشرت مین تھے دل
عاشق سے ضرور [illegible] ایک دن آرام دل بالاے بام نہر کی سیر کر رہا تھا بیٹھے بیٹھے
اوس نیم بسمل ہدف خدنگ محبت [illegible] جگر تیغ عشق کے گھائل کا خیال آیا بیچین ہو گیا
کمال غفلت پر ملال آیا ہے سچ ہے کمال ہے اوسکو زوال ہے پیدا ہے عشق کی لذت
تو خوب آگاہ تھا مجروح سنان آہ تھا گھبرا کر اوسی عمل بے بدل سے سفید دیو کو بلایا وہ مع فوج اپنی
حاضر ہوا شہزادے کا جاہ و جلال حشمت و اقبال دیکھکر بہت خوش اور شگفتہ خاطر ہوا بصد تعظیم
آداب بجالایا آرام دل نے فرمایا کہ تو ابھی ملک داراب مین جا اور تحقیق کر آ کہ صنوبر شہزادی پر
اوس زنگی شہزادے کے سبب سے کیا گذری کیا واردات ہوئی رخصت کے باب مین کیا
بات ہوئی دیو بموجب ایماے شہزادہ ملک داراب مین گیا اور سب حقیقت دیکھکر پھر آیا التماس
کیا کہ شاہ داراب اور اوس خانہ خراب یعنے بدر شہزادۂ سیہ فام مین جنگ عظیم درپیش ہے بادشاہ
کو بڑا تفکر ہے نہایت پس و پیش ہے یہ سنتے ہی آرام دل بیقرار ہو گیا اوسی وقت جانے کو
طیار ہو گیا نشۂ جوانمردی سے بیخود ہو کر جھومنے لگا کبھی قبضۂ شمشیر کبھی بازوے قلعہ گیر چومنے لگا
تیغ ابرو نے سیکڑون بل کھائے ترک چشمون نے نیل کے تیر سے اوٹھائے کف منہ
سے جاری ہوا غضب کا عالم طاری ہوا آخر اوسی حالت غیظ مین سفید دیو سے فرمایا کہ مجھے ملک داراب
مین پہونچا دے دیو نے حسب الحکم شہزادے کو اپنے کندھے پر بٹھایا النسیم لکھنوی موند کر آنکھ کہا تو
موند لی آنکھ پھر کھول آنکھ کہا تو کھول دی آنکھ طرفۃ العین مین شہزادے نے آپ کو اوسی رنگ محل
مین پایا پھر سفید دیو سے فرمایا کہ جلد ایک گھوڑا لا وہ گیا اور سمند برق دم اصطبل شاہی سے چنکر لایا
آرام دل نے دیو کو رخصت کیا اور آپ پانچون ہتھیار درست کر کمر ہمت چست کر گھوڑے پر
سوار ہوا اور رزمگاہ کی طرف گھوڑا پھینکا اب سنا چاہیے کہ جب مخالف نے زیر شہر سپاہ اپنی فوج
کو حرب و ضرب سے آراستہ کیا تھا اور بادشاہ نے وزیر اعظم کو خلعت سپہ سالاری سے سرفراز
فرما کر مقابلہ عدو کا حکم دیا تھا وزیر نے اپنی تدبیر سے باہر شہر کے پرچہ لگایا تھا ہر ایک کی شمشیر کے
جوہر دیکھتے تھے جوانان شیر افگن کو آزمایا تھا اسی طرح ہر روز لڑائی ہوتی تھی شام کو دونون
لشکر تھک کر دم لیتے تھے صبح کو پھر زور آزمائی ہوتی تھی ایک شب شاہ بدخو جنگجو نے موقع وقت

اور ہنگام فرصت پاکر اپنی فوج مین سے [illegible] کو [illegible] دیا [illegible] اس گمراہ
نے کمند کی راہ اون کو شہر مین [illegible] یعنی شب خون مارا شہر [illegible] غوغا ہوا
کہ قیامت کا سامنا ہوا حشر برپا ہوا لوہا [illegible] لگا ایک عالم تہ تیغ خون آشام ہوا جسنے اوس
ہنگامہ مین ذرا چون و چرا کیا یا ہاتھہ پانون ہلا کر کچھہ جواب دیا اوسکا وہین کام تمام ہوا کسی کو
دم لینے کی فرصت نہ ملی ہوش و حواس جہلے رہتے تلوار [illegible] کی [illegible] وزیر کو جو
خبر معلوم ہوئی پانچ چار رسالے اور [illegible] آ [illegible] خاصہ صرہ کر لیا
تلوارون کی باڑہ پر دھر لیا تیغ دودم لیکر غول مین کود پڑا خون کی ندی او ڑا دی بہلے کو خوب
لڑا آخر کسی ملعون کے ہاتھہ سے زخم کا [illegible] آیا گر پڑتے ہی لوگون نے اوٹھا لیا ہاتھون ہاتھہ
محل مین پہونچا یا سردار جو گرا تمام فوج کے دانت کھٹے ہوئے منہ پھر لیکر سوارون نے کام کیا
سپاہ دوعلون مین اپنا نام کیا گھوڑے ڈپٹا [illegible] اون سوریون کو [illegible] پیادون مین بھالا
ڈالا خوب دل کا بخار نکالا جو بچکر بھاگے اوتھر تیرے لگانے بستول تول تول ڈالے مار مار نشانہ
لگانے کے فن دکھائے غرض خوب دل کیا ایک ایک کو جہنم واصل کیا بادشاہ وزیر کے زخمی
ہونے سے غم و الم کا گھائل ہوا نہایت شکستہ دل ہوا طبیعت کو پریشانی ہوئی عقل کو سرگردانی
ہوئی حریف کے مکر و دغا پر کمال غصہ آیا غضب سے بدن تھرایا صبح بھی نہونے دی کچھہ رات باقی
تھی کہ اوسی دم زرہ بکتر خود چار آئینہ سے آراستہ ہو کر فیل مست پر سوار ہوا رزمگاہ مین آتے ہی
طبل جنگ بجوایا سوتون کو جگایا لڑائی ہونے لگی زورمندون مین طاقت آزمائی ہونے لگی بیدارون
سے مقابلہ ہوا جنپر نیند غالب تھی انھین خواب مرگ مین سولایا فوج نے بڑا دل کیا کہ ہزارون
کو جان سے مارا صدہا کو گھائل کیا مصنف جینگاریان تیغون سے اوڑائین کیفیتین جنگ
کی دکھائین * جھک جھک گئی گاؤ کی کمر بھی * رک رک گیا چرخ کینہ ور بھی * مرتے مرتے مخالف کی
فوج پراگندہ ہوئی دونون طرف قیامت کا شور ہوا وہ روز گویا روز رستخیز تھا اودھر کی تلوارین گرگئین
ہاتھون سے گرگئین ادھر کا لوہا تیز تھا آخر ایک زنگی نہایت زبردست قد و قامت مین شکل فیل مست
بدشکل دیو بچہ شاہ بدنہاد کا بھائی صورت مین قصائی شہزادہ سیہ فام کا چچا گرز گرانبار ہاتھہ مین
لیے کودتا اوچھلتا میدان مین نمودار ہوا اوسکی دہشت سے اگلی فوج کے چھکے چھوٹ گئے خائف
او ترسان ہر پیادہ اور سوار ہوا وہ مردود آتے ہی پکار ا بڑی آواز سے گرجا للکارا کہ ہے کوئی ایسا
جو میرا مقابلہ کرنے آئے جسے اپنی جان عزیز نہو وہ مجھسے مجادلہ کرے ادھر تو اوسکے خوف سے

لوگون کا پہلے ہی دم نکل رہا تھا منہ پر مردنی چھائی تھی چہرے کا رنگ بدل رہا تھا مگر بحکم بادشاہ
افسران سپاہ اور بہت سے خان بہادر جان نثار بڑے بڑے طاقت دار جو سنا پیچ منا نال اوٹھانے
والے مردون کی ہڈیون پر چوٹ لگانے والے میدان مین جاتے ذرا گھوڑے کو ایڑ لگاکے چمکا
دو دو ہلکہ کودا کے بیاسے تلوار بھاگ آنے کی گھات لگاتے مگر وہ کب چھوڑتا تھا ایک ایک کو چٹنا بنا لیتا
پلاؤ قورمہ کا مزا چکھا دیتا غرض جو اوسکے سامنے جاتا جیتا پھر کے نہ آتا اسی طرح دو پہر ہوگئی ہزارون
نعشین اوس بدمعاش کے ہاتھ سے خاک و خون مین غلطان ہوئین رسالون مین ہل چل پڑی تلنگے
ہراسان ہوئین بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر گھبرایا اپنی فوج کے سردارون سے فرمایا کہ یہ طرفہ ماجرا ہے
عجب مزا ہے جسے دیکھتا ہون ڈرا جاتا ہے بے مارے مرا جاتا ہے یہ سنکے فوج کے اور بھی پانون اکھڑ
لگے میدان مین جانے کے واسطے آپس مین تکرار ہوئی بحث کی گفتار ہوئی آپس مین بڑھا چڑھا کے
لڑنے لگے ایک نے کہا جائیے بہت شیخی مارتے تھے ذرا بڑھ کے تلوار لگائیے اوسنے کہا مین تو بہت
لڑا اب آپ کی باری ہے جانا ہو تو جائیے نہین جگہ خالی کیجئے ہتھیار کھول دیجئے کس کام کی یہ چھری
اور کٹاری ہے غرض آپس مین خانہ جنگی اور رد و بدل ہونے لگی سوارونکی عجیب شکل ہوئی طرق کے
طرق رسالے کے رسالے بھاگنے لگے پیدلون مین کھلبل ہوئی کوئی درد کا بہانہ کرکے کھڑے کھڑے
پیٹ پکڑکے بیٹھ گیا کسیکو مارے خوف کے دست آنے لگے بڑے بڑے تیر انداز اور پٹے باز لڑے
نہ بھڑے مگر زخمیون کی ڈولیون مین سوار ہو ہوکر جانے لگے جوانمردون کو تپ تیوریہ آنے لگے
مجروحان خنجر بیم سے دار الشفاء شاہی بھر گیا لڑائی کے نام سے لرزہ آیا خوف و ہراس سبکے دلون
مین اثر کر گیا غرض ہر شخص نے سرہانے سے مکتب فرار مین اوستاد خوف سے سرکنامہ کا سبق پڑھا
بادشاہ تنہا ہاتھی پر سوار رہ گئے جو دس پانچ سوار نمکخوار رہگئے وہ ایک ایک کا منہ تکتے رہے کوئی
آگے نہ بڑھا بادشاہ حیران تھا تفکر سے سر در گریبان تھا پڑے تردد مین تھا اوہ مشکل درپیش تھی پر
کے دانشمند مین تھا کہ آرام دل گھوڑا چمکاتا ہوا شہر کے دروازے سے نکلا بادشاہ ایک سوار کو یکہ و
تنہا ادیچی بنا ہوا اور میدان مین بیخوف و بیم آتا ہوا دیکھکر حیران ہوا سوچا کہ شاید مخالف نے دھوکا
دیکر شہر کے اندر کچھ فتور اوٹھایا ہے جو یہ سوار خبر دینے آیا ہے دل مین نہایت خوف سمایا زانو
پر ہاتھ مار کر تقدیر کی تمام شد زبان پر لایا فیلبان کو ہول کر چلنے کا اشارہ کیا کچھ تدبیر نہ بن آئی
بھاگنے کا ارادہ کیا آرام دل کسی طرف نہ متوجہ ہوا سیدھا تیر سا میدان مین جا پڑا اور
مقابل ہوتے ہی اوس دیو بچہ سے مبارز طلب ہوا بادشاہ یہ کیفیت دیکھکر ٹھہر گیا اور

اوس جوان رشک غلمان کی جوانی پر افسوس کرتا رہا وہ ملعون تو چپاٹ پر لگا ہوا تھا کسی
مارے تھے خان سے کہان مقابلہ ہوا تھا مرد بے ریشہ جو دیکھا لقمہ بے ریشہ تصور کر جھپٹا نسیم لکھنوی
بے ریشہ وہ طفل نوجوان تھا ❊ حلوا بے دود ھ بیگیان تھا ❊ پھر تڑپ کر للکارا اور وہی گرز گاو سر
آرام دل پر اس زور سے پھینک کر مارا کہ اگر وہ اپنی اوستادی سے خالی نہ دیتا تو ہڈیان پسلیان
ایک سرمہ ہو جاتین نیست و نابود ہوتا نشان زندگی مفقود ہوتا شہزادے نے گرز کی زد بچا کر اپنی
گھات لگا کر گھوڑے کو اوسی میدان مین گرد اوس شامت زدہ کے کاوہ پھیر انقطہ پرکار کی طرح
اوس زاویہ نشین دائرہ اجل کو بیچ مین گھیرا ایسا گھوڑا پھیرا وہ چکر کھا گیا کہ غور کر کے جو دیکھا تو
ایک شے مدور موہوم سی معلوم ہوتی تھی خیال اور تصور سے بھی نہ مفہوم ہوتی تھی وہ ملعون جو محصور
ہوا حیران ہو کر مینار کی طرح کھڑا رہ گیا متحیر ہوا آرام دل نے کاوا دیتے دیتے گھوڑے کو دبایا
گھوڑا ابھرایا وہ ملعون تھرایا پھر شہزادے نے گھوڑا جھپٹا کے اوس مردود کی پشت مین برچھا
مارا اور دھکا دیکر میخ کی طرح زمین سے اوٹھا لیا ایسا برچھا مارا کہ سینے کے پار ہو گیا وہ دوزخی
فی النار ہو گیا ع بود اسفل السافلین منزلش ❊ شاہ داراب ہاتھی پر سوار اوس رشک رستم



اور غیرت سہراب کی جوانمردی پر متحیر اور حیران کھڑا تھا دیکھنے والون کے ہوش تہ ان تھے فی الحقیقت
شہزادہ ایسا ہی لڑا تھا بادشاہ نے بہ فراست سمجھا کہ ہو نہو یہی شہزادہ آرام دل ہی جسکی جستجو

اور جسکے دیدار کی آرزو تھی یہ وہی رشک ماہ کامل ہے الغرض آرام دل نے اوسکی لاش پھینک کے
گھوڑا اوڑایا ولایتی کمر سے کھینچ کر صاعقہ کی طرح خرمن زندگانی عدو پر جا پڑا گھوڑا اڑا کا کے شمشیر برق
تڑپا کے جب سوار پر ہاتھ لگایا خود سر سے سینے کے کواڑ توڑ کر استخوان کے زینے سے پشت زین
پر اوتر آیا جب پیدل پیدل کے برابر آکر سر پر خنجر مارا اوسنے سر پر روکا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہوا ہر
صغیر و کبیر پناہ پیر الامان پکارا مارتے مارتے خون کا دریا بہا دیا ہر ناپاک لڑائی کے بکھیڑے سے
پاک ہوا دریائے خون مین نہا لیا پھر تو اوسکی تلوار کی آبداری کے سامنے کائی سی پھٹ گئی شاہ
روسیاہ کی قسمت اولٹ گئی سب اوسنے اور اعلے سوار اور پیادہ کچھ تو پیچھے اور کچھ آگے سرون پہ
پاؤن رکھکر بھاگے جو بھاگے وہ تیر دو پیکر کے ہدف ہو نشانہ ہوے جو مقابل آئے شمشیر دو دم سے
ملک عدم کو روانہ ہوے وزیر مارا گیا پیدل کام آئے شاہ کو اعراب دینے کا بھی سہارا گیا
آرام دل اٹھائی ہاتھ گھوڑا اوڑا کے شاہ کے روبرو لایا بادشاہ نے بھاگنے کا رخ
کیا مگر پیدلون کی ہلچل سے خانہ فرار بند پایا ذرا جو توقف کیا شہزادے نے گھوڑے سے
کود کر شاہ کا ہاتھ پکڑ لیا سبحان اللہ عجیب واردات ہوئی کہ شاہ کو پھر بھی بازی مین پیدل کی
کشت مات ہوئی شاہ دارا اب اسکی جوانمردی اور چالاکی سے متحیر ہوا حیرت سے ششدر ہوا
شہزادے کے قریب آیا ہاتھی سے اوتر کر گلے لگایا دست و بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا شہزادہ
سیہ فام اپنی شکست اور اپنے باپ کو قید دیکھکر مع فوج باقیماندہ و ہزیمت خوردہ اپنے ملک کی طرف
بھاگا شاہ روسیاہ اوسکا باپ آرام دل کے ہاتھ سے مارا گیا سر اوس خودسر کا تیغ دو پیکر سے
اوتار لیا جب مقصد دل حاصل ہوا بادشاہ مع شہزادہ مظفر و منصور قلعہ مین داخل ہوا دلربا نے جو
شہزادے کو مضطر دیکھا صنوبر سوختہ جگر جذبہ دل کا اثر دیکھا بہت آداب سے جھک کر سلام کیا اور دست بستہ
یہ کلام کیا کہ کیون حضور کچھ دل جلون کی بھی خبر ہے وعدہ وفا کیجیے گا یا یونہین دم دیجیے گا فرمائیے کیا
مد نظر ہے آرام دل مسکرایا بیگم صاحبہ نے محل مین بلایا گلے لگایا کئی خوان زر و جواہر کے نثار کیے
پھر بادشاہ باہر تشریف لائے دفتر خانے مین جا کر بخشی سے اہل سیف کی فہرست طلب فرما کر ایک
قلم سبکے نام پر قلم کھینچدیا اور افسرون کے لیے قتل کا حکم سنایا آرام دل نے عرض کی کہ حضور
غضب کرتے ہین بادشاہ بے لشکر گنبد بے در ہے اور ابھی تو صبح ظفر کی شام بھی نہین ہوئی چرخ
درپے کین ہے عدو در کمین ہے ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد * ابھی بڑا خطرہ ہے فوج کو موقوف
نہ کیجیے بلکہ سردارون کی تعریف کر کے اونکو انعام اور خلعت دیجیے بادشاہ نے شہزادے کی

دانشمند ہی پر تحسین کی یہ رائے بہت پسند آئی اوسکی تدبیر پر آفرین کی پھر دربار عام کیا افسرون کی
بڑی قدر و منزلت کی اس فتح مین اونکین کا نام کیا ہر ایک کو علی قدر مراتب خلعت گران بہا سے
سرفراز فرمایا اور سپاہیون کو بہت سا انعام دیا پھر نجومیون کو طلب فرمایا شادی کے واسطے اچھی
ساعت دیکھنے کو ارشاد کیا اونھون نے پوتھی کو کھولا جنس وصال کو میزان قیاس مین تولا بعضون
نے قرعہ پھینکا ہندسون اور شکلون کو ملایا پھر یکزبان عرض کیا کہ ایک برس شہزادے کا ستارہ اد
گردش مین ہے ابھی وصلت بیجا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہزادہ بلند اقبال پھر غائب ہو جاینگے
انکو ہر دم اپنی نظر کے سامنے رکھیے ان سے ایک لحظہ غفلت بیجا ہے بادشاہ نے انکو رخصت کیا اور
فرمایا کہ صدق اللہ وکذب المنجمون مگر شہزادے کو ہر دم پیش نظر رکھنے لگا اوسکے دیدار سے خرسند ہوا
ایک دم علیحدہ ہونے نہ دیتا نجومیون کے کہنے کے مطابق کاربند ہوا

داستان ملکہ حسن افروز کا موتی محل مین آنا اور آرام دل کی جدائی سے بے قرار ہونا پھر آرام دل کا آنا اور ملاقات سے ملکہ کی خجل و شرمسار ہونا

پلا ساقیا بادۂ ارغوان ٭ کہ پھر بزم کی اک لکھون داستان ٭ مرا یار ازبس ہے نازک دماغ ٭ وہی ہے
مرے دل کا چشم و چراغ ٭ جو ارشاد ہو وہ بجا لائیو ٭ جہانتک وہ مانگے دیے جائیو ٭ راقمان احوال
واماندگان و محرران کیفیت مہجوری دور افتادگان حال فراق اور وصال یون رقم کرتے ہین کہ جس
روز آرام دل ملک داراب کی طرف روانہ ہوا اوس رات کو حسب دستور وہ رشک حور مانی اور قمر النسا
کے ساتھ موتی محل مین تشریف لائی آرام دل کو جو نہ دیکھا گھبرائی مانی سے کہنے لگی مانی آج خلاف
معمول شہزادہ عالم کہان گئے ہین مانی نے کہا کیا خوب اب تمھارے واسطے وہ اپنے پانون مین بیڑیان
ڈالین عورتون کی طرح گھر مین بیٹھے رہین دروازے کے باہر قدم نہ نکالین لڑکی اتنی قید بندی مجھے پسند
نہین آتی ایسی محبت بھی میری بلا سے مجھے نہین بھاتی یہ سنکے ملکہ خاموش ہو رہی اور شہزادے کا
انتظار کرنے لگی کبھی دل مین یہ خیال آتا کہ سیمتن پری نہ اوڑا لے گئی ہو کبھی یہ وسواس جی مین سماتا کہ
ماشاء اللہ چشم بد دور رشک حور ہے کوئی اور پری نہ اوٹھا لے گئی ہو کبھی انھین باتون کا خیال کر کے
چپکے چپکے رونے لگی کبھی فرط انتظار سے بے قرار ہونے لگی آنسو جو گرے مانی نے کہا شہزادہ
جو اب تک نہین آیا تو اسلیے روتی ہو ملکہ نے جواب دیا کہ مانی اب بھی مین تمھارا کچھ لیتی ہون کچھ

کرنے کی تکلیف دیتی ہوں جو مجھے ستاتی ہو ناحق میرا جی جلاتی ہو حضرت **اسد اللہ خان**
غالب دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں ۔ روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین
ستائے کیوں ۔ جب وہ جمال دلفروز صورت مہر نیمروز ۔ آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے مین منہ چھپائے
کیوں ۔ آخر اسی انتظار اضطرار مین تمام رات گذر گئی بیتابی شب ہجر عاشق کی خبر اوس آرام دل
تک بوسیلہ نسیم سحر گئی ملکہ گل اندام ناکام بصد درد و آلام خاص محل مین آئی دیر تک متحیر رہی پھر اپنی
سے کہنے لگی کر دیکھو کیا طوطے چشم تھے کیا جلد آنکھین بدل گئے باوجود اس قید و بند کے پھر بھی نکل گئے
فرصت جو پائی خدا جانے کہاں تحمل کر گئے بھلا غور تو کرو کسی سے کیا دل لگا مین کون کون سے دکھ
سہین کس کس بات کو کہین آخر ہم بھی تو آدمی ہین کہاں تک بار غم اوٹھائین **میر تقی** اس عہد مین
الٰہی محبت کو کیا ہوا ۔ چھوڑا وفا کو اونسے مروت کو کیا ہوا ۔ **میر صاحب موصوف** فلک
نے عشق کی اب رہ مین ہمکو پیدا کر نہ بیابان سبزہ نورستہ پامال کیا ۔ یہ باتین کر کے ٹھنڈی
سانس بھر کے رونے لگی شبنم کا عرق جبین آنسوون سے بھگونے لگی قمر النسا نے کہا حضور قصور معاف
آپ کو تو نہ کچھ شعور ہے نہ فہم ہے یونہین ناحق بدگمانی ہے وہم ہے بھلا یہ تو سمجھیے اگر اونکو جانا ہوتا
تو پھر کیون اپنی سلطنت اور حکومت چھوڑ کر یہان آتے اگر آپکے عاشق نہوتے تو کیون آپ کی
طلب وصال مین ہزارون مشقتین اور لاکھون صدمے اوٹھاتے سیمتن پری اور صنوبر شہزادی
مل گئین تھین دو دو کے مالک ہوتے وہین نہ رہ جاتے یہ کہکر کچھ سوچی اور چور دروازے سے موتی محل
مین گئی دیر تک شہزادے کے آنے کی منتظر رہی آخر جب بہت توقف ہوا اور نہ کچھ خبر معلوم ہوئی نہ
شہزادہ اوس وقت تک آیا تو قمر النسا کے دل مین شک آیا غمگین پھر آئی ملکہ **حسن افروز** نے
فرمایا **جرات** غضب ہے یہ کہ جسکی عاشقی مین جی سے جاتے ہین ۔ تو وہ کہتا ہے اب تک ہم
محبت آزماتے ہین ۔ ہائے اللہ کسنے یہ تفرقہ ڈالا مین نے تو ابھی بھر نظر دیکھا بھی نہین
تھا کیون رے فلک کینہ ور تو نے یہ کب کا بچار نکالا **جرات** ۔ تنگ آئے ہین اس دل کے
بیچتاب سے ہم ۔ جو مرتے ہین تو چھٹین آہ اس عذاب سے ہم ۔ پھر قمر النسا سے کہنے لگی کیون ہمین
وہم تھا تمھارے نزدیک بیوقوف تھی کچھ نہ فہم تھا اب بتاؤ یہ کیا ہوا بیٹھے بٹھائے مجھپر آسمان ٹوٹ
پڑا ہائے یہ کیسا حشر برپا ہوا **جرات** دکھ جدائی کے ہمین تو نے دکھائے اے زیست ۔ کا شکے
وصل ہی مین جی سے گذر جاتے ہم ۔ قمر النسا نے کہا بیگم خدا کے واسطے گھبرائیے نہین شہزادہ
عالم انشاء اللہ تعالے جلد تشریف لاتے ہین یہ سب غم و الم خدا کے فضل و کرم سے دور

ہو جاتے ہیں ملکہ نے کہا ذوق موت ہی سے کچھ علاج درد فرقت ہو تو ہو ؀ غسل میت ہی
ہمارا غسل صحت ہو تو ہو ؀ القصہ ملکہ حسن افروز پھر از سر نو آتش فراق میں جلنے لگی شعلۂ عشق
سے گھل گھل کے شمع ساں پگھلنے لگی ہانی اور قمر النسا ہر چند تسکین دیتیں دلداری کرتیں اوس
سرگشتۂ بادیۂ حزن و ملال کی غمخواری کرتیں مگر وہاں آہ و فغاں سے کب فرصت تھی رات کو
شور مچایا ستون کو جگایا دل کو جیسے چپکے رکت تھی قمر النسا ہر روز موتی محل میں جاتی باغ حیات بخش
میں پریشان پھرتی اور مغموم پھیر کر چلی آتی بادشاہ نے جو شہزادے کے چلے جانے کا حال سنا بہت
متردد ہوا اوسی وقت جابجا ملک ملک ہر اقلیم میں اس مضمون کے شقے جاری کیے کہ جہاں شہزادہ
آرام دل ہو حاکم وہاں کا بجبر دریافت حال بکمال عز و جلال اپنے ہمراہ لیکر آئے اور حکم دیا کہ وزیر
ہر طرف سوار روانہ کرے اور آپ بھی جائے وزیر حسب الحکم عمل میں لایا وہاں آرام دل شاہ دارا
کے پاس رہتا فراق یار کے رنج سہتا تھا ایک دم جدا نہ ہونے پاتا تھا نہایت بے چین ہوتا سخت گھبرایا
تھا ایک شب شہزادہ شاہ داراب کے پلنگ کے برابر سوتا تھا سوتا کیا تھا منہ لپیٹے ہوے پڑا
تھا یہ کہتا تھا اور روتا تھا نسیم دہلوی بیٹھا ہوں سے لئے دل کے ڈالا ہے کس غضب میں ؀ پہلو
بدل رہے ہیں نالے کنار شب میں ؀ بادشاہ غافل سوتے تھے یہ تو منتظر وقت اور مترصد
فرصت تھا موقع پا کر اوٹھا اور بارہ دری کی ایک کھنچی ملیں جا کر اوسی عمل سے سفید دیو کو بلایا دیو آیا
آرام دل نے کہا مجھے جہاں سے لایا ہے وہاں پہونچا دے بیقرار ہوں جلد ملک جانان
دکھا دے دیو نے حسب الحکم نسیم لکھنوی کندھے پہ چڑھا کے مثل گیسو ؀ اوس گل کو اوڑا لایا
صورت بو ؀ شہزادے نے آنکھ بند کر کے پھر جو کھولی آپ کو باغ حیات بخش میں موتی محل کے
دروازے پر پایا دیو کو وہیں سے رخصت کیا اور آپ اندر محل میں تشریف لایا حسن اتفاق سے
اوس وقت قمر النسا بھی موتی محل میں آئی تھی شبیہ آرام دل کی جو طاق میں گلدستوں کے
بیچ میں رکھی ہوئی تھی دیکھکر رو رہی تھی ملکہ کے حال زار کو خیال کر کے بیقرار ہو رہی تھی کہ دفعتاً
آرام دل سامنے سے نظر آیا قمر النسا کو دیکھتے ہی آنکھیں نیچی کر لیں قمر النسا نے کہا حضور
تسلیم جو صبح کا بھولا شام کو گھر آئے تو اوسے بھولا نہیں کہتے بقول حضرت غالب اوسکو بھولا
نہ چاہیے کہنا ؀ صبح جو جائے اور آئے شام ؀ فرمایئے ایک ہفتے تک کہاں رہے آپ تو ماہ دو ہفتہ
ہیں ایک دو دن کا مضائقہ نہیں اتنے دن جو نظر نہیں آئے تو کہیے کس برج میں نہاں رہے
واللہ آپ کو ہم رہا تیں سننے کا مزا ہے لیے سنتے نہیں رہتے کچھ عجب لگا ہے یہ سنکر آرام دل

مسکرایا اور خاموش دالان مین چلا آیا قمر النسا وہان سے باغ باغ ملکہ حسن افروز کے پاس آئی
اور کہنے لگی حضور مبارک شہزادۂ عالم تشریف لائے دیکھنے کے واسطے آپ بے قرار تھین وہ آرام دل
آئے ملکہ نے کہا ہان وہ تو روز آتے ہین سب سر دست ایسی ہی خبرین سناتے ہین قمر النسا نے کہا
بیگم مجھے اپنی جان کی قسم شہزادۂ عالم آئے جب قمر النسا نے قسم کہائی تو ملکہ کو آرام دل کے آنے
پر یقین ہوا دل کو ذرا توانائی آئی شام ہوتے ہی قمر النسا کے ہمراہ موتی محل مین تشریف لائی وہ شب
کہ شب ماہ تھی آرام دل موتی محل مین بالائے بام سفید بادلے کے شامیانے کے نیچے سفید ابر
کے ٹکڑے مین مانند ماہ دو ہفتہ کے رونق افروز تھا سب سامان عشرت موجود تھا مگر بے یار چین دل سے
مفقود تھا منتظر آمد ملکہ حسن افروز تھا ملکہ کی پازیب کی آواز سنتے ہی بیتاب ہو کر استقبال کے واسطے
دروازے تک آیا ملکہ کو دیکھتے ہی بے اختیار قدموں پر سر رکھا پاؤن تک بلائین لین پھر ہاتھ
پلنگ کے مسند پر بٹھایا آپ چوپایہ پر بیٹھنے لگا ملکہ نے کہا صاحب میرا آپ سے ایک سوال ہے طبیعت
کو سخت ملال ہے پہلے اوس سوال کا جواب دیجیے تو پہر برابری اور ہمسری کا دعوی کیجیے.



یہ سنتے ہی آرام دل وہان سے اوٹھکر مقابل آ بیٹھا یار ستمگار کو پر غضب دیکھکر جینے سے
سر دست ہاتھ اوٹھا بیٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ جو ارشاد ہو غلام اوسکا جواب دے
خاکسار ایک ہفتہ غیر حاضر رہا ہے فرمایئے تو ایک ایک روز بلکہ ایک ایک ساعت کا حساب دے
ملکہ نے کہا دیکھا چور کی ڈاڑھی مین تنکا صاحب مجھے تمام عمر کے حساب و کتاب سے کیا مطلب

تھا کیون سوتے ہو اسکا کیا سبب ہین تو ایکبات پوچھتی ہون کہ آپ اتنے دنون کہان غائب رہے
آپ تو حاضر جواب ہین کچھہ گفتگو کیجیے اسکا جواب دیجیے آرام دل نے کہا مین شکار کو گیا تھا
صیدگاہ مین جو پہنچا ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا اٹھایا وہ بہت دور نکل گیا ہاتھہ نہ آیا مین پیچھا
دلدل مین پھنس گیا تھا گھوڑا اسپر سے گرا تھا مین زمین مین دھنس گیا تھا خدا نے مجھے وہان سے
نکالا ملکہ نے شہزادے کی یہ گفتگو سنکے قمر النسا سے کہا سچ ہے باجی انکی خبر لو دیکھو تو انکے دشمن بہکے
کیون ہین یہ کیا خبط ہے کہتے کچھ ہین منہ سے نکلتا کچھ ہے بھلا غور تو کرو انکے کلام مین کہین
بھی ربط ہے پھر شہزادے سے فرمایا کیون جی آج کیا شراب پی ہے جو ایسی بہکی بہکی باتین کرتے
ہو کیون کہو تو کیسا جی ہے شہزادے نے کہا بیٹے تو نہین پی مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمھین آج کچھ
نشا چڑھا ہی جو ہر بات مین الجھتی ہو میٹھے جوابات عرض کی اوسپر تمنے کس قدر طول دیا ہے
کچھہ نہین سمجھتی ہو مین تو عرض کرتا ہون کہ شکار کھیلنے گیا تھا قسمت مین مصیبت لکھی تھی اوسے
جھیلنے گیا تھا ملکہ نے کہا اچھا جو آپنے عرض کیا سچ ہے فرض کیا مگر اب تم سچے ہو تو حلف اوٹھاو
ہمارے سر کی قسم کھاو تب ہمین یقین آئیگا دل کو تسکین ہوگی خاطر جمع ہوگی شبہہ جاتا رہے جب ملکہ نے قسم
کے واسطے فرمایا تو آرام دل بہت گھبرایا چہرے کی ہوائین اوڑ گئین کھسیانی ہنسی ہنسنے لگا تحمل
ہوا تحمل نہ ہوا تا ہوا انکا بیکل ہوا یہ حال دیکھکر قمر النسا تو کچھ رکگئی مدعا کی طرف نہ آئی مگر ملکہ
حسن افروز فورًا پاگئی ہاتھہ پکڑکے کہنے لگی تمھین میری جان کی قسم سچ بتاو کہان گئے تھے
تم خاطر جمع رکھو ہم کچھہ نہ کہین گے سچ سچ کہدو جہان گئے تھے جب ملکہ نے ایسی شدید قسم دی تو [illegible]
کو بجز راستی کچھہ بن نہ آئی ناچار تمام احوال اپنا ملک داراب مین جانا شہزادہ سے قیام کے لڑنا اوسکے
باپ کا کھیت پڑنا اوسے شکست فاش دیکر بھگانا سب بیان کیا اور کہا کہ ہم تو بہت جلد آئے
آپ کا دل کیون رنجور ہوا یہ جو کہیے کہ بے اجازت ہمارے کیون گئے تو ہان البتہ یہ قصور ہوا
ملکہ حسن افروز یہ سنکر بڑے غضب مین آئی بید کی طرح کانپی تھرائی مگر غصہ کو ضبط کرکے کہنے
لگی کہ صاحب خوب کیا بہت اچھا کیا تم اونکے داماد تھے نجاتے تو کون جاتا اس وقت مین جانا
تمھین مناسب تھا اور رنج و الم کو جو کہو تو ہمین رنج کیا ہے یہ تمھاری غلط فہمی ہے اور ہمارا اونکی
الم کرنا عبث ہے کیونکہ کسی پر کسی کا زور چل سکتا ہے ہمارا تو پہلے ہی سے یہ ارادہ ہے کہ آپ سے
ترک ملاقات کرینگے ہزار منتین کیجیے گا مگر ہرگز نہ بات کرینگے اور یہ جو کوئی کہے کہ دل کیونکر مانیگا
اوس سے کیا کہو گی ہجر کے صدمے کیونکر سہو گی تو ہم اوسے بہلا لین گے اوس سے سمجھہ لین گے

اوسے سمجھا ہین گے رند پھینک دینگے اوسے ہم چیر کے پہلو اپنا ٭ ہم یہ تھا بوشہ ہین دل پہ تو ہو تھا لہو اپنا
آرام دل نے کہا دیکھو زبان سنبھالو بیہودہ کلمہ زبان سے نکالو اوس بیچارے شاہزادے نے اعتقاد
کیا کیا جو اوسکو گالیان دیتی ہو اوسکے فرشتے کیا کہتے ہونگے ناحق گناہ اپنے ذمے لیتی ہو وہ ملاقات
کے باب مین کیا کہا ذرا پھر کہنا تمھین میری جان کی قسم خاموش نہ رہنا ملکہ نے کہا ہان ہان مین سچ
کہتی ہون آپ میرا کیا کیجیے گا مین کیا بغیر کہے رہتی ہون اور مین تو یہ حیران ہون کہ آپ یہ
اس قدر کیون خوشی سے پھولے ہین ٭ ہر دفعہ جو دباتے ہین گلے سمجھکر دھمکاتے ہین تو کس
گھمنڈ پہ پھولے ہین **بیت** یون جو کرتے ہو ہر بلا دعوے ٭ آپ کا کہیے مجھسے کیا دعوے ٭
اور کیون تجھی سے کستا گالی دی جو تم اتنا بگڑتے ہو صنوبر کا کچھ اچھا تھا جو شیر کی طرح غرا کر اٹھتے ہو
خدا کے لیے قہر الہی سے ڈرو یہان ہرگز نہ ٹھہرونگی اسکے تو سر آج جن سوار ہے ہوا سے لڑتے
ہین بات بات مین بگڑتے ہین خدا جانے کیا اسرار ہے یہ کہا اور اٹھی اور شہزادے کو دو چار سخت
سست سنا کر بگڑ کر سینہ بنا کر چلی **آرام دل** ہاتھ جوڑ کر قدمون پر گر پڑا اور نے اوٹھا لیا نے کہا سبحان اللہ
رو رو کے ڈراتے ہو ماشاء اللہ بگڑے کو بناتے ہو لو بس تو صاحب اب دل کی صفائی بخیر سے آئینہ
گلستان وصال مین شادان رہے اب دیکھیے بوستان فراق مین عجب سیر ہے غرض دیر تک یہی
کیفیت رہی بیہوش پڑی رہین اور دھر غشی کی حالت رہی آخر عاشق کو کہان تک صبر ہو پاس آکر نے دل
چیر ہو ملکہ نے پاس آکر عاشق جانباز کا سر اوٹھا کر اپنے زانو پر رکھا ماتھے پر ہاتھ رکھکر کمال نخرے سے ملنے
لگی زلف معنبر سونگھانے لگی کف دست حنائی جو پیشانی مریض عشق پر گئی صندل کا کام کر گئی ہاتھ
لگاتے ہی درد سر دور ہوا دل بادۂ انبساط سے مسرور ہوا شہزادے کو ہوش آیا گھبرا کر اوٹھ بیٹھا
مگر خجالت سے سر جھکا لیا ملکہ نے فرمایا **نسیم لکھنوی** کیا کہتی ہے ٭ ہمین ادھر تو دیکھو ٭ میری طرف
اک نظر تو دیکھو ٭ ہے یا یہ نہین خطا تمھاری ٭ فرمائیے کیا سزا تمھاری ٭ **آرام دل** نے
کی عرض رضا ہے جو خوشی ہو ٭ عاشق کی سزا جو تجھکو بھی ہو ٭ مشکین زلفون سے شکین کسوا دو ٭
کالے ناگون سے مجھکو ڈسوا دو ٭ تلوار سے قتل ہو جو منظور ٭ ابرو کے اشارے سے کرو چور ٭
زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو ٭ اپنے دل تنگ مین جگہ دو ٭ الغرض پھر باہم دور ساغر الفت چلنے لگا
وصال طالب و مطلوب سے فلک سفلی جلنے لگا رات بھر جشن رہا صبح ہوتے ہی ملکہ روانہ ہوئی
رات کی کیفیت سب قصہ ہوئی فسانہ ہوئی شہزادہ شاہ کی ملازمت کے واسطے گیا بادشاہ نے
آرام دل کو دیکھا کمال مسرور ہوا شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سینہ سے لگا لیا اور فرمایا کہ سن

گئے تھے آرام دل نے عرض کیا کہ فدوی بعد عرصہ کے شکار کھیلنے گیا تھا صیدگاہ مین جو طبیعت لگ گئی چند روز تک شکار کھیلتا رہا آخر مفارقت قدوم میمنت لزوم سے جی بیچین ہوا گھبرایا اور کوچ دم کوچ کیا کل اس شہر مین داخل ہوا آج حضور مین حاضر ہوا غرض آرام دل نے اپنی چرب زبانی سے کچھ جھوٹھ کچھ سچ ملا کر شاہ کی تسکین کردی پھر دیر تک باب گفتگو وا رہا در تقریر کھلا رہا جب دربار برخاست ہوا شہزادہ موتی محل مین تشریف لایا مدام بادۂ انبساط سے مخمور بامید شادی اور وصال شہزادی مسرور رہنے لگا

غائب ہوجانا ملکہ حسن افروز کا اور گرفتار ہونا دام کرناس دیو ستمگار مین اور روانہ ہونا آرام دل کا تلاش جانان مین اوسی حالت اضطرار مین

ندے ساقیا مجھکو جام شراب * بس اب پھینک دے یہ گزک اور کباب * تمنا رہے اب تو بالکل نہین * ذرا بھی مجھے خواہش دل نہین * فلک سفلہ پرور ستانے لگا * مرا یار مجھسے چھٹوانے لگا * عجب طرح کا ماجرا ہے سخن * کیا عاجز اسنے بقول حسن * یہ دو دل کو یکجا سمجھتا نہین * کسیکا اسے وصل بھاتا نہین * مصائب نگاران جگر افگار و جگر فگاران مصائب نگار لکھتے ہین کہ ایک شب وہ غیرت ماہ یعنے ملکہ حسن افروز دیباچہ اپنی محرم راز قمر النسا کے ہمراہ شہزادہ آرام دل بدر کامل کے پاس تشریف لائی چاندنی رات کی کیفیت تھی دو تین روز کے بعد ملاقات ہوئی تھی وہ صحبت غنیمت تھی کچھ جی مین جو آیا ملکہ نے شہزادے سے فرمایا رند آجکی رات جو تو مہ سے مقابل ہوجاسکے چاندنی ہیٹی ہو دھلوانے کے قابل ہوجاے * تا گلستان سنبل الطیب کے تختے سے جو خوشبو آئی شہزادے کے مشام کو معطر کیا آرام دل نے کیا خوب جواب دیا جبر مرحوم ہو تری زلف کی گرد اوس سے مقابل ہوجاے * مشک مادر بخطا سے کہنے کے قابل ہوجاے * پھر ملکہ نے کہا جی چاہتا ہے اس وقت کوٹھے پر سے نظارۂ شہر کرین شہزادے نے کہا بسم اللہ ع صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست * الغرض ملکہ مع شہزادہ و قمر النسا اور چند خواصون کو ہمراہ لیکر بالاے بام آئی چاندنی کی کیفیت دیکھکر کمال مسرور ہوئی اور فرط سرور سے شہزادے کی طرف مخاطب ہوکر یہ اشعار زبان پر لائی لا ادرے دیکھنے نکلا جو تو خورشید منظر چاندنی * دھوپ سے بھی ہے چمک مین آج بہتر چاندنی * کیمیا گر ہے فروغ

آفتاب حسن یار ٭ دھوپ سونیکا ورق چاندی کا تہر چاندنی ٭ پھر ملکہ شہزادے کا ہاتھہ پکڑ کے زیر شامیانہ زرتاب مسند زرین پر جا بیٹھی باغ حیات بخش اور نہر کی سیر کر کے دلشاد ہوئی ذہن جو لڑا تو یہ غزل برمحل طبع زاد ہوئی **مصنف**

اوسکو پریون کے نہ جھرمٹ مین ٹہلتے دیکھا
اپنا مطلب نہ کبھی تم سے نکلتے دیکھا
ناز و انداز سے شاید اوسے چلتے دیکھا
کبھی پانی اوسے دیکھا کبھی جلتے دیکھا
طفل اشک آج اسی ضد پہ مچلتے دیکھا
کبھی گلتے کبھی جلتے کبھی ڈھلتے دیکھا

اور ملکہ سے مخاطب ہو کر پڑھی **مصنف**

دم مسیحا کا ترے در پہ نکلتے دیکھا
تکے سیکڑون انداز بدلتے دیکھا
اپنا بس تجھپہ کسی آن نہ چلتے دیکھا
جو گرا آنکھون سے تیری نہ سنبھلتے دیکھا
تو بے پروا ہے کوئی آنکھون سے جلتے دیکھا
تمکو اے جان جو کوٹھے پہ ٹہلتے دیکھا

جتنے اے جان تجھے گلشن مین ٹہلتے دیکھا
نالہاے سحری دھوم تو کرتے ہو ولے
کبک پامال خرام بت طناز ہوا
دل کا احوال کہون کیا کہ تپ فرقت سے
یہی کہتا ہے نہ چھوڑونگا مین ہرگز دامن
پیش شمع رخ جانان دل پر غم اپنا

شہزادے نے بھی ایک غزل بے بدل برجستہ کہی

آگیا جو ترے کوچے مین نہ ٹلتے دیکھا
مطلب عاشق صادق پہ سمجھے اے شہ حسن
میرے قابو مین کسی روز نہ آیا تو یار
تو نے پھیری نظر اپنی تو پھرا اوس سے جہان
اب تو عشاق کی جانبازی کا لا دل مین یقین
آج بر آئی تمناے **سخن** مدت مین

غرض اسی طرح باعیش و طرب زلف لیلاے شب تا کمر گیتی پیٹنے اینعت شب گذر گئی خمار بادہ نشاط کا اوتار ہوا فلک ستمگار درپے آزار ہوا اتفاقاً اوس وقت ایک طرف سے بالا بالا کسی دیو کا گذر ہوا ظہور شعبدہ فلک کینہ ور ہوا اوسنے ایک پری نازنین قیامت زہرہ جبین دیکھی قدرت خداے رب العالمین دیکھی دیکھتے ہی خنجر عشق کا گھائل ہوا عاشق ہو گیا بسمل ہوا شہزادے کو پہلو مین بیٹھا دیکھکر جل گیا بے خود ہوا اپنے جامے سے باہر نکل گیا غصے سے شہزادے پر جھپٹا اور خنجر آبدار کمر سے کھینچ کر مارا اگرچہ برکت انگشتری طلائی **آرام دل** محفوظ رہا خنجر جو کارگر نہوا تو وہ ملعون بڑے زور سے للکارا ملکہ وہ آواز ہولناک سنکر لرز گئی خوف سے شہزادے کے پیچھے ہو بیٹھی ہوش و حواس کھو بیٹھی ٭ **آرام دل** بھی ایک آواز ہولناک سنکر اور بظاہر کسیکو نہ دیکھکر پریشان ہوا بہت ہراسان ہوا جب اوس مردود کا شہزادے پر کسی طرح بس نہ چلا تو غصے سے لال ہو گیا بہت جلا

جھنجھلا کر ملکہ کو معلق اٹھا لیا اور کندھے پر چڑھا شور و غل کرتا ہوا ہوا ہوا آرام دل ملکہ حسن افروز
کو دفعتاً غائب دیکھ کر گھبرایا بے حواس ہوگیا قمر النسا ہائے بیگم کہہ کر سب پکار اٹھے تو سکتا ہوا
خواصیں پیٹنے لگیں محل میں کہرام ہوا غرق دریائے الم ماتم تمام ہوا یہاں یہ حال سنکر غش ہوئی
ہوش و حواس بجا نہ رہے مہر حسن کلیجہ پکڑ کر وہ تو بس رہ گئی ٭ کل کی طرح سے بکس رہ گئی ٭
بادشاہ کو جو یہ خبر وحشت اثر پہنچی بہ جوش غم سے بیتاب ہوگئے کلیجے پر صدمہ پہنچا غش کھا کر زمین پر گر پڑے
آرام دل کہ روتے روتے بیہوش ہوگیا تھا ہوش میں جو آیا تو بصد حسرت و یاس یہ اشعار
زبان پر لایا جرأت کچھ ایسا گر گیا بیہوش جانا ہم کو جانان کا ٭ نہیں کچھ ہوش ہے دل کا نہ دل کو
ہوش ہے جان کا ٭ وله ٭ جی کو دل کی خبر ہے نہ دل کو جی کی خبر ٭ ترے بغیر کسی کو نہیں کسی کی خبر ٭
یہ کہہ کر گریبان چاک کیا رعنائی اور زیبائی کا بکھیڑا پاک کیا ہائے تنگ ہوا بے یار زیبائش کے
نام سے تنگ ہوا پھر ہاتھ جانے لگا گریبان تک ٭ چاک کے پاؤں پہنچے دامان تک ٭ نسیم
لکھنوی ٭ یکچند جو گذری بے خور و خواب ٭ زائل ہوئی اوسکی طاقت و تاب ٭ صورت میں خیال
رہ گیا وہ ٭ ہیئت میں مثال رہ گیا وہ ٭ آنے لگے بیٹھے بیٹھے چکر ٭ فانوس خیال بن گیا گھر ٭ جامے
سے وہ زندگی کے تھا تنگ ٭ کپڑوں کے عوض بدلتا تھا رنگ ٭ فلک کج رفتار کی ستمگاری یہ
ہنسا دیس بدیس پھرنے کے لیے فقیرانہ بھیس کیا کھیس کا تہ بند باندھا اوپر لنگوٹ کسا سر فروشی
کی گدڑی کندھے پر درست کی طلب دلدار میں کمر ہمت چست کی کاسۂ سر ہاتھ میں لیا ضعف اور ناتوانی
کو عصائے پیری سمجھا حضرت عشق کو ہادی اور رہنما کیا محبوب سے لو لگائی مجذوب ہو کر دلشاد ہوا
راہ عشق میں سالک ہوا غم دنیا سے آزاد ہوا در دلدار کی خاک بدن میں ملی آتش عشق کی جلی ہوئی



ٹڈیون کو ہاتھ مین پیسکر پہرا اونپر چھپیٹ ... کی جو گی ہوے کسی جوگی نے اشکون
کی سیلی گلے مین ڈالی اسنے غزال ... کی ... کا پشتارا باندہا زلف رسا کی جٹا کر
لٹکائی سوزش دردولی کی دھونی رمائی ... کی راہ لی فقرات جین در
تہنیت عاطلہ حاصل کار آرام دل ... الم اور صرصر دار آوارہ عالم ہوا اسد اللہ
ہوس طرہ طرار ... حرص وصل ... ساحر وہر ... مدعا وصال معدوم
رہا گو کہ اوس ... آرام دل ... کا عالم ... اوسکو وہ کہ ... کسی کو
محال ہوا دل ... کا گل کہا ... اوس ... کبھی گم کردہ
کو صحرا کوہ اور کوہ صحرا ... ہوا سر وصال ... کو دوستی کا سو
حاصل ... آرام دل ... سرور کار ہوا
کہ روح کو صدمہ ہوا دل ... کا کام کو بخشا آہ کا دل
اور ... صدمہ ... الم کو ... احوال آرام دل
صحرا گرد کا معلوم ہوا ... صدمہ کمال ہوا دل کو ... ہوا سر صدمہ کوش دو
ملول ہر دل ہوا مہر و ماہ گم ہو کر ... الم ... گم ... ملول اور
اوداس ... کو ... کا گل ... ماکول ... الم ہوا کہ وہ ماہ ماہ
محرم الحرام ہوا کہ ... کا گل ... الم کا گل ... کا ... کا احوال
ہوا کمال صدمہ ہوا ملال ہوا ... دوسرا ادھر آہ آہ کر کے دم کھویا محل آرام
آگاہ ہوا ملک ملک اسکا حال معلوم ہوا ... آگاہ ہوا کہ کلک عطارد کردار اس ... سطر
کو لکھکر ... ہوا ... سواد کو ... ہوا سردار کو سرکار والا کا حکم ہوا کہ ملکہ اور
آرام دل کو سرطرح لاؤ والا ... صمصام کا ... وہ آگاہ ہو کر آمادہ ہوا سوار ہوا اور ایک سوار
رہبر وہ ملک کا دل دادہ ہوا

پہر مذکور اوس رنجور دوراز سرور یعنی ملکہ حسن افروز سراپا گداز ہمہ تن
سوز رشک حور کا دیو کے پاس کالیجانا کوہ البرز پر پہونچانا اور اوس گرفتار
پنجۂ الم کا بے قرار ہونا اور تلملانا

اوٹھا ساقیا جام مینا سے زرد ÷ پلا دے وہ مے جس میں ہو دور درد ÷ پلا دے اگر ایسی مے ہے
کہیں ÷ دگر نہ کچھ اسکی بھی خواہش نہیں ÷ محبت میں خون جگر پیتے ہیں ÷ گزک لخت دل کھاکے
ہم جیتے ہیں ÷ قلم پر درد سر و کلک چاک جگر احوال ملکہ حسن افروز سراپا اندوہ ہمہ تن سوز کا یوں
تحریر کرتا ہے کہ جب ملکہ جگر افگار کو وہ دیو ستمگار شہزادے کے پہلو سے جدا کر اور اوس گلبدن
کو پھول کی طرح اوٹھا کر لیجا ملکہ نے ایسی صورت منحوس تو کبھی دیکھی نہ تھی بیک نگاہ بیہوش ہوئی
سر و پا کی مطلق خبر نہ رہی شراب غفلت سے مدہوش ہو گئی نسیم لکھنوی حیرت چھائی تو کھو گئی
وہ ÷ غفلت آئی تو سو گئی وہ ÷ کرناس لنناس نے ملکہ بے آس کو سراپا یاس بیچین اوداس
کو کوہ البرز لیجا کر دالان میں لٹا دیا اور آپ پاس بیٹھکر ملکہ سے باتیں کرنے لگا وہ کدھر ہوشی
اور ہوشیاری کیا جانے بقول شخصے ع چہ داند بوزنہ لذات ادرک ÷ ملکہ نے جو کچھ جواب نہ دیا
تو ہاتھ پکڑ کے اوٹھایا بٹھایا جب آنکھہ نہ کھولی تو پھر لٹایا اور سوچا کہ یہ تازہ گرفتار ہے اپنے
ماں باپ کی مفارقت سے بے قرار ہے ابھی نہ ستانا چاہیے پھر ملکہ کو تنہا چھوڑ آپ حسب معمول
سیر و شکار کو روانہ ہوا یہاں بلبل زار کا گل سے چھوٹ کر گلستان سراسر خار ہمہ آزار میں شجر الم پر آشیانہ
ہوا ملکہ کو جو ہوش آیا آپ کو کنج مزار میں پایا سوزش دروں سے کلیجہ جلنے لگا گھبراہٹ سے دم نکلنے لگا
ابر غم کشت زار عیش و نشاط پر گھر آیا دل نے برق کی تڑپ دکھائی رعد کی طرح شور مچایا خوف کے مارے
دل کھول کے رو بھی نہ سکی نالہاے دل نالاں گلے میں پھنس گئے گرفتار پنجۂ دیو کرناس ہوئی دلبر کے
وصال سے یاس ہوئی دیواروں سے سر ٹکرایا ماہی بے آب کی طرح تڑپی بے قرار ہوئی عندلیب روح
قفس تن میں پھڑکنے لگی خوف سے چھاتی دھڑکنے لگی اپنے گلبدن رشک مسیحا سے جدا ہو کر بیمار ہوئی
وقف صد آزار ہوئی اپنی بیکسی اور بربادی پر زار زار رونے لگی زندگی سے ہاتھ اوٹھایا تڑپ
تڑپ کے جان کھونے لگی کبھی گھبرا کر اوٹھی ٹھوکر جو لگی منہ کی کھائی کبھی کلیجے پر ہاتھ رکھا بیقرار
ایسے اشعار زبان پر لائی **حضرت اسد اللہ خان غالب** یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال
یار ہوتا ÷ اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا ÷ کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیم کش کو ÷
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا ÷ رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا ÷ جسے غم سمجھ
رہے ہیں یہ اگر شرار ہوتا ÷ کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے ÷ مجھے کیا برا تھا مرنا
اگر ایک بار ہوتا ÷ ہوے مر کے ہم جو رسوا ہوے کیوں نہ غرق دریا ÷ نہ کبھی جنازہ اوٹھتا نہ کہیں
مزار ہوتا ÷ کبھی اپنے آرام دل راحت جان کو یاد کیا [illegible]

سر پر خاک ڈالی آپ کو برباد کیا کبھی اپنی تنہائی اور بیکسی سے ہراسان ہوئی گھبرائی کبھی اشکبار ہو کر
فراق یار مین بیقرار ہو کر یہ غزل ارشاد فرمائی **نواب سید محمد خان رند** بیان نالہ سرد و آہ
مین اپنے اثر نہین ❊ او ستمگر تجھے کبھی ہماری خبر نہین ❊ حیرت کا ہی مقام تعجب کی جا ہے ہی ❊ اس
دہر مین کسیکو کسیکی خبر نہین ❊ ایام التیام بذیری کے جا چکے ❊ ناسور اب تو ہو گیا داغ جگر نہین ❊
پہونچائے اوسکو کون خبر میرے حال کی ❊ ہمدم نہین شفیق نہین نامہ بر نہین ❊ لِلّٰہ عار غافلہ تجاہل ہی یار کو
کیونکر کہون کہ حال کی میرے خبر نہین ❊ کبھی درد جدائی سے بیقرار ہوتی یہ کہتی اور زار زار روتی رنج کہان
سے لائین اب اوسکو جو ہمکنار کرین ❊ تسلی کیا تری او جان بیقرار کرین ❊ الٰہی کیا کرون کہان آن پڑی اس موذی کے
ہاتھ سے کیونکر نجات پاؤنگی خدایا کس مصیبت مین جان پڑی ملک چھوٹا مان باپ سے جدائی ہوئی فراق محبوب میں صال
نا مرغوب ہے دم نکلا جاتا ہی دیو کی صورت دیکھ کے خوف آتا ہے ملعون کے پھندے مین گرفتار ہون موت بھی نہین آتی جان
سے بیزار ہون افسوس کیا تھا اور کیا ہوگیا کیون پروردگار یہ کیا شان کبریائی ہوئی **میر حسن**
فلک نے تو اتنا ہنسایا نہ تھا ❊ کہ جسکے عوض یون رلانے لگا ❊ آہ مجھسا بھی بدنصیب کوئی
بشر نہوگا اور جیسا میرا دل ہے ویسا بھی کسیکا جگر نہوگا **حضرت غالب** میری قسمت مین غم
گر اتنا تھا ❊ دل بھی یارب کئی دیے ہوتے ❊ غرض اسی طرح روتے روتے جان سے بیزار ہو گئی
تب غم نے آ دبایا رشک مسیحا کے الم مین بیمار ہوئی اس عرصے مین وہ سفاک ناپاک آیا ملکہ نے
مغرور جو دیکھا بیہوش آیا وہ بدذات ابلیس صفات ملکہ کے قریب آیا اور زبردستی ہوش مین لایا
ملکہ جو ہوشیار ہوئی حضرت عزرائیل کو بالین پر موجود پایا راضی برضائے پروردگار ہوئی دل مین سوچی
کہ ہماری تقدیر مین یہی لکھا تھا یہی ہونا تھا مدام رنج و آلام مین رہنا تھا تمام عمر رونا تھا خیر شکر ہے لیکن
اب وہ تدبیر کرو کہ اس موذی کے ہاتھ سے جان بھی بچے اور آبرو بھی رہے یہ سوچ سمجھکر دیو سے کہنے
لگی کہ تم ہمین تنہا چھوڑ صبح سے کہان گئے تھے اور جو ہمین کوئی اور لیجاتا تو تم کیا کرتے آخر یہی ہوتا
کہ میرے فراق مین اور اوسکے آتش رشک مین جل مرتے دیو مرغی کا یہ میٹھی میٹھی باتین سنکر شہد
کی چھری سے مذبوح ہوا بسمل ہوا خنجر عشق کا گھائل ہوا بولا کسی کا کیا مقدور جو تمکو بھر نظر دیکھے اگر
دیکھے تو اوسی دم قلم اپنا سر دیکھے اس بات سے تم اطمینان رکھو طبیعت اپنی نہ پریشان رکھو مگر
بغیر وصال اب حال غیر ہے شراب عشق سے مخمور ہین شیشۂ دل چور تمھارے بغیر ہے ملکہ **حسن افروز**
نے کہا پانچ چار روز سے ہم بیمار ہین اس سبب سے ناچار ہین ایک مہینا توقف کرو ایسے کیون گھبرا
ہو تمھین کیا خیال ہے ہم تو تمھارے پاس موجود ہین پھر وصال کیا امر محال ہے اور ہم تو مدت سے

تمھارے عاشق زار تھے جدائی سے بیقرار تھے دیو عشق کا نام سنکر اور بھی شاد ہوا کہنے لگا کہ اچھا
ہم تا صحت آپ سے نہ بولینگے یہ سنا اور الگ مکان مین جا در گور ہوا یہان پھر وہی گریہ و نالہ تھا
شب اور بیقراری پھر وہی نالون کا شور ہوا تمام رات اسی طرح بسر ہوئی خدا خدا کر کے سحر ہوئی
صبح اوٹھتے ہی روانہ ہوا غم و الم نے ملکہ کو پھر آ گھیرے ہاتھون دیا مرغ سحر نے اذان دی
آواز لگائی صبح کیا ہوئی گویا قیامت آئی داغ جنون کا حساب ہونے لگا
لگے نامۂ اعمال دل بیقرار اور چشم اشکبار میزان امتحان مین تلنے لگے عشق کے گنہگار
عذاب ہونے لگا القصہ کبھی کبھی دیو نابکار آتا دو ایک ساعت ملکہ کے پاس کھڑا تا پھر چلا جاتا
ملکہ حسن افروز رو رو کے دن بسر کرتی رات کو تارے گن گن کر سحر کرتی آرام دل کے
کی مدام منتظر رہتی فراق کے صدمے سہتی اوسکے انتظار مین ہمہ وقت دروازے کو تکتی جب راہ
دیکھتے دیکھتے دم گھبرا جاتا جوش جنون سے کلیجہ منہ کو آتا دیوانون کی طرح بکتی اسی طرح چند روز گذر گئے
مہینا قریب الاختتام ہوا اس عرصے مین کسی مرتے جیتے نے خبر نہ لی ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا آلام ہوا
شب و روز بدرگاہ مجیب الدعوات اپنے حفظ آبرو کی التجا کرتی اپنی بیکسی اور بے نصیبی پر زار زار روتی
لیل و نہار آہ و بکا کرتی **ذوق** گر شرح جنون تجھے رقم اور زیادہ + ہو چاک ابھی جیب قلم اور زیادہ

معلوم ہونا احوال دستبردی کرنا سفید دیو بدنظر کا اور فوج کشی کرنا پدر ملکہ حسن افروز
حور منظر کا پھر آوارگی آرام دل مصیبت زدہ روزگار ملاقات پیر مرد خجستہ خصال
پھر بعنایات جامع المتفرقین او توجہ باطنی درویش کامل ملاقات ملکہ حسن افروز حور شمائل
پھر دیو کی لڑائی اوسکو جہنم مین پہونچانا اور ملکہ حسن افروز کو فارس مین لانا

پلا ساقیا ساغر غم زدا + کہ فرقت سے ہے حال ابتر مرا + پھنسا پنجۂ دیو غم مین ہی دل + شب و روز
رہتا ہون مین مضمحل + مدد کر مری ساغر عیش سے + رہائی ہوتا دام غم سے مجھے + نہ کیونکر ہو دل شاد
اور با سرور + کہ ہے بعد محنت کے راحت ضرور + سیاحان ملک معانی و رہ نوردان صحرائے خوش بیانی
احوال آوارگان دشت ادبار یعنی نادیدہ شاہد مدعا اور ستم رسیدگان روزگار کا یون لکھتے ہین
کہ جب ملکہ حسن افروز حور شمائل اور شہزادۂ آرام دل دونون غائب ہوے شاہ فارس
کو رنج ہوے تعجب ہوے انکے غائب ہونے مین عقلا ذہن لڑاتے تھے مگر مدعا کی طرف اصلا

نہین جانتے تھے کہ صورت خوب جہان کو مرغوب ہے حسین عالم کا محبوب ہے دیو تو کیا پری
بھی دیوانی ہے اگرچہ حسن مین لاثانی ہے طلسم جہان مین یہی کارخانہ ہے جن و بشر پر موقوف
نہین یہ طبیعت کا آجانا ہے غرض بادشاہ اپنی فکر مین حیران تھے عقلا وزرا پریشان تھے کہ
ایک خواص نے شاہ کے حضور مین عرض کی کہ غلام علم رمل اور نجوم مین خوب ماہر ہے حال ماضی
اور استقبال اور اب جو مرشد زادی پر گذر رہا ہے وہ سب تابعدار پر ظاہر ہے ایک دیو کہ اسکا نام
کوہ البرز ہے کہ وہ پہاڑ یہان سے دس منزل جانب مشرق ہے شہزادی کو لیگیا ہے ہم سے کیا رنج
والم دے گیا ہے اوس پہاڑ پر اوسکا ایک مکان عیش و نشاط کا سامان ہے یہ سنتے ہی شاہ
نے اوسی دم وزیر اعظم کو با فوج جرار کوہ البرز کی طرف روانہ کیا اور آپ بیقرار ہوکر بار بار بدرگاہ
قاضی الحاجات دعا کرتا فقرا اہل اللہ صاحب دل لوگون سے اپنی التجا کرتا سطرے چند در
صنعت مقطع الحروف آرام دل دل دادہ وارث[1] دادرس رہ رو راہ ذوق
دور رو دود آرام رم اثر درد دم آزردہ دل رنج زرد راز دار درد دل داغ آزردہ آواز زاغ زاری
دل از دو رکے دل ذرہ ذرہ ودودی دل آرام دل آزار دل آرام دل اعدار وزن[2] راہ رو در
وادی ذوق و امداد داد از درد دوری داد داد وراے دل روح رو آزار آوارہ وادی در در وان[3]
دو در روان وار آہ دل دو زآب[4] رد رد وزی روزہ[5] روز فقیرانہ بھیس کیے تن تنہا آہ و بکا کرتا چلا جاتا
تھا ایک روز علی الصباح ایک صحراے وسیع مین گذر ہوا شہزادہ سخت متحیر ہوا دیکھا کہ بیابان
فراخ چون صفحہ آسمان ہے مگر کہین کسی انسان یا درخت کا پتا نہین صاف میدان ہے جاڑے
کی یہ شدت ہے کہ کھیت کے کھیت اودھر پڑے ہین کہین لب جو دو چار جانور آبی ہین
مارے سردی کے اینٹھہ رہے ہین اکڑے پڑے ہین جو ایک آدھ ارنڈ کا درخت ہے اوسی جاڑے
سے جو پالا پڑا ہے اوپر سے نیچے تک گلا ہے اندر سے باہر تک سڑا ہے رات کو آسمان سے برف
گری ہے زمین طبقہ زمہریر ہے اس جنگل مین لطف صحراے کشمیر ہے کھیت کی جو کیاری دیکھی
کھیتے کی کیاری ہی پائی ہے گو یہین کو جو بغور دیکھا تو ثابت ہوا کہ کسی دہقانی برف والے نے اپنی
جھیل قفلی مین پانی کی برف جمائی ہے صبح کا وقت سرد سرد ہوا جاڑے کی یہ شدت اوسپر طرہ یہ کہ
شاہ صاحب کے تن پر کپڑا نہ پانون مین جوتا فقط ایک لنگی اوسپر لنگوٹ ایام سردی مین خصوصا
صحرا نوردی مین بھلا اوسکی کیا اوٹ شہزادہ مارے سردی کے بیچین ہوا قدم بڑھایا سردی
سے کانپنے لگا آگے بڑھتے ہی قدم اکھڑ گیا تیرا لے کی ہوا تیر سی لگنے لگی آتش غم دونی سلگنے لگی

---

[1] وارث وادرس مراد
از ملکہ حسن افروز
دختر شاہ ۱۲
[2] وزن بمعنے نظم کہ مصنف موزون کردہ ۱۲
[3] روان اسے جان ۱۲
[4] آب و رنگ مراد از ذات ۱۲
[5] روزہ روز بمعنے فاقہ مست

شکم مین دار الفتور کا دفعتہً زوال کیا ہر ہر استخوان ہیزم کی طرح جلنے لگا آہ کے ہمراہ پیچ و تاب کھا کھا کے
دھوان نکلنے لگا دانت گرمی سے بجنے لگے لب یاقوت سے نیلم ہوے عارض انور کو ہمرنگ برگ گل تر تھے
مرجھانے لگے گویا سہ برگ سوسن ہوے ہاتھ پاؤن ٹھنڈے ہوگئے تھے اونگلیان ٹھٹھری جاتی تھین جو جاڑا
نقل سے باہر نکلتی تھین پاس گڑگڑاتے تھے جاڑے سے نیند ترا سنے کی گرمی کا مزا اٹھا لطف تو تھا دے جان کڑا
کرتا کچھ بعد آگے بڑھتا تھا آبلہ پا کی صحرائیان ریگ بیابان کے شورے مین جلتی تھین جب مجمر فلک
مین آفتاب نہیں انگارہ روشن ہوا آرام دل کے جسم کو گرمی پہنچی سردی کے گزرے امین ہوا
قدم تو بہی گرمی سے اوٹھایا مگر ناتوانی سے بڑھا نہ گیا جگر کو ابیقرار ہو کر یہ اشعار زبان پر لایا ✥
ناتوانی ضعف سے ہمراہ طلب مین چپ ✥ دستگیر پا ✥ آتی ہین رکہا ہے پا مجھکو نظر نجیب پا ✥
لے چلے ہین کوے جانان سے یہ وحشت مین مجھے ✥ وادی پر خار پہ موقوف ہے تعزیر پا ✥
گرتے ہی ناتوانی سے غش آنے لگے نالہاے دل زار تا سے ٹوٹنے لگے بیچین ہوا گھبرایا پاؤن چلنے سے
دل ارمین جھنک گئے وصال یار کی طرف سے یاس ہوئی رو رو کر یہ ارشاد فرمایا میر تقی آہ نے
سوزش دل کو مٹا دیا ✥ اس باد نے ہمین تو دیا سا بجھا دیا ✥ اس تیغ خیز دہر مین ہمکو قضا نے آہ
پانی کے بلبلے کی طرح سے بٹھا دیا ✥ ہوے کباب سوختہ آئی دماغ مین ✥ شاید جگر کو آتش غم نے
جلا دیا ✥ اسی طرح تین شبانہ روز گذر گئے حضرت عشق اپنا کام کر گئے دن کی دھوپ رات کی اوس
بیکسی اور ناتوانی پر صد ہزار افسوس ایسے ناتوان ہوے کہ اٹھ نہ سکے میر سرا اوٹھاتے ہی ہوگئے
پامال ✥ سبزۂ نو دمیدہ کے مانند ✥ آرام دل اپنی جان سے بیزار ہوا بے یار اس ذلت وخواری
کی زیست سے شرمسار ہوا ارادہ کیا کہ اب کسی کنوئین مین آپ کو گرائے دیدار یار حشر تک نصیب ہوگا
فلک ستم شعار در پے کین وجفا ہے موت بھی خفا ہے پھر اس جینے کو کیا کرتے ہین بس آپ اپنے
تئین ہلاک کیجیے مرجائیے محمد ابراہیم ذوق کیون جی کے ہجر مین ہوے شرمندہ یار سے
اب مر رہے ہین اوسکی پشیمانیون مین ہم ✥ یہ سوچکر جو اوٹھا سامنے ایک چھپر اور کوان نظر آیا
دیکھا اوس جھونپڑی کے آگے آگ روشن ہے خیال کیا کہ شاید کسی زمیندار کا مسکن ہے غرض وہ
یوسف عہد چاہ سے گھبرا کر گرنے کی چاہ مین چاہ کی طرف چلا لب چاہ آتے ہی چاہتے تہین چاہ مین گرنے لگا
چاہا ایک آواز سنی کہ دیکھ کیا ستم کرتا ہے خدا کو بھول گیا کیون بے موت مرتا ہے آرام دل نے
یہ سنکر جان دینے سے ہاتھ اوٹھایا اور اوس جھونپڑے کی طرف آیا دیکھا کہ منقوط شیخ کی جیب
تخت نشین سے نے جوق جوق جنت بن بیچین جبین غضب نقش جبین فیض بخش غیب تاب

شب [illegible] ہوئی [illegible] شہزادے نے [illegible] دیکھا [illegible] ایک شخص حسن [illegible]
جنکی ریش سفید [illegible] اور بالون [illegible] سفید بال [illegible]
قرآن مجید مین مصروف [illegible] چہرہ [illegible] روشن ہو رہا [illegible]
گیروا پیرہن [illegible] سے آثار [illegible] نمایان ہین [illegible] کی طرف [illegible] خاطر مین ملول
ہین آرام دل نے [illegible] ادب سلام کیا [illegible] ولی اللہ نے منہ پھیر لیا [illegible] شہزادے نے
السلام علیکم کہا صاحب نے کبھی جواب نہ دیا شہزادہ فقیر کے غضب سے ڈرا اور قدمون پر گر پڑا اوس
پیر کامل نے شہزادے کا سر پانؤن پر سے اوٹھایا گلے لگایا پاس بٹھایا اور فرمایا کہ اے فرزند

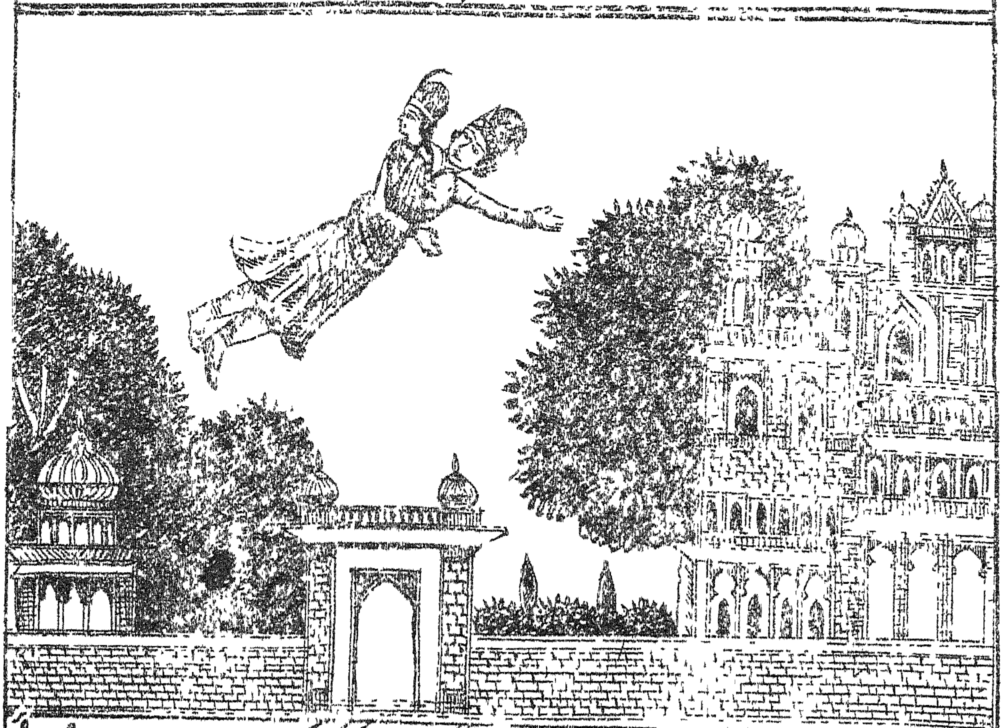


بس اتنی ہی تکلیف مین تمنے کریم کارساز کو بھلا دیا مرنے پر مستعد ہوے ذرا صبر و تحمل نکیا
ان اللہ مع الصابرین کا بھی اعتقاد دل سے اوٹھا دیا خیر آج توقف کرو انشاء اللہ تعالے
علے الصباح رخصت کرونگا یہ سنکے شہزادے کو گونہ تقویت ہوئی رنگ زعفرانی ارغوانی ہوگیا
بشاش طبیعت ہوئی پیر روشن ضمیر پایا اظہار مطلب سے کچھہ مطلب نہ رہا سر نیاز جھکا کر دوبارہ قدم
چومے نعلینون کو آنکھون سے لگایا دن تو یاد اللہ اور تلاوت کلام اللہ مین بسر ہوا شام ہوتے
ہی شاہ صاحب نے کھانے کے بدلے ایک چیز ایسی آرام دل کو کھلائی کہ کھاتے ہی
شہزادے کے جسم مین فورًا اصلی تاب و توانائی آئی صبح کو شہزادے نے اوس درویش کامل کے

ہر سمت چلایا بغیر اسکے آیا قینچی جو پاس تھی دیکھا کہ بڑا چاقو چھری ہے اور اسکے خواص یہ ہین رکھو جس دشمن پر وا
کرو گے تیغ دو پیکر کا کام کریگی رزمگاہ مین عدو کا ہاتھ نہ اٹھنے دیگی قید کی زنجیر مین چھوا دوگے
زنجیر ٹوٹ پڑیگی رہا وہ گرفتار ہو جائیگا جس مکان کے تسخیر کا ارادہ کروگے جب اس قینچی کا اشارہ کروگے
دروازہ کھل جائیگا اور قفل بیکار ہو جائیگا کمر سے لپیٹ لوگے طاقت پرواز ہوگی جہان چاہو جاؤ خفیہ
نہ ہو گے ٹوٹنا جانتی نہین سب جانتی ہے کسی سے بل نہ کھائیگی اگرچہ سبکبار ہے دشمن کی گرفتاری کو حلقہ
کمند ہے مریض کے بدن مین بہ قطع شفا چھوا دوگے اکسیر کا کام کریگی دوائے دل دردمند ہے جس
شخص کی طرف تبدیل شکل کا قصد کرکے اس قینچی سے اشارہ کروگے اسکی صورت فی الفور بدل
جائیگی جس آسیب زدہ کو دکھا دوگے آسیب دفع ہوگا بلا آئی ہوئی ٹل جائیگی مگر خبردار اسکو اپنے پاس
سے جدا نکرنا نہین تو دست تاسف ملتے رہ جاؤگے پھر ایسی چیز کہین نہ پاؤگے اب بسم اللہ کرکے اسے کمر مین باندھ
اور ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کرو انشاء اللہ تعالی اس دیو پر مظفر اور منصور ہوگے ملکہ کے وصال سے
کامیاب اور مسرور ہوگے شہزادہ یہ سب باتین اپنے ذہن نشین کرکے درویش طریقت کیش کا قدمبوس ہوا
اور بہت سا شکر ادا کیا پھر شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے وہ قینچی شہزادے کی کمر مین
باندھی شہزادے نے ملکہ کے پاس جانیکا ارادہ کیا دل تو ادھر ہی رجوع تھا مگر اور بھی آمادہ کیا
بمجرد عزم کوہ البرز پر جس مکان مین وہ دلدار دور از یار بے یار و مددگار محبوس تھی جا پہونچا دیو کو پیغام
اجل آ پہونچا آرام دل نے جو آنکھ اوٹھائی نسیم لکھنوی دیکھا تو در قبول وا تھا بے تکلف
دروازے مین قدم رکھا ناگاہ ایک صدائے دردناک بانالہ و آہ جانگداز کان مین آئی کہ اے ظالم
شبہائے فراق تو رو رو کے بسر ہوئین اب صبح قیامت آئی مگر افسوس تو نے خبر نہ لی ہماری جان
پر کیا کیا آفت نہ آئی رند صدمہ ہجر سے چھوٹون مجھے راحت ہو جائے + دم نکل جائے کہین جلد
فراغت ہو جائے + جو میسر رہ الفت مین شہادت ہو جائے + فخر کونین ہو عاشق کی سعادت ہو جائے
آرام دل نے آواز اپنی جانی کی پہچانی گوش دل سے سنا دلبر کی بیکسی اور بے بسی پر رویا پھر یہ شعر
پڑھتا ہوا شوق دیدار مین چلا ناسخ مردے کو جلاتی ہے تری نازکی آواز + اعجاز کا اعجاز ہے آواز
کی آواز + اندر جا کر دیکھا کہ ملکہ دالان مین بیٹھی رو رہی ہے گلستان حسن مین خزان ہے سنبل سے
زلف پریشان ہے عارض گلبرگ طمانچون کے داغ سے رشک سوسن ہے تار تار پیرہن ہے نہال
قد بار غم سے سرنگون ہے ضعف ہے درد ہے جنون ہے نرگسی چشم شبنم دار گریان ہے کسی کے
انتظار مین وا ہے کسیکو نگران ہے نسیم لکھنوی بال اوسکے وبال سے ٹوٹے ہین + ناخن بھی ہلال

ہو پیچھے مین آرام دل دوڑکر ہم آغوش ہوا خوب چلا چلا کر رویا ایسا رویا کہ بیہوش ہوا ملکہ حسن افروز
پہچانا تو ایک فقیر سینہ کو بے تحاشا اپنے پاس آتے دیکھکر ڈری مگر پھر بغور ملاحظہ فرمایا اپنا آرام جان
اپنا مقصود و اصل ہوا پایا دیکھتے ہی گلے سے لپٹ گئی آرام دل نے شاہی دی وہین خضر کا پتہ دونون عاشق
و معشوق ہم آغوش ہوکر بیہوش ہوئے دفتر تقریر الم بہتا ہے ملالے کے دھوئے روتے روتے ہچکی
بندھ گئی عشق آتے گئے پھر آنسوؤن سے آنکھو پونچھکر باہم سمجھانے لگے معشوق عاشق کے دونو
تو دیکر گلے سے ملایا خدا شکر کرکے ✤ جب بیقراری سے تسکین ہوئی طمانینت اضطرار کی جگہ جا نشین
ہوئی ملکہ نے اپنی بیکسی اور بے قراری دیو لعین کی زبردستی اور ستمگاری پھر اپنا حفظ جان کرنا اور
اپنی آبرو اوس ظالم سے بچانا پھر اوسکا گاہ گاہ آنا جانا سب حقیقت کہہ سنائی اور آنسو پونچھکے کہنے
لگی کہ دیکھیے خداوند کریم مجھہ گنہگار کی کب خبر لیتا ہے کس دن اس موذی بدذات کے ہاتھہ سے
جان اور آبرو کے ساتھہ نجات دیتا ہے یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک سیاہ کالا سا نظر آیا اور
مانند باد تند کے دھوان سا فلک پہ چھا گیا پھر رفتہ رفتہ زمین پر اوتر آیا دیکھا تو وہی عفریت پلید تھا
ملکہ خوف سے کنارے کوٹھری مین چلی گئی آرام دل باستقلال تمام وہی بانس کی چھڑی لیکر ہوشیار
ہوا دیو کرنا پاس لئے آتے ہی جھنجھلا کر شہزادے پہ خنجر مارا انگشتری سلیمانی سپر ہوگئی ذرا نہ کارگر ہوا پھر
اوس موذی نے منتر پڑھکر پھونکے انکا بھی کچھہ نہ اثر ہوا جب دیو اپنا وار کر چکا شہزادے نے منتر
بدل کر اور کبھی ہاتھہ زمین سے اوچھلکر دیو کی گردن مین قمچی ماری نسیم لکھنوی غش کھا زمین پر گرا دیو
موجود ہوئے ہزارہا دیو ✤ بجلی کی طرح جو امڈے دشمن ✤ لاٹھی سے ہوا یہ برق خرمن ✤ موسیٰ کا
عصا تھا لٹھہ جوان کا ✤ اک ہی لاٹھی سے سبکو ہانکا ✤ سرمہ کیا کوہ پیکرون کا ✤ جی چھوٹ گیا
دلاورون کا ✤ غرض شاہزادے نے سبکو بھگایا مار مار خوب ہکایا جب سب بھاگ گئے تو دیو کرنا سن
کی لاش پر آیا سر اور جسم اوسکا ایک جا کیا پھر خدا کا شکر ادا کیا مدعائے دل بر آیا ملکہ کے پاس آیا
اور کہا ذرا باہر نکلکر دیکھو وہ دیو لعین اور مکار تمہارا محرم اسرار پڑا ہے ملکہ نے کہا کیا خوب میرے
دشمنون کا محرم اسرار ہوتا تمھین کچھہ سودا تو نہین ہوا ہے جو بر دو گالیان دیتے ہو خدا جانے کب کا
بدلا لیتے ہو واہ واہ تم تو خوب اپنے دل کے پھپھولے پھوڑتے ہو نئے نئے رشتے جوڑتے ہو شہزادے
نے کہا صاحب خفا کیون ہوتی ہو دل تو دو منزل ہنسی ہنسی مین کیون رنجور ہوا ہمنے تو تفریح کی
ایک بات کہی تھی اور اگر سچ پوچھو تو راست کہی تھی اچھا معاف کیجیے قصور ہوا ملکہ نے کہا دیکھو پھر تم
وہی بکے جاتے ہو اپنی حرکتون سے باز نہین آتے ہو خدا کی قسم مین اپنا منہ پیٹ لونگی مجھے نہ ستاؤ

دیو نے ہزار روپون کا طیار دو وہی شہزادے سے وہی چیپی اپنی کمر سے لپیٹ کر ملکہ کو آغوش مین دبا لیا



اور دل مین ملک فارس جانے کا ارادہ کیا ملکہ نے گود مین جھلکر کہا کہ وہ اشارے سے نہ بولو ہمین ستاؤ
ہم کچھ کہہ کہ بیٹھین گے ہمارا زیادہ منہ نہ کھلواؤ یہ فقرہ تمام بھی نہ ہونے پایا تھا کہ دونون موتی محل مین
داخل ہوئے آرام دل نے کہا صاحب بے وجہ طبع نازک پر ملال ہے تھا یہ کیا موقع ہے کیا محل
ہے ذرا آنکھین میرے سر کی قسم آنکھ کھولکر دیکھو تو یہ کسکا باغ ہے کونسا محل ہے ملکہ حسن افروز
غصے مین بھری بیٹھی تھی کچھ نہ بولی مگر موتی محل اور باغ حیات بخش کو دیکھکر حیران ہوئی دل مین
کہنے لگی کیا مین خواب دیکھ رہی ہون جو اپنا باغ اور محل اور وہی نہر وہی تالاب دیکھ رہی ہون یہ تو اسی فکر مین غلطان پیچان
رہی وہان کسی خواجہ سرا نے یہ خبر مسرت اثر بادشاہ کے حضور مین پہونچائی بادشاہ یہ خبر سنتے
ہی گھبرائے ہوئے موتی محل مین آئے شہزادہ قدمبوس ہوا بادشاہ نے سر اوٹھایا دست و
بازو چومے پیشانی پر بوسہ دیا پھر ملکہ کو گلے لگایا خوب روئے شہزادہ یہ کیفیت دیکھکر دیوان عام
مین تشریف لایا خاص محل مین جو یہ خبر معلوم ہوئی مبارک سلامت کی ہر طرف دھوم ہوئی بیگم صاحبہ
نے ماتمی لباس اوتارا خواصون مین غوغا ہوا موتی محل مین جانے کے لیے شور و غل سے عجب
ہنگامہ ہوا کوئی گھبرا کر پا برہنہ اوٹھ کر چلنے کو طیار ہوئی کوئی سوتے سوتے چونک پڑی شور و غل
سنکر بیدار ہوئی کوئی ننگے سر دوپٹے کا آنچل انگیا مین کھونسکر چڑیا کی طرح اوڑی ہوئی آئی کوئی

یار کی بغل سے اوٹھی بے قرار ہوکر دوڑی اچھی طرح ازار بند بھی نہ باندھنے پائی کوئی انگنائی مین ننگے سر ہوکر سجدے کرنے لگی کوئی کوٹھے پہ سے اوترنے لگی کسی دلسوز نے گھی کے چراغ جلائے کسی نے القمہ پیر منائے کسی نے پکارا اری جینا اوسنے جو کہا جی آئی تو برہم ہوکر اکارا کہ او قطامہ ادھر آ کسی نے ملاپ کر کہا کہ الٰہی تیرا شکر کہ تونے چھوٹی بیگم کو ہمسے ملایا کوئی بولی ارے چلو بیگم صاحبہ کہتی ہونگی کہ تم ہم اتنے دنون کے بعد آئے گویا ہماری دوبارہ زندگی ہوئی مگر کوئی اب تک ہمارے دیکھنے کو بھی نہ آیا کوئی جھٹ پٹ پاندان کھولنے لگی اور کہنے لگی کہ میری بیگم نے مدت سے گلوری نکھائی ہوگی ہے کسنے کھلائی ہوگی مین تو ایک گلوری بنا کر لیے چلتی ہون غرض بیگم صاحبہ موتی محل مین تشریف لائین قمر النسا اور ملکہ کی مانی اور خواصین سہیلیان سب آئین مان اپنے نور بصر سخت جگر کے گلے لگ کر خوب روئی ملکہ ایسی بیقرار ہوئی وہ اشکبار ہوئی کہ روتے روتے غش آیا یہ حال دیکھکر سبکو ایک سکتا ہوگیا عجیب ماجرا ہے حیرت فزا دیکھا جب رونے دھونے سے افاقہ ہوا سب ملکہ کو خاص محل مین لائے جلدی جلدی صدقے اوترنے لگے شہزادی کے زندہ اور سلامت آنے کی تمام شہر مین خبر مشہور ہوئی بلکہ تمام قلمرو مین دور دور ہوئی جب سے یہ حادثہ ہوا تھا بادشاہ نے دربار بند کیا تھا تمام شہر مین ماتم تھا ہر ایک کا عجب عالم تھا اوس روز صبح ہوتے ہی بادشاہ نے تخت پہ جلوس فرمایا شہزادے کو برابر بٹھایا سب امرا اور وزرا اچھے اچھے بڑے شاد ہوئے نوبتیا نوبت مین خوشی کی ضرب لگائی سلاطین وغیرہ محبسون کے دروازے کھل گئے ہزارون قیدی دائم الحبس رہا ہوئے لاکھون بندے آزاد ہوئے خزانے مین توڑون کے منہ کھول دیے جنہون نے پیسا کبھی نہ دیکھا تھا کہ کیسا ہوتا ہے اونکو مین روپے بے گنتی دیے شہر مین ہر فرد بشر نے اپنے گھر مین جشن کیا ساری دولت باپ دادا کی جمع کی ہوئی ذرا سی خوشی مین لٹادی خزانچی نے شاہ کے حکم سے پچاس لاکھ اشرفیان بات کی بات مین لٹا دین دوپہر تک عام دربار رہا ہر شخص آرام دل کو دیکھکر اوسکے حسن خداداد اور جوہر شجاعت پہ جان و دل سے نثار رہا شاہ نے دوپہر جشن جمشیدی کر کے دربار برخاست اور وزیر اعظم کو انتظام شادی کا حکم دیا اب سنیے کہ وزیر حسب حکم شاہ کوہ البرز کے پتے پر تلاش ملکہ حسن افروز روانہ ہوا تھا دس روز کی راہ چار روز مین طے کر کے اوس پہاڑ کے نیچے پہنچا ہر روز اوس مکان کے گرد پھرتا اندر جانیکی گھات لگاتا مگر کہین دروازے کا نشان نہ پاتا نسیم لکھنوی

اوس بیچ مین تھا طلسم کا ڈر ** ششدر ہوا چار سمت پھر کر **

آخر دیوار توڑ کر اندر گیا دیکھا کہ دیو کا تن سر سے جدا ہے شہزادی کا پتا نہین رومال پڑا ہے وزیر نے ملکہ کا عرق چین

پہنچایا اور سمجھا کہ شہزادہ آرام دل آیا اس ملعون کو جہنم مین پہونچایا ملکہ کو لیگیا اس نابکار کو دار واقعی
سزا دیکر پایا پھر نعش کو ہاتھیون پہ بار کرکے بادشاہ کے دکھانے کے لیے لے آیا یہان پہونچکر بادشاہ مست
شاد اور شہزادہ جہان پناہ سے مشرف ہوا دیو کی لاش جو آئی تمام شہر اُمڈا چھوٹا بڑا دیکھنے چلا
ہر خورد و کلان پیر و جوان سے دیو پر نفرین کی شہزادے کی شجاعت اور دلیری پر تحسین کی غرض
شہزادے کی ہمت کا غلغلہ زمانے میں تمام ہوا شور تھا کہ کیسا جوانمرد داماد بادشاہ ہوا

ترانہ سنجی عندلیب خامہ در بیان شادی و کیفیت عروسی و دامادی

پلا ساقیا ساغر پر سرور ٭ کہ لکھتا ہون سامان شادی ضرور ٭ پلادے مئ شادمانی کا جام ٭ اوٹھالے ذرا ساغر لالہ فام
بہت مدتون مین رہا خستہ حال ٭ نصیب اب خضر سے کرو دے وصال ٭ چھٹے ماہ رو پاکے مسرور ہون
تری مین عنایت کا مشکور ہون ٭ کوئی دم دل اچھی سی لادے مجھے ٭ اگر ہو سکے اب تو دی پلادے مجھے ٭
شب وصل بہتر ہے از روز عید ٭ پلادے پھر اب کیا ہے گفت و شنید ٭ مشاطۂ کلک جواہر سلک
عروس مدعا کو حجلۂ بیان مین یون آرائش دیتی ہے کہ وزیر حسب الحکم شاہ ثریا جاہ کاروبار شادی کا منتظم
ہوا شہزادے کی طرف مہتمم ہوا باغ حیات بخش مین آیا داروغہ باغ کو تیاری کا حکم سنایا باغ حیات بخش
مین آرائش ہوئی شاہدان گلعذار نے اپنا اپنا سنگار کیا اور بھی زیبائش ہوئی در باغ پر نقار خانہ رکھا
گیا شادی کی نوبت آئی نوبت بجنے لگی موتی محل آراستہ ہوا کوٹھی سجنے لگی باغ مین از سر نو چمن بندی
ہوئی روش پٹری درست ہوئی باغبانون نے اپنی اپنی کاریگری دکھائی ساونون بھادون مین جھرنا
جاری ہوا فصل بہار آئی زعفران کی کیاریون پر نئے نئے بنگلے بنے شاہدان بوستان سبزہ زار
مین بن ٹھن کر طیار ہوے سوسن نے مسی کی دھڑی جمائی طوطی کے درخت نے ہاتھون مین مہندی
لگائی گل صدبرگ نے چنبئی چیرا باندھا چنبیلی نے سفید پوشاک پہنی اس سادگی سے معشوق طرحدار
ہوے معشوقون کے کم بولنے کی ادا اختیار کی یہ بھی اپنی دانست مین وضعدار ہوے سنبل نے
زلف پیچان بنا کر بڑے ناز و ادا سے کمر تک لٹکائی نرگس نے دنبالہ دار سرمہ لگا کر بلبل سے آنکھ
ملائی شاہد گل نے گلابی جوڑا پہنا کیوڑے کا عطر لگایا داؤدی نے زعفرانی جوڑا زیب بدن کیا
سہاگ کے عطر مین اپنا بدن بسایا انگور خوشی کے سرور مین مست ہوا لالۂ انبساط کا متوالا شراب
ارغوانی کا پیالہ بدست ہوا نافرمان کی اودی پوشاک دل مین کھبنے لگی سبزہ نو دمیدہ کی دھانی
رنگت آنکھون مین چبھنے لگی سرو دلجو معشوقون کی طرح اکڑنے لگا شاد ہوا تو دل اس سے مشابہ ؟

اس شہر فرحت افزا میں بہشت حیات بخش میں گلشن آباد ہوا شہر لطافت جو بہشت [illegible] نمونہ باغ
بہشت فردوس بن گیا تسکین بخش دلہا سے زمین ہوا کل بوٹہ [illegible] تر و تازہ
جنگل [illegible] باغ میں کچھ کچھ [illegible] شاہ [illegible]
حور بہشتین [illegible] میں قلمان سے غرض [illegible] شگفتہ خوشی سے پھولے نہ [illegible]
ہوئے [illegible] باغ [illegible]
[illegible] آگیا شہر میں [illegible] نظر کرنے لگے
[illegible] ستارے [illegible] کیفیت
نمایان ہوئی یک رنگ آسمان ہوا غیرت کہکشان ہوئی روشنون سے مینا بازار [illegible]
کے دلون میں [illegible] حلوائیون نے قطع قطع کی مٹھائی دوکانون مین لگائی خوانچہ والے [illegible]
کر سودا بیچنے لگے ایک روش پر کبابیون نے اپنی اپنی دوکان جمائی القصہ یہان آرام دل
نے زعفرانی جوڑا پہنا وہان بیگم صاحبہ نے اچھی ساعت سبز گھڑی ملکہ حسن افروز کو مانجھے بٹھایا
والان کے پردے چھوڑ دیئے آفتاب [illegible] بادشاہ نے شہر میں [illegible]
نہرین جاری کردین اور جابجا فلک کو حکم دیا کہ [illegible] دیکھا [illegible] سفید پوش [illegible]
اور دریا سے حوض میں [illegible] تمام شہر چھپان ڈالا اگر کوئی [illegible]
نظر نہ آیا گلابی یا زرد [illegible] دیکھا [illegible] جن بادشاہون راجہ بابوون کو فرمان
شاہی اور خط پہونچے وہ سب آئے شہر کے باہر پانچ کوس تک ہزارہا خیمہ استادہ ہوگیا جب
کام معین ہوا [illegible] آمادہ ہوگیا پانچ روز کی راہ تک مینا بازار اور خاص بازار
جوہری بازار اور نخاس بازار نہایت کیفیت اور عمدگی کے ساتھ آراستہ ہوا جسنے دیکھا اوسے سکتا
ہوگیا راہ چلنے والا کھڑا ہوگیا [illegible] شہر پناہ سے انتہا سے بازار تک [illegible] ہوئے دکانون
کی کثرت اور خلقت کے اژدہام سے [illegible] کشمکش کر کسی کو بیٹھنے کی مہلت اور جگہ نہ تھی سب حلوائی
اپنی اپنی دکانون کے آگے کھڑے ہوئے گھنٹے والے کا قلاقند شہر کی بدمی اور بالوشاہی
برفی جیسے برف کی ڈلی میٹھے کی مٹھائی قلمین اور سچے متھرا کے پیڑے دلی کی جلیبی دہی اور بالائی
کے پیالے گرما گرم تازہ تازہ دودھ سبحان اللہ کیا قدرت رب ودود کہ پانچ منزل تک چلے جائیے
اور ایک حبہ خرچ نہ ہو اور کھانے کو ہر نعمت موجود شہر میں بادشاہ نے سوائے دعوت کے توپ ہندی
[illegible] دو خوان پلاؤ زردہ قورمہ متنجن کباب بریانی کلیجے [illegible] مربا اچار باقرخانی اور [illegible]

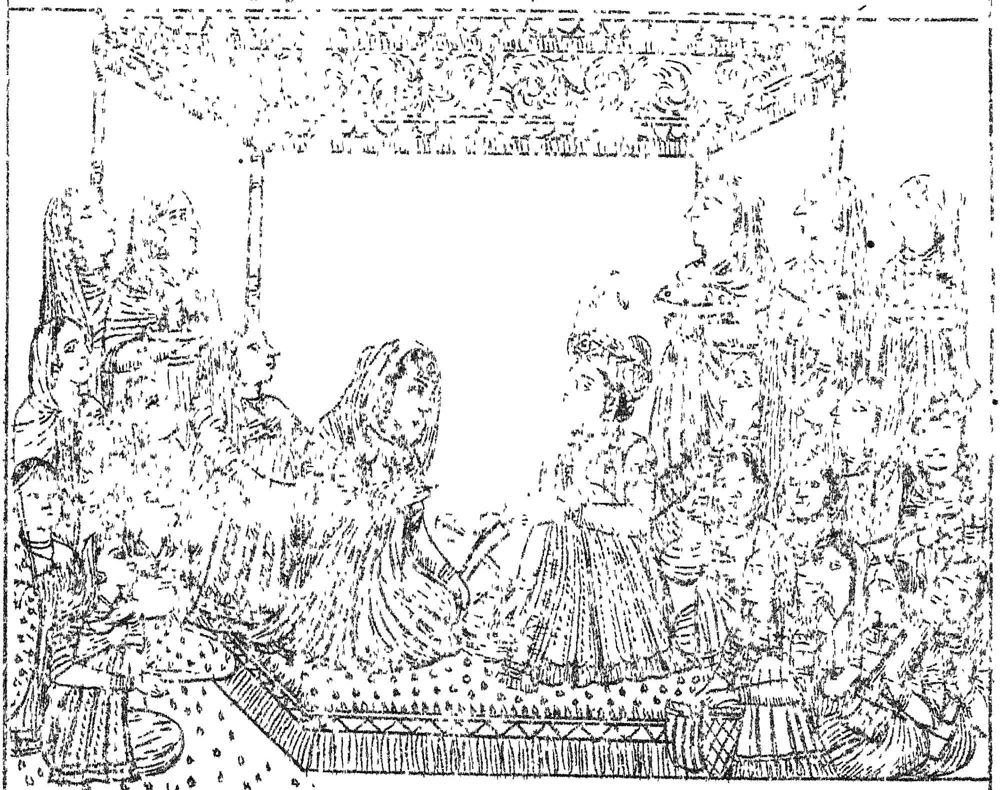
خوان میوہ جات انار بہی ناشپاتی پستہ بادام اخروٹ انگور ولایتی سے ایک ایک ہزار روپیہ نقد اونکی
اور اعلیٰ اسکو عنایت کیے جو دو چار شہر مین باخدا اور ولی تھے انھون نے نعمت دنیا سمجھکر انکار کیا
نہین نہین کہکر بہت اصرار کیا جو بادشاہ کا حکم بجا لائے اور وہ خوان اونکے دروازے پر رکھکر چلے
آئے جب تو یہ نوبت ہو چکی منادی نے ندا دی کہ خبردار کوئی کسیکو تکلیف نہ پہونچائے زبردستی
نکرے سب لوگ اپنے اپنے گھر مین جشن کرین کوئی کسیکو کسی طرح کا رنج نہ دے یہ سنکے حضرت عزرائیل
نے بھی قبض روح سے ہاتھ کھینچا جامع مسجد کے شہدون کو کوتوال کا خوف بالکل جاتا رہا پھر تو
بیغم نکلی اوڑانے لگے ہزار ہزار روپیہ جو نقد سرکار سے ملے تھے اونکی ایک ہی ایک موٹھ آنے
لگے اگر گشت مین کہین کوتوال صاحب سے ملاقات ہو گئی تو وہین جھککر سلام کیا اور مونچھون
پرتاؤ دیکر یہ کلام کیا کہ کیون پیر و مرشد ایک ہفتے تک کیا کیجیے گا اب تو ہمارے پو بارہ مین اب
اسی شہر مین ایک دو نہین اٹھارہ ہین اب کسکا جو ایکڑ کے سزا دیجیے گا الغرض جو تھا مے نشاط سے
سرشار تھا مخمور تھا رنج و محن جسے کہتے ہین وہ ایک ادنے مزدور سے منزلون دور تھا چار سو
طائفے عمدہ عمدہ رنڈیون کے موجود تھے مگر وہ بھی کافی نہوسے اور ملکون سے رنڈیان آئین
لکھنؤ مین ڈھونڈھ ڈھونڈھو تو رنڈی کہین گھس لگانے کو نہین ملتی تماش بین کوٹھون پر جاتے محجوب ہو پھیر کر
چلے آتے محل سے باہر دیوان خاص تک اور وہان سے تمام شہر مین اور در شہر پناہ سے پانچ کوس
نخاس تک دو رستہ ٹھاٹھر بندھے جابجا نقارہ خانے بنے روشنی کے ٹھاٹھ ہوئے صندلی لکڑی
کے ٹھاٹھر بجائے بندھن طلائی گل میخین اونپر نقرئی چراغ رکھے ہوے ٹھاٹھر کے قریب برابر برابر
بلوری لالٹینین شام ہوتے ہی اون مین شمع مومی اور کافوری روشن ہوئین سب کا گل بند ہوگیا
گلگیر کا تو غم نہ تھا غیرت گلشن ہوئین بادشاہ نے چراغون مین بجائے روغن سہاگ کا عطر جلوایا
قصے کہانیون مین سنا کرتے تھے مگر شاہ گردون بارگاہ نے نقل کو اصل کر دکھایا آتش وعدہ سے
ہماری تکلف شب وصال ٭ روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا ٭ جابجا حوض بنے ہوے چہ بچے
کھدے ہوے اونمین صندل اور عطر بھرا ہوا اچھے اچھے سفید پوشون نے ٹھاٹھرون پر روشنی کی
خوشبو کے لالچ سے یہ جبر اختیار کیا ذرا نہ انکار کیا روشنی کرتے وقت دو ایک چراغ اپنے اوپر گرالیے
کسی نے جو کہا کہ یہ کیا کیا تو وہین پھر گئے ہنسکر کہنے لگے بھائی واللہ بھولے سے گر گئے نقارخانون
مین جب شام کی نوبت بجی ہر دوکان دار نے اپنی اپنی دوکان بھی نیچے سے اوپر اور اندر سے
باہر تک قد آدم آئینے لگا دیے جھاڑ کنول جلا دیے آئینہ بندی سے روشنی اور دو چند ہوئی

عالم پسند ہوئی اس روشنی کی کیفیت مین دو کالون کا بننا اور غضب تھا غور کرکے جو دیکھا تو عطر
کی مہک سے شہر رشک ختن تھا آئینہ بندی سے غیرت حلب تھا ہر دوکان کے آگے ایک ایک
رنڈی کا طائفہ نقار خانون کے چار چار دروازے ہر دروازے پر ایک ایک کتھک کا لونڈا آدمیون
کی تو یہ کثرت کہ تمام شہر امڈا ہوا سارا لکھنؤ بھرا ہوا اگر عجب طرح کا اہتمام اور کچھ طرفہ انتظام تھا کہ کہین
کہین شور تھا نہ غل تھا یہی اہتمام بالکل تھا یہان تو یہ کیفیت تھی وہان موتی محل مین الماسی جھاڑ
روشن ہوے مکان جنت نشان پر عجب جوبن ہوے آرام دل کے آنے کے روز پانچ لاکھ
بتی چڑھی تھی اوس روز پچاس لاکھ گلاس عطر اور گلاب کا چڑھایا گیا شہر مین سہاگ کا عطر بھیجا گیا
تھا یہان عنبر کا عطر جلایا گیا اودھر سے ساچق کا اہتمام ہوا ادھر سے اوسی تاریخ مہندی کا انتظام
ہوا اگر ساچق کی آرایش مین سے ایک تختہ کی آرایش لکھون باغ حیات بخش کہ رشک گلزار ارم ہے
حسرت سے خار کھائے اور اگر مہندی کی زیبایش اور شوخی تحریر کرون لکھنا کیسا اگر اسکا تصور
بھی آئے قلم شاخ مرجان اور پنجۂ خیال رنگین ہو جائے اور یہی خیال کیا کہ طوالت کے سبب ناظرین
کے دل اوچٹ جاتے ہین ایسے ایسے مقامون پر ورق کے ورق اولٹ جاتے ہین تحریر اوسکا
کا مزا جانتے ہین تمام دفتر اسی کے لیے چھانتے ہین ہزار کھوکب مانتے ہین قصہ مختصر جب برات کا
روز آیا چھوٹا بڑا پھولون نہ سمایا شام کو شہزادہ آرام دل حمام مین داخل ہوا جلوہ افروز [illegible]
وہ ماہ کامل ہوا میر حسن ہوا جبکہ داخل وہ حمام مین + عرق آگیا اوسکے اندام مین + تن نازنین
نم ہوا اوسکا کل + کہ جس طرح شبنم مین ڈوبے ہے گل + خواصین وہ باندھے ہوئے لنگیان +
سر و مہر سے طاس لیکر وہان + لگین ملنے اوس گلبدن کا بدن + ہوا آب سے ڈہڈہا وہ چمن
نہانے مین یون تھی بدن کی دمک + برسنے مین بجلی کی جیسی چمک + ہوا قطرۂ آب یون چشم بوس
کہ تو پڑے جیسے نرگس پہ اوس + لگے ہونے ظاہر جو اعجاز حسن + جھمکنے لگا اوس سے انداز حسن
وہ گورا بدن اور وہ بال اوسکے تر + کہے تو کہ ساون کی شام و سحر + زمین پر تھا اک موجۂ نور خیز
ہوا جبکہ فوارہ سان آب ریز + نہا دھو کے نکلا وہ گل اس طرح + کہ بدلی سے نکلے ہے مہ جس طرح
غرض شاہزادے کو نہلا دھلا + دیا خلعت خسروانہ پہنا + جواہر سراسر پہنایا اوسے + جواہر کا
دریا بنایا اوسے + جب اس سج دھج کا بنا بنا فلک نے ستارون کو نثار کیا ادھر ملکہ حسن افروز
کو بھی دولھن بنایا دلون کا ارمان نکالا ادھر دولھن کی آرایش تھی اودھر دولھا کی زیبایش
تھی نسیم لکھنوی یہان مہندی نے چومے پاے خورشید + وان سبزہ ہوا نہال امید +

وان جم گیا منہ پہ رنگ امید ٭ یان غازہ سے رخ شفق مین خورشید ٭ یہ یان جو گلاب سے نہائی
وان تارگی آبرو نے پائی ٭ افشان ہوئی یان ستارہ افشان ٭ وان جبہہ سے روشنی دو چندان
یان مانگ سے رنگ کہکشان ماند ٭ وان شملہ سر سے ہالے مین چاند ٭ یان زلف نے کھائے
پیچ پیچ ٭ طرہ کلغی پہ وان تھا سر تیچ ٭ آنچل ہوے یان نقاب عارض ٭ سہرہ ہوا وان حجاب عارض ٭
زیبا ہوا یان بدن پہ گہنا ٭ وان جامہ وفا کا اوسنے پہنا ٭ محرم کے کسے گئے ادھر بند ٭ ہمت کا
بندھا ادھر کمربند ٭ یان گل سے بہار بوستان ہے ٭ آرایش تخت گل وہان ہے ٭ مہتاب کی
چاندنی کا یان فرش ٭ وان چرخی سے چرخ مین سر عرش ٭ یان جلوے حنائی اونگلیون کے ٭
وان روشنی کے تھے پنجشاخے ٭ بادل جو یہان گرج رہے تھے ٭ وان دھوم سے باجے بج رہے
تھے ٭ پہر بجے بارات طیار ہوئی سواری کی خبر سنتے ہی توپخانہ و غابرا رکبئی فیر ہوے پھر تمام فوج
مین کمربندی ہوئی آتشبازی کی آتشباری سے زمین و آسمان کرۂ نور ہوا رسالون کے طنبور بجنے
سے شور نشور ہوا مہتابیان جو چھوٹین چاند کے منہ پہ ہوائیان اوڑنے لگین انار کے پھولون پہ فلک
نے ستارون کا گنج نثار کیا ہتہ پھول کا تماشا دیکھ چرخ گردان چکر مین آیا پلٹنون مین جا بجا باجا
بجا ہر ایک نے اپنے تئین سجا اتنے مین دولہا فیل خوشخرام پہ سوار گرد و پیش شاہ و شہریار بنام خدا
ظل ہما سر پہ بخت یاور اقبال اوسکا ایک اونے فرمان بردار ہمرہ رکاب ظفر انتساب عالم کا
ہجوم خلقت کی دھوم ہزارون امرا ساتھ سب پیادہ کوئی ہاتھی کی جھول پکڑے رستا تھا کے
ہوے وزیر اعظم مورچھل بردار اس سامان و شوکت کے ساتھ دیوان خاص سے دیوان عام
مین برامد ہوا پھر ہزار ہا پنجشاخہ روشن ہوگیا افراط نور اور روشنی کے وفور سے جنگل وادی ایمن
ہوگیا علم ظفر پیکر ہاتھیون پر بلند ہوے نشانون کے پھریرے کھول دیے آگے آگے ماہی مراتب
اور شتر سوار زنبورون کے سر ہونے سے آسمان و زمین دھوان دھار پیچھے رسالونکے کچھ ہندوستانی
کچھ ترک سوارون کی صدا و حد مین ہر شاہ و گدا آرایش تخت رشک تختہ گلستان تخت روان پر
کسبیون کے رقص سے اوتنا رستہ غیرت پرستان خاصہ گھوڑون کی قطار پھر پلٹنین اونکے بعد ہزار ہا
خاص بردار اور نیزہ بردار اور میر ترک عربی گھوڑون پر سوار اہتمام کرتے چوبدار سونے کے عصا ہاتھ
مین لیے برابر قدم پڑتا تاشانے سے شانہ رگڑتا جا بجا نشان کے جھنڈے گڑتے فیل سبک رو کے پیچھے
دو ڑے پڑتے آگے آگے روشن چوکی بجتی اوسکے سُرون مین بہاگ اور سورٹھہ کی دُھن وہ دیپک
سُر کہ تمام عاشق سن تپ جاتے پیچھے سب کے ہاتھی پہ نقارہ کٹتا زر و جواہر لٹتا آہستہ آہستہ قدم بقدم جو کہ سی

گشت کرتے خاص بازار اور نخاس بازار کو طے کر کے پھر خاص محل مین پہونچے دولہا کو ہاتھی
پر سے اوتار اگھوڑے پر سوار کیا محل کی ڈیوڑھی پر لائے خواصون نے طشت پر آب گوہر کے
گھوڑے کے سمون پر ڈالا زر و جواہر نثار کیا دلون کا ارمان نکالا جب دولہا محل مین تشریف لایا دو طرفہ
رنڈیون نے برابر مجرے ہو کر ایک سر مین یہ سہرہ گایا **مصنفہ** اے شہ حسن بندھا جبکہ ترے
سہرا ✤ یاد پھر آیا گل تر سے بڑھکر سہرا ✤ باغ فردوس سے رضوان نے جو گل بھیجے ہین ✤
حسب سے نبا ہے کہین اے گل تر اگر بھی سہرا ✤ اسلیے بطن مین رکھے تھے صدف نے گوہر آب
پاشیدہ کے اندر تر اتنا کے سہرا ✤ مارے شادی کے شگفتہ ہوے جاتے ہین پھول ✤ کیا کھلا ہے
ترے چہرے پہ کھلا کے سہرا ✤ صاف ہین اے فلک حسن شفق مین تارے ✤ رخ پہ مقیش سے ترے
مقنع کے اندر سہرا ✤ عکس رخسارہ روشن سے ترے رشک قمر ✤ چاندنی بنکے پڑا فرش کے اوپر
سہرا ✤ اے قمر مستحق گوہر تحسین ہوا ✤ تیرا لایا سے سخن آج جو کہکر سہرا ✤ نماز کے وقت قاضی
صاحب تشریف لائے ناچ رنگ گانا بجانا سب موقوف ہوا بھنڈی برداروں نے پیچوان آگے
جلدی جلدی محفل سے اوٹھا لیے نکاح پڑھا گیا ہفت اقلیم کے خراج پر مہر بندھا جب عقد سے
فراغت ہوئی قاضی صاحب تشریف لے گئے ناچ شروع ہوا پھر وہی کیفیت ہوئی نامرادون
کی مراد برآئی رنڈیون نے بہار بھیرویں مین یہ مبارکباد گائی **مصنفہ** بلبلان موسم گلزار مبارکباشد
عاشقان جلوۂ دلدار مبارک باشد ✤ ابر بر دور فلک جلوہ نما شد ساقی ✤ مجمع خانۂ خمار مبارک باشد
✤ تا ابد باد وصال گل و بلبل قائم ✤ دشمنان راہمہ تن خار مبارکباشد ✤ جلوۂ عیش بماند بجناب خانۂ دل
حسن یوسف بخریدار مبارکباشد ✤ در جہان باد طرب ساز قران السعدین ✤ بہ سخن ایچنین اخبار مبارک
باشد ✤ پھر دولہا کو محل مین بلایا قمر النسا نے آنچل ڈالا لوگون نے اور بہت سے ٹوٹکے کیے
مسند پر بٹھایا دولہن کو گود مین لائے دولہا کے برابر بٹھایا ریت رسم ہونے لگی پرستش ختم ہونے
لگی پہلے ایک خواص آئی دولہن کا پائجامہ لائی اور کہنے لگی لو میان اسمین ایک ہاتھ سے ازاربند
ڈالو ادھر ادھر نہ دیکھو سنبھالو پھر ایک لڑکی بہت خوبصورت آئی دولہا کا کان زور سے مل گئی
چٹکیون مین دل مسل گئی یہ بے ادبی اور گستاخی آرام دل کو ناگوار خاطر ہوئی رنجش باطنی
چہرے سے ظاہر ہوئی قمر النسا نے کہا حضور دولہن لیجانا کیا آسان ہے خفا نہو جیے گھبرایے
نہین ابھی تو دلون مین بہت سا ارمان ہے پھر ڈومنیون نے نبات جنوائی مصری ڈھکا ڈھکا
کر کھلائی جب شربت کا بیڑا کھلایا وہ گلے مین پھنسا یہ کھل کھلا کر ہنسا گھبرا کر تھوکنے لگا ہنسین لگن

[illegible] ملکہ سے [illegible] چھپایا جب [illegible] بیقرار ہو [illegible] آیا لوگون [illegible] گھونگھٹ
[illegible] اوڑھا [illegible] وقت [illegible] [illegible] اسی [illegible] ان
[illegible] چھپاتے [illegible] [illegible]
[illegible] دکھایا



عنایت جامع المتفرقین سے ساعت قمر اور مشتری بہین قران السعدین ہوا دل بے قرار کو چین
ہوا آنوجی نے سورۂ اخلاص پڑھکے دم کی دولہنون نے اور رسم کی چشم بد دور آئینہ روبرو
ماشاءاللہ صورت خوب دلخواہ محبوب دوبدو کوکب بخت بسر یاری صورت کا عالم طاری شہزادے
نے ملکہ کی پیشانی پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بی بی مین تمہارا غلام ہون بے دام ہون فدا آنکھین
کھولو للہ کچھ منہ سے بولو یہ سنکر سہیلیون نے قہقہہ لگایا یہ کلام دولہا کے عجز و نیاز کا سبکے دلون کو
بھایا ملکہ بھی در پردہ مسکراتی تھی دل ہی دل مین کھلی جاتی تھی غرض جب سب رسمین ہو چکین دولہن
وداع ہونے لگی زار زار رونے لگی ہر چند دلشاد اور بشاش تھا مگر اس وقت ڈومنیون کا رونی
گانا لوگون کا رونا دھوم مچانا دولہن سے ایک ایک کا ملنا اور رونا بیگم صاحب کا بلک بلک کر
جان کھونا بڑے بوڑھون کا گلے لگانا تسکین خاطر حزین فرمانا رو رو کے بلائین لینا ہاتھ پھیلا پھیلا

کے دنیائین وینا بادشاہ کا محل مین آنا بیٹی کو گلے لگانا بار بار سونتین اور دعائین پڑھ پڑھ کے
دم کرنا یہ باتین دیکھکے دولھن کیا سکی چھاتی بھر آئی غم کی گھٹا گھر آئی اور دل پر چھائی سواری دروازہ
پر لیا رکھی دولھا نے دولھن کو گود مین اوٹھا یا کسکے دل بیٹھ گئے رو رو کے کہرام مچایا [illegible]
[illegible] مگر دولھن کو دروازے تک پہونچایا دولھا نے دولھن کو نالکی مین سوار کیا قمر النسا
[illegible] ماں باپ کو چھوڑ ملکہ نے شہزادی کا ساتھ اختیار کیا کہارون نے نالکی اوٹھائی [illegible]
[illegible] بارات رخصت ہوئی سبکی بری حالت ہوئی اندر محل مین تو
[illegible] عالم تھا آسمان [illegible] در و دیوار مکان و مکین جھاڑ کنول فرش
[illegible] گویا جا کر شاگرد پیشہ انیس تا سیس ہزار ہی بڑی
سکی [illegible] طرح جہان شان وہ [illegible]
یہ کیفیت دیکھ [illegible] اس کارگاہ بے ثبات مین عجیب
[illegible] سے کوئی دام مین پھنستا ہے کوئی
[illegible] اس [illegible] فانی مین کوئی [illegible] ہوتا ہے کوئی کہتا ہے لینے ایک پیدا
ہوتا ہے دوسرا مرتا ہے آدمی کبھی شاد ہوتا ہے کبھی نوحہ اور واویلا کرتا ہے مگر سبب شادی و غم
دونون توام ہین تو لوگ ناحق مبتلا ہے اندوہ و غم رہین سے صبا یہ اوسکا سب موجود وہ اسکا
موجب ہے بلکہ غم کے لیے اور غم بشر کے لیے سامان برات اگر مکرر لکھون تو یکسر کا مزا آئے
مگر اسی سیر مین کہانی ناتمام رہجائے غرض اوسی تجمل اور شان و شوکت سے بارات دن کو موتی محل
مین آئی نامرادون نے مراد پائی شہزادے نے بیتکلف نالکی کا پردہ اوٹھایا لا اعلم [illegible]
کو الٹی کرکے کفر توڑا خدا خدا کرکے جب دولھا [illegible] کو گود مین لیکر اوتارا شہزادے کو عید
قربان تھی ہر ادا پر صدقے جان تھی بکرا ذبح کرکے دولھن کے انگوٹھے مین لہو لگایا ملکہ جہان گرچہ ظالم تھین
مگر وہ بھی اوس وقت آرام دل کی ایک ایک ادا پر [illegible] عشق کا توڑ تھا محبت کا نچوڑ تھا
ذرا سا لہو لگا کے وہ بھی شہیدون مین داخل ہوئین غرض دو [illegible] ل مین آئی ستے ل کے کھیر کھلائی
جب یہ سب رسمین ہوچکین شہزادے نے بیقرار ہوکر دعا مانگی کہ الٰہی جلد اب شام ہو اور دو [illegible]
آلام ہوا ادھر ملکہ کا باین عشق و محبت تقاضاے سن سے عجیب حال تھا کہ دمبدم حجاب [illegible] تھا
آنکھین نیچی کیے شرمائے سر جھکائے بیٹھی تھی اور دل مین کہتی تھی کہ اوکمبخت خانہ خراب دل تو
لگا بیٹھی جگر آتش عشق جلا بیٹھی مگر یہ سمجھی کہ جب وصال ہوگا تو اوس وقت کیا حال ہوگا اوس دم [illegible]

جو کچھ بنے گی اپنے ہی دم پر بنے گی کسی کا کیا جاے گا صدمے اور اذیت اپنا ہی دل اوٹھاۓ گا
وہ وقت مصیبت ہے کہ نہ کوئی اپنا ساتھ دیگا نہ چھٹی کو کون ہاتھ دیگا دیکھیے کیا ہوتا ہے کیسا حشر
بپا ہوتا ہے بہتر یہ ہے اگر زبردستی کرینگے تو ہم پہلے سمجھا دینگے اگر اس پر بھی وہ نہ مانینگے تو کوئی اور تدبیر نکالینگے
باتوں میں لگا کے وہ وقت ٹالینگے گدگدیاں دینگے چٹکیاں لینگے ہنسی ہنسی میں بہلا دینگے
یہاں تو یہ ادھیڑ بن تھی شہزادے کو وصل کی دھن تھی جب وقت شام ہوا وصل کا سر انجام
ہوا دولہا دولھن چھپر کھٹ میں ہم آغوش ہوے مارے شرم کے بدحواس ہوے لیکن شہزادے کا نشہ الفت ہی
پیارا لگتا تھا سب نے کہا چلو خلوت میں دولہا دولھن کو چھوڑ دو سب چلی گئیں جاتی تھیں جاتے جاتے کواڑوں میں
دروازے بند کر لیے آنکھیں جو ملیں سہاگ کا عطر پھولوں کی مہک اور مچھیتے اور حنا کے تیل کی
لہک ریت کا بچھونا سا اولی خوشبو عطر کی مشام جان واقع خفقان تھی روح وروان عالم شباب
فرط شوق سے دل بڑھتا جاتا نیند کا خمار مستیوں کے اوتار ادھر گرمجوشی اودھر خوف سے ٹھنڈی
ٹھنڈی سانس کبھی حیا سے خاموشی ادھر سے چھیڑ چھاڑ اودھر بناوٹ سے بگاڑ دولہا کا موقع پر
ہاتھ لگانا دولھن کا دبا دینا بل کھانا شرمانا شہزادے نے کہا اے رشک وصل کی شب یوں ہی نہ
اے قاضی حاجات رہے حشر کے روز تلک صبح نہ ہو رات رہے یہ باتیں جنپر گذر گئی ہیں وہی
لوگ خوب واقف ہیں یا جو عاشق مزاج ہیں اونپر منکشف ہیں پھر شہزادے نے ملکہ کا گھونگٹ اوٹھا کر
کہا اے مجھ جان رندگی لگا یہ باتیں لینے لگنے پیار کریں سو بات مانو تو منت ہزار بار
کریں ملکہ نے مطلب کی سمجھ حیا سے سر جھکا لیا زانو پہ جو شہزادے کا ہاتھ گیا تھا آہستہ سے
زانو سرکا لیا آرام دل نے ہاتھ جوڑے بلائیں لیں پاؤں دبائے لاکھوں منتیں کیں مگر دعا
کب دعا قبول ہوتی تھی تمنائے دل کب حصول ہوتی تھی جب منت سماجت سے کام نہ نکلا تو شہزادے
نے کہا صبا بندہ اب ناصبور ہوتا ہے عفو کیجے قصور ہوتا ہے ملکہ نے آہستہ سے جواب دیا
کہ معاف تو ایک گھڑی بھی نہیں ہوتی قصور کروگے تو سزا پاؤگے زیادہ ضد کی جاے گی منہ کے
بل گروگے رنگ اوڑ جاۓ گا شہزادے نے کہا اے بندہ نواز ماننے ہم عرض حال کرتے ہیں
فقیر لوگ سخی سے سوال کرتے ہیں ملکہ نے جواب دیا کہ صاحب اگر دشمن محتاج ہیں تو در دروازے
پر جا کر سوال کرو یہاں کیا رکھا ہے اس سے کیا فائدہ ہے آرام دل نے کہا واہ سبحان اللہ
صبا خوب عاشق کا پاس کرتے ہو ہر گھڑی دور دور ہوتا ہے یہ کہکر سوال وصال
کیا ملکہ نے سنسناکر دوراندیشی ٹال دیا پھر ہزار ناز و انداز فرمایا ع ایسی باتیں زبان سے نہ کہو

آرام دل نے موقع پاکر کہا [illegible] بیت [illegible] بہت خوش حال [illegible] اور فرمایا صبا [illegible] گھڑی [illegible] کی باتون [illegible] کیا [illegible] دیکھیئے تمھین [illegible] کیا کرتے [illegible] گوری [illegible] تمھین زیادہ [illegible] شہزادے نے [illegible] بڑھایا [illegible] کہا تو [illegible] دونون [illegible] بڑھایا [illegible]

وصل کی شب [illegible] سے عیش کا سامان ہوا
نازک اندامی [illegible] دیا [illegible] بہت [illegible] ہوا [illegible]
غنچۂ خاطر [illegible] شاد [illegible] کے [illegible] آئی [illegible]

جب [illegible] دل [illegible] کھلا [illegible] فاش ہوا آخر پاش پاش ہوا [illegible] گلعذار ہوا [illegible] کیا تھا جب ذرا ہوش آیا تو فرمایا شنوہی آپ کا [illegible] کیا [illegible] آپ کی [illegible] خون بہا میرا [illegible] شاباش [illegible]

صبحدم نسیم لکھنوی جب [illegible] عروس [illegible] شام [illegible] شب کو [illegible] خورشید نکلتے ہی [illegible] آرام [illegible] دولھا دولھن سحرگاہ ایک سرخرو دوسرا زرد دونون آنکھین [illegible] ایک دوسرے کی حیرت [illegible] ادھر حیا سے بڑی حالت تھی [illegible] سکتا تھا جب شہزادہ حمام مین داخل ہوا [illegible] رات کو تاکتی پھرتی [illegible] کے [illegible] ملکہ کے پاس آئین رات کی باتین [illegible] زبان پر لائین قمرالنسا نے کہا بیگم تمھین میری جان کی قسم سچ کہنا رات شہزادے کو [illegible] لگائین ملکہ سنکر شرم سے سر اوپر نہین اوٹھاتی تھی انفعال مین ڈوبی جاتی تھی وہان شہزادہ نہا دھوکے پاک صاف ہوکے دربار مین گیا یہان دولھن کو خواصون نے نہلایا پوشاک عروسی اور زیور پر تکلف سے آراستہ کیا چوتھی کا جوڑا پہنایا دربار برخاست ہوا دولھا محل مین تشریف لایا دولھن کے ساتھ خاصہ نوش فرمایا جب شام ہوئی چوتھی کی طیاری ہوئی صدہا من ترکاری ہر قسم کی اور منون میوہ سب طرح کا طلائی خوان اور [illegible] کشتیون مین بھرا ہوا خوانون پر گنگا جمنی سینیون کے کھانچے کشتیون پر کاشانی مخمل کارچوبی خوان پوش پڑے بڑے تجمل اور دھوم سے چوتھی شہزادے کی طرف سے محل مین آئی پھر دولھا طلب ہوا چھپنے والیان چھپ گئین دولھا دولھن چوتھی کھیلنے

لگے پہلے کھیر کھلائی پھر گلبازی ہوئی قدرت حق کی کارسازی ہوئی دولہا نے دولھن گلبدن
کی طرف پھول پھینکے لوگون نے دولھن کے ہاتھ سے وہی پھول باہستگی دولہا کی گود مین رکھدئے
قطعہ گلبن اوس طرف گل افشان ہوا اوس طرف کو تو ٭ پھول چن چن کے مجھے زور سے مارے
تک تک ٭ اور کبھی مین بھی کوئی پھول تفنن کے لیے ٭ پھینکون دانستہ خود اتنا کہ نہ پہونچے تجھ تک ٭
پھر آہستہ سے دولہا نے چھیاون کی چھڑی دولھن کو ماری قمر النسا نے دولھن کے ہاتھ سے دولہا
کو ذرا زور سے چھڑیان لگائین اب کہان تک شرح کرون طول دون خلاصہ یہ کہ سب رسمین عمل مین
آئین جب دولہا دولھن چوتھی کھیل چکے دولھن کو لوگون نے چھپر کھٹ مین پہونچایا رنڈیون نے حشر
مچایا دولہا پر چارون طرف سے چھڑیون کی مار اخروٹ اور باداموں کی بوچھار پڑنے لگی کسی کمبخت نے
سیب اس زور سے کھینچ کر مارا کہ دولہا کے لگتے ہی پاش پاش ہو گیا کسی بیدرد نے بیگن پھینکا
کسی خام پارہ نے چھوارا کھینچ کر مارا کسی نے ٹیٹے وقت باجی کو پکارا شہزادے نے بھی جس سہیلی
کھیلی مست سرشار صورت دار رنڈی پر تاک کر انگور کا خوشہ مارا وہ آنکھ کے گوشے مین لگا آہ
کر کے بیٹھ گئی سب نشا ہرن ہوا جسکو بھی شکر قند ہاتھ مین لیکر دکھائی اوسنے فوراً اپنی صورت
پردے مین چھپائی جب لگائی پردہ توڑ کر جھپکنے لگی اوہ کر کے اوچھل پڑی چلائی نارنگی جب
پھینکی چھاتی کے سوا اور کہین نہ لگی کیلا جب مارا پنچے ہی کا دھڑ تاک کے مارا انار جب پھینکا جب
چہرے پر جھپکے لگا کھل گیا دانون کے ساتھ دو ایک دانت بھی جھڑ گئے پانچ چار اوکھڑ گئے
ایسی چوتھی کھیلی وہ مار دھاڑ کی کہ تین پانچ بھول گئے ششدر رہ گئے خوشی کی بات تھی اسلیے
سب ہنس گئے جب چوتھی کھیل چکے سب ہنگامہ موقوف ہوا شہزادہ خوابگاہ مین تشریف لایا پھر وہی
عیش کا سامان تمام ہوا وصل کا سرانجام ہوا اوس رات نے عجب لطف دکھائے دونون طرف
دل کھلے ہوئے حیا و شرم کا نام نہین کسیکو کسی طرح کا رنج و آلام نہین دلون کے سو سو طرح کے مزے
آئے ہر روز اسی طرح با عیش و نشاط ساغر تمنا مئے وصال سے معمور رہتا دل بادۂ سرور سے
مسرور رہتا شہزادے کو دن عید اور رات شب برات تھی وصل جانان ایام گذشتہ کی مکافات
تھی صبح و شام بادۂ نشاط سے سرشار عیش و نشاط مدام نہ ہجر سے کچھ مطلب نہ فراق سے
کچھ کام تھا نہ بیم فلک کینہ ور نہ خوف گردش ایام تھا

عزم آرام دل سوے وطن رخصت ہونا شاہ سے

بیان جلوس سواری اور بحشم و حشم روانہ ہونا

چل اے توسن خامہ فرخندہ گام ۔ کہ سامان شادی ہوا سب تمام ۔ بر آیا مرے دل کا سب
مدعا ۔ جو کچھ چاہتا تھا وہ حاصل ہوا ۔ مگر اب ذرا حال رخصت لکھوں ۔ بہار خزاں سیر غربت
لکھوں ۔ سیاحان دشت پیما و رہ نوردان آبلہ پا احوال رخصت شہزادہ آرام دل مہر سیما
یوں لکھتے ہیں کہ ایک شب شہزادے نے جھمگھٹ میں لیٹے لیٹے ملکہ سے کچھ اشتیاق ملازمت
والدین کا اپنے ظاہر کیا اوس رہنما جو کو خوش خاطر اپنے محبوب کی بدل منظور تھی فی الفور جواب دیا
کہ نسیم لکھنوی چلیے گا تو ساتھ ہیں بلا عذر ۔ رہیے گا تو بندگی ہیں کیا عذر ۔ شہزادے کی تو
یہی آرزو تھی صبحدم آتے ہی شاہ سے اپنا حال عرض کیا نسیم لکھنوی دعوی نہیں کچھ وفا کے ہو
پر ۔ قائم رہے کیسے ہوے پر ۔ لازم جو ہوا وسمیں کد نہ کیجے ۔ سائل کا سوال رد نہ کیجے ۔ بادشاہ
یہ سنتے ہی گھبرائے فرمانے لگے کہ ملک حکومت فوج سلطنت خزانہ سب کچھ موجود ہے پھر رخصت
چہ معنی دارد بسم اللہ حکمرانی کرو میں ایک اولاد کے سوا دوسرا فرزند نہیں رکھتا جو بعد میرے وارث
تاج و تخت ہو پھر کیا سبب جو ایسا کلمہ زبان پر لاتے ہو ناحق بیٹھے بٹھائے مصائبات سفر اوٹھاتے
ہو شہزادے نے دست بستہ عرض کی کہ قبلۂ عالم منصفی شرط ہے حضور کی سلطنت سے کمترین
کو کچھ کام نہیں مگر حضور اپنے اوپر ہی قیاس فرمائیں کہ آپ کو جب مفارقت اپنے فرزند کی ایک
لحظہ گوارا نہیں تو واے برحال میرے والدین کے کہ ایک مدت دراز سے مجھ نالائق کی تمنائے
دیدار میں مضطر اور بیتاب ہونگے لوگ بیچارے میری تلاش اور جستجو میں خراب ہونگے بادشاہ نے
فرمایا اچھا ایک برس اور توقف کرو پھر رخصت کرونگا شہزادے نے عرض کی حضرت اب تو ایک
ایک ساعت ایک سال کے برابر ہے میرے حال پر رحم فرمائیے رخصت کیجیے اگر میری
خوشی مد نظر ہے غرض بادشاہ نے ہر چند سمجھایا بہلایا راہوں کا نشیب و فراز سنایا مگر وہ کب
سنتا تھا نسیم لکھنوی وہ دل جو ہوں چاہنے پہ راضی ۔ یہ جان سے کیا کرے گا قاضی ۔
ناچار بادشاہ کو سواے رخصت اور کچھ بن نہ آیا وزیر اعظم سے واسطے طیاری سامان سفر کے
ارشاد فرمایا تاریخ ٹھہری دن مقرر ہوا جبر اٹھہرا مہینہ بھر اور رکھا جب مہینہ گذر گیا بموجب حکم بارک اللہ
یوم السبت و الخمیس جمعرات کے دن آدھی رات رہے سے کوچ کی طیاری ہوئی اوس شب
لوگوں کو نیند نہ آئی پہر رات رہے سے زن مرد لڑکے بوڑھے جوان کا ہجوم ہوا ہر شخص سواری
کا جلوس دیکھنے چلا میر حسن ۔ یہ خالق کی تھی قدرت کاملہ ۔ تماشے کو نکلی زن حاملہ ۔

پانچ کوس تک دو رستہ آدمیون کی بڑی کثرت تھی کوٹھون اور برآمدون پر بھی یہی کیفیت تھی شہزادہ
رخصت ہونے لگا بادشاہ نے رو کر [illegible] دل سے گلے لگایا پیشانی [illegible]
سورۂ فاتحہ پڑھی اور [illegible] رخصت فرمایا [illegible] سپرد [illegible]
بیش راجہ جب شہزادہ سوار ہوا [illegible] بادشاہ شہریار [illegible]
سواری کا جلوس [illegible] سوار زرق برق دریا [illegible] جوان گھوڑے
[illegible] کے جسم [illegible] بادلے کے پاجامے [illegible] قبائین اور سر پر
خود ہاتھون مین [illegible] پشت پر گینڈے کی ڈھال بے مثال [illegible] کی آبدار ڈاب مین
تلوار قبضے طپنچے کی جوڑی بندوق چقماق کندھے پر برچھا ہاتھ مین ہر جوان کی ترچھی چتون نوک جھونک
بات بات مین طرق کے طرق پرے کے پرے گھوڑے کڑکاتے لوگون کو پھڑکاتے کنوتیان ملاتے
باگین اوٹھائے دریا کی فوج مین سے موج کی طرح نکل گئے پھر آگے فیل ہاتھی پر علم ظفر پیکر پیچھے
ہیچھے [illegible] بعد اوسکے [illegible] مراتب سو سو ہاتھی شیر دہان اب سواری کا سامان شروع ہوا ہر شخص دیکھنے
کو رجوع ہوا ہزار بارہ سو سانڈنی جنکی شان مین فرمایا ہے والی الابل کیف خلقت بغدادی
دکھنی مارواڑی دو دو سو کوس کے دھاوے کی منقش کی باگین طلائی مہارین گلے مین سونے
کے گھنگرو صندل کی کاٹھی کمخواب کی جھولین اونپر پندرہ پندرہ برس کے جوان سوار بناتی پاجامے
سرخ کرتی چینی بتی پشت پر سپر ترکش مین تیر پر تلے مین تلوار دوش پر کمان کم سن خوب صورت نوجوان
ہاتھ مین کوڑا مہارین کھینچے مہرے کاٹھی سے ملائے طاؤس کا جوبن دکھائے اور دو ہزار بچھیرا
ناکندناپ کا پورا جنکی تعریف خالق کونین نے فرمائی ہے والعادیات ضبحا کہکر قسم کھائی ہے
اوسمین دو سو دریائی باقی سب عراقی ترکی عربی ایرانی کابلی کچھی خراسانی ختائی دکھنی کاٹھیاواری کامدانی
گردنیان گرد موتیون کی جھالا منقش کی چوٹیان مخملی کارچوبی گدے لیس کے فراخی قاز [illegible] کھیل کرتے باجے
کی آواز سے ڈرتے اور سات سو خاصہ کوتل بانات کی چارجامے کارچوبی زین پوش اوسپر کوتل کش سونے
کی رکابین کمخواب کے تنگ پر زردوشالون کے زیربند طلائی کلغی جواہر نگار پوزی دمچی گردنون مین
یاقوت کے اسکے سونے کے توڑے لگے ہین ہیکل پاؤن مین جھانجھین پٹھون پر موتیون کی پاکھر
رنگین دم دو دو دو انگل پر ناٹے پڑے چلتا رہی ہے دم سم سائیسون کے ہاتھون پر اڑ جانے کی
گھاتون پر معشوقون کی طرح پھڑکتے توپ کی آواز سے بھڑکتے سائیسون کے ہاتھون مین سونے
کے موٹے موٹے کڑے کانون مین سونے کے مرکیان سر پر گلناری پگڑی گلے مین اطلس کی مرزائی

پاؤن مین بنارسی دھوتی ... بانسٹ کے رومال کی گرہ لگی ہوئی ایک ایک کے
حوروں کا سجتا پاؤن مین ... کے ... کی باگ ... کندھون پر
گنگا جمنی ڈنڈیون کی چوڑیان ہاتھون مین پہنچیون ... اودی اونکے پیچھے
اوسپر عجیب جوبن بارہ بارہ برس کے ... پاؤن مین چوڑی دار
پائجامے ... کی پتیان کرن کے طرے چھوٹے
چھوٹے ... کشتیان ... کی ... پر ساز و سنگار کے ... بہت
انتہا کے چالاک و چست باجا بجاتے برابر قدم اوٹھاتے ... کی آواز
گھنگھرو بانسلی کی دھن جھانجھ کا شور ... کیفیت دکھاتی ... چوبدارونکی آواز
کانون مین آئی اونھون نے آواز لگائی کہ ... شہزادہ عالم پناہ سلامت پھر ایک غول ...
ہوا سواری قریب پہونچی ہر شخص بیقرار ہوا دیکھا دس بارہ ہزار خواص ... خاصیان کندھون
پر اونکے غلاف کاشانی مخمل کے گردپوش صاف صاف ... پائجامے اطلس کی ...
زربفت کے شالی پٹکے سر پر ... کا چہرہ ... قیمتی ... آرام دل عماری دار
ہاتھی پر سوار خواصی مین محمود وفادار ہاتھی فلک شکوہ ... باعظمت و شان لب ہاتھیون سے
ہو دونا لاکھ دو لاکھ مین ایک ... سے ... بائین دو
برچھی والے ہاتھون مین ... کے ... ستک پر فولادی
اوسپر کلغی گلے مین طلائی ... کانون مین بالیان اون مین ... کے ناظرین کے
جی بے چین کرنے والے ... کی جھول ... دس گز کا عرض پندرہ گز کا طول ...
بہت سنگین کام ... تمام ... جواہر نگار عماری ... مین جڑی
ہوئی ساری خوجہ ... جوان ... ہاتھ مین جواہر نگار ... ہاتھ
مین ... ستک پر بیٹھے ہوئے آسن ... ہاتھی ... مین ...
تازہ دادے شہزادے پر ... معشوقانہ جوبن دکھاتا آرام دل کے برابر ذرا ایک قدم پیچھے
ہٹ کر ملکہ حسن افروز پردہ دار عماری مین فیل خوش خرام پر سوار مصاحبت مین قمر النسا پری پیکر
حور کردار اوسکے پیچھے پندرہ ہزار ہاتھی ہودج اور عماری کا خاص شہزادے کی سواری کا اونکے
بعد کئی سو رتھون مین ماماتین اصیلین مغلانیان خواصین پیش خدمتین سوار ملکہ کے ہاتھی پر
خواجہ سرا فیلبان ہاتھی کی وہی شوکت وہی شان عماری طیاری مین اوسی عماری کے برابر

بلکہ اس سے بہتر اندر گنگا جمنی چلمنین باہر کارچوبی پردے مخملی فرش اوسپر مسند تکیہ لگا دیوارگیریون
پر چھوٹے چھوٹے دو الماسی کنول روشن عماری مین موتی محل کا جوبن ملکہ و الدین کی مفارقت
عزیز و اقارب کی مہاجرت مین فرط آلام سے خاموش سرنگون دل مین ہزارون وسواس مگر رضی
برضاے ایزدی بیچون قمر النسا دل بہلانے کی باتون مین سیر و تماشے کے حرف و حکایاتون
مین مصروف ان دونون ہاتھیون کے گرد ہزار دن غلام سیمبر زرین کمر بے انتہا خواجہ سرا الماس
فیروز لبسنت ہوا رنگے اغضرون کا تپا جھرمٹ مارے ہوئے لال سبز اپنین ہاتھون مین سے لیے
ہوے لالٹینین پوری روشن کیے ہوے سواری جواسد برج کے نیچے پہونچی شہزادے سے نے
جلدی سے پہچان لگا کیا اور ہاتھی پر کھڑے ہوکر شاہ کو آخری مجرا کیا بادشاہ کی آنکھون سے
آنسو گر پڑے منہ پھیر لیا وزرا امرا زار زار رونے لگے رومال آنسوون سے بھگونے لگے اوس
وقت شگون کی گذا پاشی صبا کی جانخراشی خوشبو کا لپکنا دشت کا مہکنا صبح کا جھٹ پٹا وقت
نسیم سحر کا فر فر چلنا شمعون اور مشعلون کا جھلملا جھلملا کے جلنا سورج کی کرن کا پھوٹنا شہزادے



سے خلقت کا چھوٹنا تمام عالم کی گریہ وزاری صغیر وکبیر بیقراری کا عالم طاری یہ کیفیت دیکھ کر
آئی مہر منور چرخ چہارم پر مضطرب ہوکر منظر عبرت تماشا دیکھنے نکلا فلک ستم شعار کہ اس نے یہ گل چہرہ انجم نگاران
تھا اوس سے بھی یہ دیکھا نہ گیا گھبرا کر آنکھیں بند کر لیں چاند کی رنگت فق ہو گئی ستارے ہوائیاں اوڑنے لگیں
اختر مہتاب نے اسی غم میں گھلا گھلا کے آپ کو ہلاک کیا سحر نے اپنا گریبان چاک کیا سبزے کے
دل میں غم کی برچھی لگی بے اختیار شبنم کے آنسو ٹپک پڑے درخت حیرت سے کف افسوس ملتے تھے
کھڑے پہاڑ میں شیر نے اللہ ہو کا نعرہ مارا مرغ سحر نے اللہ اکبر پکارا ہر جانور خدا کی یاد کرنے لگا ہو الباقی
کا دم بھرنے لگا شہزادے کی فرقت میں در و دیوار چرند پرند انسان حیوان سب کو رقت دشت کو
وحشت آسمان کو حیرت صحرا جنگل کوہ سنسان بیابان ہو کا مکان عجب عالم نظر آیا سنگدلوں کا
بھی دل بھر آیا روتے روتے لوگوں کی ہچکی بندھ گئی کلیجے تھرا گئے ہزاروں کو غش آ گئے سیل اشک
آنکھوں سے جاری تھا بیخودی کا عالم طاری تھا آخری دیدار تھا لوگ بار بار حسرت کی نگاہوں سے
دیکھتے تھے زار زار روتے تھے اور یہ کہتے تھے رند شعر اے گردون بر آیا تیرے دل کا مدعا +
شہر سے آباد آتا ہے نظر ویرانہ آج + سواری جب دور نکل گئی لوگ ناچار با دل داغدار و جگر فگار
اپنے اپنے گھر آئے مگر کھانے کی بھوک نہ کھانے کی پیاس سب کا جی بے چین چہرہ اداس شہر اجاڑ
سنسان ہیبت ویران بازار گل و گلزار بدتر از خار نظر آنے لگا سب کا دم گھبرانے لگا بادشاہ خلقت
کی بیقراری زن و مرد کی آہ وزاری دیکھتے تھے اور بھی صدمہ دلپر ہوتا تھا القصہ کوتاہ جب سواری عروس
پہونچی اور خزانہ توشہ خانہ سیاہ زمین اردوے معلے خیمہ ڈیرہ جا چکا بادشاہ باچشم اشکبار محل میں تشریف لائے
وہاں دیکھا تو سبھوں کی روتے روتے بری حالت بیگم صاحب کو غشی کی نوبت گھبرا کر جی بہلانے کے
لیے باغ حیات بخش میں تشریف لائے وہاں عجیب رنگ نظر آئے روش ٹھہری بگڑی ہی ہوئی سبزہ
پامال تمام باغ میں پت جھڑ درختوں کا برا حال سرو میں بل شمشاد میں خم لالہ داغ بر دل نرگس چشم پر نم
گلاب کے درخت میں پھول کیسا کلیاں سینے نام کو نہیں سوکھا ہوا کانٹا ہو گیا بے آب چنبیلی کی مٹی خراب
بنفشہ پژمردہ ریحان بیجان سوسن خاموش سنبل پریشان نہر خشک بے آب مچھلیاں زبان نکالے
ہوئے بیتاب انگور مثل دل عاشقان مرجھائے زعفران کے تختہ کی طرف دیکھو تو بے اختیار رونا
آئے نہ وہ باغ نہ وہ بہار نہ وہ گل نہ وہ خار نہ بلبل کے چہچہے نہ وہ درخت سرسبز لہلہے نہ قمری کی
کوکو نہ کوئل کی توتو نہ مور کا شور نہ ساونوں کی گھٹا گھنگھور نہ نسیم نہ صبا نہ کہیں صبا دکا نام نہ گلچیں کا
پتا نہ سبزہ نہ صحرا نہ کیفیت گلزار نہ موسم خزان نہ فصل بہار جب آندھی کا جھونکا آتا درختوں کے ہوش

بگڑ جاتے ہر چمن کے ساتھ وہ چار چیز سے اوکھڑ جاتے باد صرصر سے نہ رستے ہوئے بچتے پتیون سے نہر لبریز کنوئین سیتے ہوئے بجا کے بلبل زاغ نیب گلشن قمری کی جگہ بوم شوم کا مسکن موتی محل ویران نہ فرش نہ وہ سنگھاسنا نہ وہ زیبائش نہ وہ سامان جا بجا جانورون کے گھونسلے آشیانے کوؤن کی بیٹ خس وخاشاک کے ڈھیر کہین کنکر کہین پتھر کہین اینٹ یہ سیر دیکھکر حضرت ظل سبحانی عالم سکوت مین ششدر وحیران تھے ہو الغفور الودود ذی العرش المجید فعال لما یرید کہتے تھے اور گریان تھے سبحان اللہ جہان گذران سرائے فانی کچھہ عجب مقام ہے جسے دیکھو بادرد و آلام ہے آیند روند کا تانتا ہے ہر ایک سے رشتہ ہی ناتا ہی مگر ثبات بجز ذات پروردگار نہین سچ ہے کے ہمیں ہو دو دیگرے ہے آید * کسیکو اس دہر ناپایدار مین قرار نہین جو لوگ فنا فی اللہ ہین اونکی تو کیا کہتے نہین تو وہان سے شوق دیدار مین آتے ہین آب سرد نان گرم سایۂ دیوار شاہد گلعذار باغ و بہار جہان کی نعمتون کے مزے اوٹھاتے ہین حب وطن یاد آتا ہے ع حب وطن از ملک سلیمان خوشتر * کہتے ہوئے اعمال نیک یا بد ساتھہ لیکر چلے جاتے ہین رشتۂ الفت ہر ایک سے توڑ جاتے ہین سبکو روتا چھوڑ جاتے ہین سید محمد خان رند کیے ہین خوب سے نظارے باغ ہستی کے * جہان کو بس مرے پروردگار دیکھہ چکے * ہوئے سفید و سیاہ جہان سے واقف بہت سی گردش لیل و نہار دیکھہ چکے * القصہ آرام دل باین جاہ وحشم ملک فارس سے وطن روانہ ہوا یہ قصہ زبان زد انام ہوا اور ہر ملک و دیار مین ان باتون کا فسانہ ہوا ہر روز کوچ در کوچ مقام در مقام یونہین منزلین طے کرتے چلے

تھوڑا حال اوس رنجور دور از سرور عاشق صادق ہدف ناوک غم مجروح سنان الم بے یار وغمگسار یعنی صنوبر عاشق زار کا پھر شہزادہ سیاہ فام کا آنا فتنۂ خوابیدہ جگانا صنوبر کا گھبرانا پھر نامہ لکھکر آرام دل کو طلب فرمانا

پلا ساقیا ساغر لالہ فام
کہ ختم ہوئی نہ وہ غم کی بات
نظر ڈالنے گا رون پہ اصلا نہ کی
کہ اک غمزۂ یکا لگتون مین بھی غم

کوئی دم تو دل ہو مرا شاد کام
خوشی کا رہا ہر طرح نغمہ سنج
جلا دل مرا تو نے پروا نہ کی
وہ ... ... اپنی جھٹکنے لگینا

لکھی اب تلک عیش کی واردات
نہ لکھا مگر تو نے انجام رنج
وہ ساغر پلا پر رنج و الم
جسے سنکے عاشق جلنے لگین

لگے تیغ غم سے دل پہ خراش ہر اک قاش ہے جیسے برچھی کی نوک	ہر اک بات پر ہے دل پاش پاش دکھاؤں غم آباد کی کیفیت	ہر اک تیر سے ہے ہوا اک نوک جھوک لکھوں اک ناشاد کی کیفیت

کشتگان الم دوست بیابان استخوان و پوست توده گران برشته دل روے راحت نادیده تفته جگر
تیغ ہجر سے شہید ناکام امید بحال خراب اوس جگر کباب خستہ و بیتاب صورت سیماب زاویہ نشین کلبۂ رنج و
محنت ہمدوش شام غریبی روے نادیدہ صبح وطن خونین جگر چراغ سحر یعنے ممدوحہ بے بال و پر کا ایوان غم
میں کمر فراق شہزادہ بیوفا ناآشنا یابی صد ہجر و ستم یعنے شہزادہ آرام دل مہر شیم او یوسف
رنج غم و الم سے کچھ عجیب حال ہوگیا کہ گل سا بدن سوکھ کر ہوا کا نشانہ آنکھوں میں حلقے سنبل زلف پریشان
صورت آئینہ حیران سر و قد بار غم سے سرنگون بالکل پوست و استخوان گئین مو اراگک اراک تا تار
غیرت مجنون رنگ محل میں اوسی پلنگ پر جہان آرام دل سے ملاقات ہوئی تھی منہ لپیٹے ناکام
یاد وہ دلارام لیٹی ہوئی سینہ ناوک غم سے فگار سینے میں دل بے قرار لب خشک چہرہ زعفرانی سرزم
آہ سرد دل میں سوز نہانی ہاتھ پاؤن ٹھنڈے کلیجے میں درد آنکھیں نیم باز آنسو روان عشق کی
ملامت سے ناز ادھر سے نیاز لب جان پر ارمان اور بصد حسرت و یاس یہ مطلع ورد زبان رندیست
کے دن اپنے پورے کر چکے + تکتے تکتے راہ تیری مر چکے + ہر دم فراق کا شور نالون کا شور جوش
جنون دل خون چشم گریان صدمہ فرقت وصل کا ارمان نہ جب رہنے کا مقام نہ کچھ کہنے کا ہنگام
اس حال میں جو دل بے قرار ستاتا تو بے اختیار یہ شعر لب پر آتا جرأت اوسکو جاتا تھا تو کیون سوت
نہ آگئی العقد + ایسی سودائی کا جینا ہمیں درکار نہ تھا + الٰہی یہ پہاڑ سی رات کیونکر کٹے گی ہائے کیا کرون
یہ بھاری سل چھاتی پر سے کب ہٹے گی ذوق مجکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جیون روز حشر + مجھے
یہ کسیدن سے آسمان لپیٹے لگا + خواصین مغلانیان سہیلیان سب کہتین کہ بیگم خدا کو یاد کرو
امید وصل سے دل شاد کرو رنج و الم کی بھی انتہا ہوتی ہے ذرا گل و گلزار کی سیر سے جی بہلاؤ کہ دل کو
تقویت ہو جسم میں توانائی آئے تو اون کو جواب دیتی جرأت آرام ہو چکا مرے جسم نزار کو + سکھے
خدا جہان میں دل بے قرار کو + صبا شور جسکا ہے وہ ہے عشق جنون نہ دل میں + بڑھ گیا ہے
تمکین حسن کا سودا دل میں + کون سی شب نہیں رہتا ہے خیال گیسو + یہ وہ طائر ہے کہ لیتا ہے بسیرا
دل میں + جلوۂ عشق بنا گوش صنم دیکھو تو + اوتر آیا ہے عجب عرش کا تارا دل میں + کس طرح آسکے
خوشی گرد پھٹکنے پائے + فوج اندوہ کا رہتا ہے طلایا دل میں + اسے صبا جسکے لیے ہوتی ہیں
پریشان خاطر + چاہتا ہے مجھے وہ گیسوؤن والا دل میں + شومی قسمت اور گردش گردون نے دوست

تو دیکھو کہ بعد بہت کشش محبت سے اگر آئی بھی تو باہر ہی باہر سے پھر چلے گئے اور ہمین نوبت نہ دکھائی ہمارے
دم پر بنی جان پر کیا کیا آفت نہ آئی وہ کہتین بیگم گھبراؤ نہین انشاء اللہ تعالے پھر آئینگے خدا نے چاہا
تو تھوڑے دنون مین یہ غم والم دور ہوجائینگے تو کہتی **صبا** لاکھہ قربان کوئی جان کرے ❊ سجن دا
وہ جو بت کسیکا ہو ❊ صاحبو ایک مرتبہ آنے کا وعدہ تھا وہ اونھون نے وفا کیا اب بھلا کیون
آنے لگے ایک بیچاری مجھہ غریب با مصیبت زدہ کے واسطے مصائبات سفر کیون اوٹھانے لگے
ذوق یون پہ جان عبث سے منتظر وہ شوخ کب آیا ❊ اگر جیلم کو بھی آیا تو ہم جائینگے اب آیا ❊
دلربا جب شہزادی کی بے اعتنائی اور بے پروائی کا خیال کرتی تو کہتی کہ ہائے ہے لوگو خدا کی
قسم سچ ہے نہ سیجے بے دید جورو کے مر بھی دنیا مین کم ہونگے صنوبر جواب دیتی **جرأت** آہ کیونکہ
نہ جدا تمسے وہ پیارا ہوتا ❊ وہ نہین ہم ہین کہ وہ جس سے ہمارا ہوتا ❊ یہان تو شب و روز عشق
مین جلنا شمع سان پگھلنا رات دن آہ وزاری ترقیون پہ بیقراری تھی وہان فلک ستم شعار درپے
آزار تھا اپنی گھات مین لیل ونہار تھا یعنی شہزادہ سیاہ فام جو فرار ہوگیا تھا جسکا باپ فی النار
ہوگیا تھا چند روز مین دو لاکھہ سوار ساتھہ لیکر چڑھہ دوڑا اور یہ ارادہ کیا کہ یکایک شہر مین جا پڑیے
جو مقابل آئے اوس سے لڑیے پھر محل مین گھسکر بادشاہزادی بانی فساد کو گرفتار کیجیے اور بادشاہ کو
بھی سزا دیجیے یہان تو ایک دفعہ دھوکا کھا چکے تھے بڑی زک اوٹھا چکے تھے وزیر باتدبیر پہلے سے
ہوشیار تھا ہر طرف سے خبردار تھا جا بجا گڑھون پہاڑون اور ٹیکرون پر مورچے لگائے تھے سلامت
کوچے کھدوائے تھے قلعۂ فلک شکوہ کے برجون پر توپین چڑھائی تھین کمند کی حفاظت کے لیے فصیل
کے کنگرون پر فولادی میخین جڑوائی تھین فوج نہایت آراستہ ہر طرح کی حرب و ضرب سے پیراستہ تھی
شب کو تین چار کوس تک روندگشت کرتی تھی طلایہ پھرتا تھا جو اکیلا دوکیلا آدھی رات پچھلے پہر سے
روندوالون کو ملجاتا بے اجازت جانے نپاتا غرض کمال بندوبست تھا کسی کو کسی طرح کا کھٹکا نہ تھا
ہر ایک المست تھا وہ ملعون جو باگین اوٹھائے آیا آگے نہ بڑھنے پایا شہر سے سات کوس پر ڈیرہ
تھا فوج نے وہین روکا گولہ اندازون نے گولا مارے کے وہین لوکا بادشاہ کو خبر ہوئی تمام شہر مین مشتہر ہوئی
وزیر پچاس ہزار پیدل اور ساٹھہ ہزار سوار لیکر لپکا آتے ہی میدان مین فوج کو جمایا دس پلٹنین
یمین اور دس یسار آگے توپخانہ پشت پر سوار پانچ چار پلٹنین سلامت کوچے مین لٹا دین دس پیادے
پیچھے مدد کے واسطے رکھین پھر تو وہ جم کے لڑائی ہوئی کہ گاؤ زمین کے پانوَن اوکھڑ گئے آسمان کے
کنگرے جھڑ گئے زمین ہل گئی اذا زلزلت الارض زلزالہا کا نقشہ ہوگیا دھوین سے بادل بنگئے روئی

کی طرح اوڑنے لگے حشر برپا ہوگیا یہان تو یہ جنگ عظیم ہونے لگی وہان اوس آفت رسیدۂ روزگار
یعنے صنوبر بیقرار کے کان مین جو دفعتًا توپ کی آواز آئی وہین دل دھڑکا کہ شاید آرام دل
کے آنے کی سلامی دغی طبل جنگ صدا پر دھیان کیا ہوا کہ چوردی تھی جب لوگون کو سراسیمہ دیکھا
اور شہزادے سیاہ فام کے آنے کا حال سنا ہوسے پر مُردنی چھاگئی جان سینے مین تلملا گئی
بقول شخصے ہوسے پر سود ہوسے سکتا ہوگیا چھت سے آنکھین لگ گئین دیر تک ٹکٹکی بندھی رہی پہر
غش آگیا آنکھین بند کرلین لوگ ایک تو پریشان ہو رہے تھے اور بھی حواس ہوگئے جلدی جلدی
گلاب چھڑکا لخلخہ سونگھایا بارے خدا خدا کرکے بڑی دیر مین ہوش آیا آہستہ آہستہ زبان فصیح فرمایا
کہ ہاے اے فلک یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے پھر فتنہ اوٹھایا یہ کیسا حشر برپا کیا ارے ظالم ہمنے ہے
موت مر رہے ہین زندگی کے دن بھر رہے ہین **میر وزیر علی صبا** کس دن شب غم جان کو آفت
نہین ہوتی ❊ کس شام سے یان صبح قیامت نہین ہوتی ❊ اب یہ اور آفت اوٹھائی اچھا جو
تیری رضا یہ کہکر خاموش ہوگئی روتے روتے پھر بیہوش ہوگئی اب جاسے غور ہے کہ ادھر تو فراق
کا زور ادھر اس قرمساق کا شور ہجر کے غم فلک کے جور و ستم عزت کا خیال آبرو کا دھیان جن
باتون سے تنفر جنکے نام سے تنگ و عار وہی سبب بروے کار اوسپر مزا یہ کہ فراق جانان جو اٹھی
مصیبتون مین پھنسا ہے وہی کچھ خوب جانتا ہے صنوبر کو جو غش سے افاقہ ہوا اور اونھین باتون
کا تصور بندھا تو سنکر کہا لا اعلم غم صیاد و خوف باغبان ہی ❊ دو غلے مین ہمارا آشیان ہے سے
پھر رو کر دعا مانگی کہ الٰہی مین سخت مصیبت مین گرفتار ہون پابند آلام بے مونس و بے یار ہون
آجکل سپہر فلک ستم شعار کی بڑی عنایت ہے کہ ایک ہوا بے تقصیر درپے آزار و اذیت ہے
شکر ہے شکایت نہین مگر اب نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن سخت ناچار ہون کیا کرون تو مجیب الدعوات
تو قاضی الحاجات سواے تیرے اور کس سے کہون صدقہ اپنے عز و جلال کا مجھ ناکام کو اس
سیاہ فام موذی پلید سے بچا اور بہ تصدق اپنے حبیب کے مجھ مہجور دور از سرور کو میرے محبوب
سے ملا یہ کہکر دل جو بھر آیا خوب روئی پھر قلمدان طلب فرمایا اور با چشم خونبار شہزادۂ فراموش کار
بادۂ انبساط کے سرشار کو نامہ لکھا اور کبوتر کے گلے مین باندھ کر ملک فارس کی طرف روانہ
کیا یہان دل مین طائر غم نے آشیانہ کیا

درہونا شکر فیروز اثر صحراے پر فضا مین کیفیت اردوی معلّے

خط اور نامہ پہونچنا صنوبر کا بیقرار ہونا آرام دل دلبر کا پھر متوجہ ہونا طرف ملک فراراب کے شہزادۂ سیاہ فام سے لڑنا اوسکو بھگانا اور شادی کرنا صنوبر سے

پلا ساقیا آب گلنار رنگ * کہ اب ہجر مین ہے بہت حال تنگ * پلا ساغر بادۂ ارغوان * کہ لکھون اک نئے طور کی داستان * میکشان خمخانۂ سخن و تازہ کنندگان داستان کہن رقم کرتے ہین کہ شہزادۂ آرام دل با ہزاران ہزار کروفر لشکر فیروز اثر شادکام فائز المرام منزلین طی کرتا چلا جاتا تھا جب سرحد ملک فارس سے نکلا ایک دوسرے ملک مین پہونچا شہر سے سات کوس آگے جا کے ڈیرے ڈالے خیمے ایستادہ ہوے پلٹنین جو آگے تھین لال پردے کے قریب پہونچکر تھم گئین دو رستہ ادھر اودھر جم گئین ڈوری بجنے لگی سلامی کی توپ دغنے لگی پلٹنون کی پشت پر سوارون نے کھینچکر سیف نکالکر سلامی دی جب سواری خیمۂ فردوس منزل مین پہونچی پلٹنون کے نشان گڑ گئے سپاہیون نے کمرین کھولین سوار اوترے گھوڑے رسالون مین بندھے توپ خانہ الگ کھڑا ہوا ایک طرف فیلخانہ بنا ایک سمت رتھ خانہ اور شترخانہ درست ہوا بچھے شامیانون کے نیچے خاصے گھوڑے جدا جدا خیمون مین پانچ کوس تک ادھر پانچ کوس تک اودھر سپاہ بیچ مین شہزادے کی فرودگاہ خاص بردار سراپردۂ شاہی کے گرد حلقہ مارے ہوے اپنے اپنے خیمون مین با عیش و آرام پہرہ چوکی والے ہوشیار سب خبردار ادھر پلٹنین اودھر خاص بردار اودھر توپ خانہ ادھر سوار بیچ مین اردو بازار آراستہ ہوا دوکانین جم گئین کٹورہ بجنے لگا ہر ایک اپنی اپنی دوکان سجنے لگا حلوائی نان بائی کبابی عطار پنساری کنجڑے برف والے خوانچہ والے تنبولی پھول والے کوئی آواز لگاتا ہے ملائی کی برف کے کوئی سناتا ہے حلوا سوہن ہے جاڑے کا کبھی ندا آتی ہے تڑاقا ہے چٹی مین کبھی صدا آتی ہے گلاب جامن ہے مصری کی ڈلیان کوئی بولا لونگ چڑے کباب کسی نے کھائے کنٹھے ہین موتیا کے اور دو رستہ جا بجا ساقنین عجب آن بان سے گورے گورے مدارے تانے کیے چلمین برابر برابر آگے رکھے ہوے اومین سلفے کا تماکو جما ہوا گگڑ والے پھرتے گلے مین خلتہ ہاتھ مین حقہ دو چلمین ایک طیار حقے پر دوسری مین رومال وہ خلیہ کے اندر لشکر کی رنڈیان نوجوان پانو مین زر و مخملی بوٹ گلبدن کا پاجامہ سا ہر لیٹ کی چوڑی چوڑی گوٹ دیکھنے والون کا جی لوٹ پوٹ لاہی کی انگیا کرتی مصالحہ ٹکا کرتی سر کی پیٹ کھلا اوپر سے دوشالے کی فرد

اوڑھے ہوئے چولی کچھ پھنسی ہوئی دامن و شلوار سجکے کامدار باف ہی جہی گلوری کلہ مین دبی ہاتھوں مین
مہندی رنگے ہوئے پانؤن مین تین تین چھڑے گلے مین چمپا کلی دھکدکی بازو پر نورتن ناک مین کیل
ہاتھوں مین سادے [illegible] بالیان ناز سے پانچے روکھتاے ٹھوڑی پر تل ڈالے ناک بھون
چڑھائے [illegible] کی [illegible] چال کی تمام لشکر مین دھوم ڈیرے پر عاشقون کا ہجوم جوں کھنچے فلک
مین ڈالے پاٹریان ہاتھوں مین سنبھالے نشہ مردانگی کے متوالے البیلون کی طرح بازار
مین ٹہلتے کوئی جلسے مین بیٹھا طنبل بجاتا کوئی لکھنؤ کی ٹھمری گاتا غرض یہ کہ جنگل مین منگل ہو گیا
آرام دل مع ترقی خواہان و جان نثاران زربفت کے شامیانے کے نیچے جواہر نگار
کرسی پر بیٹھے سیر و تماشا مین مصروف تھے خیمہ سلطانی مین ملکہ جہان اپنی خواصون اور سہیلیون
کے ساتھ بیٹھی تماشا صحرا جو صحن فرودگاہ مین واقع تھا ملاحظہ کر رہی تھی یاد وطن مین ہر دم دم سرد کھینچ
رہی تھی کہ اس عرصے مین ایک کبوتر بے قرار و مضطر پیاس کے مارے تھر تھراتا پانی کی طرف
جاتا نظر آیا ملکہ کا جی للچایا فرمایا اسے پکڑو خبردار جانے نپائے مگر پانی پی لینے دو جب کبوتر پانی
پیکر سنبھلا اور پر کھول کر اڑا چاہتا تھا کہ دو چار خواصین لپکین دوپٹہ ڈالکر پکڑ لیا اور قمر النسا الائیں حضور مین
لا دیا ملکہ نے اوسے ہاتھ مین لیکر پیار کیا طائر تیز بال ہماے فرخندہ خصال فرخ فال کے گلے کی
بال جو ہٹائے اوسے ایک کاغذ نظر آیا ملکہ نے ٹٹولا پھر جلدی سے کھولا اور پڑھا لکھا تھا



نامہ از مصنف

ای جان و جہان جان عالم	ای عاشق نواز حسن افروز
اے گلبن بوستان عالم	اے ہمدم و یار حسن افروز
ای غنچہ گلشن تمنا	اے ہیچ میچ دلربائی
اے بلبل شاخسار زیبا	اے گوہر درج کج ادائی

اے بانی ظلم و جور و آزار
اے دزد حسن باختہ ہوش
اے شوخ کہ تماشے والے
تجھ پہ لب ترا شگفتا
ہے اب تو یہ حال او دلآرام
لاغر ہوں وہ ہجر میں تمہارے
تکلیفیں تری ہجر میں پریشانی
کھینچ دون نے بڑی جفا اوٹھائی
یاں تک تو جو کچھ گذرتی ہی جی پر
شہزادہ سیاہ فام آیا
اب کوئی دم میں ہو دل گا قتل
کیا دیکھیں فلک کھلائے افسوس
بیتابی دل ستا رہی ہے
یہ نامہ سخن کا قاصد آلے

اے ظالم و قاتل و ستمگر
اے مہ شکل فتنہ و فراموش
اے دل جاں کے جلانے والے
پژمردہ کنول ہے جو ترے دل کا
روتے ہیں حسرت سے روز تا شام
جلتے ہیں ہم آہ کی سہار سے
آنکھیں ترے واسطے ہیں گریاں
کسدن پھر کلائی کو کل آئی
پیا گے کپڑا اور تیرے سر
دولا کھ سوار ساتھ لایا
خلقت کو بنائیگا وہ بسمل
افسوس ہے ہائے ہائے افسوس
جان اب تو لبوں پہ آرہی ہے
اور جلد جواب اسکا لاوے

اے عاشقاں زار مہ جبیناں
اے باعث صد عاشق زار
...
وعدہ تو کیا تھا آنے کا جاتے
ہے رات کو آہ گریہ زاری
فرقت کی سبب جان پہ بنی
ابرو کا فقط تو ہی ہے نقشہ
کیا حالت جسم ناتواں ہے
گردش کی جنابمیں اب بتائیں
آئی ہی لیا ہے شہر کو گھیر
تاراج کریگا ملک دل کو
گر زیست ہے ہائے ہے جاتے ہو
ہم زیست سوا نہیں حقیقی

اے زینی غمزہ حسینا
اے وعدہ خلاف محو
بیمار ہیں ہم تو ہجر کا تڑپے
سودی شین جھوٹی جو آئے
دنکو تڑپ اور بیقراری
ہے سارے بدنکو بیقراری
اشک آنکھوں سے مدام خون رو ہے
جاتا ہے اب کوئی دم میں ارمان
حال دل غمزدہ سنائیں
قسمت کا لکھا دکھائیں کیسے
لیجائیگا مجھ سی مضمحل کو
اے مہر شدا یہاں تم آؤ
گرچہ کہ قابل جفا ہیں

نامہ پڑھتے ہی ملکہ کے آنسو گر پڑے بے اختیار دل

بھر آیا خوب روئی اوسی دم شہزادے کو بلایا خط دیا اور فرمایا کہ ہائے عشق کمبخت بھی کیا بڑی بلا ہے جسکے مریض کو کبھی صحت نہیں ہجر میں تڑپے دیدار کو ترسے تمام عمر فراق میں ہزار طرح کے صدمے اوٹھائے آخر تمام ہو پھڑک پھڑک کر مرجائے جان سے گذر جائے مگر وصال تا قیامت نہو افسوس جسے دیکھا گور کنارے دیکھا جانبر ہوتے کمتر جان کھوتے اکثر سنا الا اعلم یہ عشق وہ ہے کہ تیر کو دم میں آب کرے ٭ لگاوے دل وہی جسکو خدا خراب کرے ٭ عاشق ازل سے ابد تک وصل سے محروم ہے معشوق باوفا پیدا نہیں کوئی والہ و شیدا نہیں اگر ایک آدھ ہوا تو اوسکا اعتبار کیا النادر کالمعدوم ہے واللہ بتوں کے دل میں مہر ذرا نہیں یہ بیوفا کسیکے آشنا نہیں کوئی مرے یا جیے انھیں مطلق پروا نہیں وہ جو کبھی عاشق کا غم کھاتے ہیں بر سر رحم آتے ہیں تو یہ تائید ربانی ہے اوسکی عنایت کا سبب ہے ورنہ کرم انکا ستم ہے لطف انکا عین غضب ہے یہ سنکر شہزادے نے کہا کیوں صاحب صنوبر پر تو یہ مصیبت ہو اور تمھیں یہ عیش و عشرت ہو اللہم زد ولا تنقص آرام دل تو بڑے چلبلے نشدت دمساز تھے کہنے لگے بھلا بتاؤ تو کیا تدبیر کریں جواب قلم انداز

یا تحریر کرین ملکہ نے فرمایا کیا خوب سبحان اللہ کیا کہنا اگر ایسی بیحیائی کا جامہ پہنا ہے کچھ کہو تم نہین
جسکے دل مین محبت آنکھ مین مروت نہو وہ ہمارے نزدیک بشر نہین صاحب برائے خدا جس طرح
ممکن ہو صنوبر کے پاس چلو اور اس بیکسی مین اوس غمزدہ کا نام و نشان لو مادر آرام کی خبر دو
آرام دل نے کہا بیگم اگر ہزار خطا آنے تمہارے بکرتے آپکی خاطر سے جھپتہ کرتا کہ قومی توانا
سے چلئے بندہ چلنے کو حاضر ہے غرض بہر آرات رہے کہ چپ ہو اور منزل بمنزل طے کرتے
داراب کی طرف چلے وہان کا حال سنئے کہ سات روز تک وزیر خوب لڑا آٹھوین روز آہ
بد انجام یعنی شہزادہ سیہ فام نے یلغار کیا اور ادھر کی فوج پر آپڑا اشتعال شب تھی اور ہین
نکلین تینون سے چپکتا بیان نکلتے لگین دونون لشکر مل گئے تماشا شمشیر قبض قروں کی
کشتی طمانچہ کی نوبت آئی تو تیغا نے فرصت پائی وہ خونریزی ہوئی کہ روح قبض کرنے کر کے
حضرت عزرائیل علیہ السلام کے ہاتھ دکھ گئے دوڑتے دوڑتے پانون تھک گئے
کرتے کرتے عاجز آ گئے رفتہ رفتہ وہاں کا دونون گھبرائے بھاگ گئے کچھ دست آیک ادھر
جہنم مین چلا گیا وہ جنت مین داخل ہوا استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ غرض جب
لڑائی ہوئی دشمن بالائی آتا تھا ادھر کی فوج فانی چھوٹا جاتا تھا شہر مین کھلبلی تھی الامان
تھی بادشاہ اور بیگم صاحب سے سرنگون گھبرائے وہ جو اس تنگ محل مین صنوبر کے پاس جا کر
زمین پر سجدہ کرتی تھی تو حال نکل جاتا تھا بڑی بوڑھیان مصاحبین رکھتی تھین بادشاہ لڑکی کو
گود مین لیے چھاتی سے لگائے نادعلی پڑھ پڑھ کے دم کرتے تھے ہر دم دم سرد بھرتے تھے صنوبر لڑکی کا
دم سہ ماں باپ کی گود مین بیٹھی پہرتا رنگ فق ہجوم غم سے سینہ شق آنکھین سے آنسو جاری کچھ عجیب عالم طاری
دانتون مین دبائے سر پر ہاتھ دھرے بیٹھی تھی اور ادھر ادھر سر دھنتی خوف سے ہراسان
زندگی سے ہاتھ دھوئی ہوش و حواس کھوئی ہوئی حسرت ارمان اور حیرت بجیسے شہر در زبان رہتا ہے
تھا جو مقسوم میں لکھے تھے لوٹے کا ایسا تو اور یہ آسیا سے دل یہان تو یہ حال تھا
وہان آرام دل نے ملک داراب مین پہونچکر شہر سے دو کوس ادھر خیمہ ڈالا ملکہ نے شہزادے
سے کہا ہمین صنوبر کی ملاقات کا کمال اشتیاق ہے اگر اجازت ہو تو جائین شہزادے نے کہا
بسم اللہ کیا مضائقہ غرض ملکہ کی سواری تو شہر مین آئی اور شہزادے نے مع سپاہ رزمگاہ
کی طرف گھوڑے کی باگ اٹھائی شاہ کو پتہ لگا ملکہ حسن افروز کے آنے سے آگاہ ہوا
فوراً سوار ہوا اور شہزادہ کی تمنا سے دہیا مین روانہ وہ شاہ ہوا سیان خواصون نے جلدی

بلدی رنگ محل کو آراستہ کیا لوگ سنبھل بیٹھے پوشاکین پہن بیٹھے صنوبر نے جو سنا شاد و شاد ہوئی
بند غم قید الم سے آزاد ہوئی شکر کیا اور کہا مصرعہ جیسے جسم سے جان اے ... پئے استقبال
نکہت زلف لیے باد صبا آتی ہے ❁ پھر بال و پر ... سر کا کردیت
کپڑے ... اچھی طرح اوڑھا گہنا سہانا جواہرات کے ... ہو گئے تھے دو دھی
کھینچ کھینچ کر چست کیے ذرا آدمی کی شکل بنی الماس افروز مہرالنسا اپنی خواصون کے ہمراہ
بڑے تکلف سے رنگ محل مین آئین صنوبر معشوق شکستہ دل ... کو اٹھی جھک کر
سلام کیا ملکہ نے کہا بوڑھ سہاگن صنوبر نے جواب دیا کہ یہ سہاگ خدا آپ ہی کو مبارک رکھے یہان
فراق ... لذت اٹھائی خوب مزے چکھے بندی بلا ڈالی کیسی صحبت کہان کی آشنائی ملکہ بولی
صاحب کیا خوب جورو بنکے مکرتی ہو نکاح کروا کے بھول گئین میرے پاس تو طلبی کی دستاویز
موجود ہے غرض یہ رمز و کنایہ ہو کر پھر باہم کی ملاقات ہوئی صنوبر ملکہ کا ہاتھ پکڑ کر چند خواصون
کے ہمراہ زمرد محل مین گئی وہان سے کوسون کا میدان لشکر کا سر جوان نظر آتا تھا یہ دونون
چقہ کی جالیون مین سے لڑائی کی سیر دیکھنے لگین دیکھا کہ فوج عدو ہزار در ہزار ہے ادھر



لوگ بھاگے آتے ہین ادھر سے بار بار سے ہر کیا دیکھتی ہین کہ شہزادہ سمند برق دم پر سوار سر پر
تاج شاہی ہاتھ مین وہی قیمتی سجا سے تلوار کھینچے لاکھ ڈیڑھ لاکھ سوار سب کا ایک پر تلوارین سونتی
گھوڑون کو میٹھی میٹھی پچی دی اوٹھائے دونون سے کترا کے بائین طرف جھکے وزیر جو پہلے سے اڑا ہوا
تھا گھوڑا جھپٹا کے شہزادے کے قریب آیا آتے ہی قدم چوم لیے پھر کچھ مشورہ کر آرام دل

نے رخش کی باگ اوٹھائی غضب ناک ہو دوڑا جا پڑا دشمن کی جان پر آفت آئی خوب زد و خورد ہوئی ایک گرز سے
سوار سپاہی کا ہاتھ پھر پورا لگا یا سر پیکر بشکن زار زار مع گھوڑے چاک ہو کر [illegible] زمین میں گڑ
گیا اوس روز بہت تک ودو تھی جب پیدل پیدل پر ہاتھ اوٹھایا مطابق زور بازو کے
صاحبون مین سے [illegible] کیا مارتے مارتے سبزہ زار دشت لاشون سے بھر دیا حساب کیا تو سوار
کے حصے مین ایک ایک شکار بھی نہ آیا بہت سے سوارون کی تلوارین پیاسی [illegible] رہین اور بعضون نے
درمان کر سبزہ رنگ بنایا اور تلوار اپنے بدن پر چرکا لگا کے تھوڑا بہت خون چٹایا ملکہ حسن افروز
اور صنوبر دلسوز دونون اپنے ہوا سامین نہین تھین بال کھولے ہوئے گھبرا گھبرا کے قبلہ کی طرف
ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے دعائین مانگ رہی تھین بارے شکر خدا کہ شہزادہ دشمن پر غالب ہوا خبر
پیش شاہ دارا ب ہوا فتح عدو ہین سے کوئی شہزادہ نہ بچا سب وہین کھیت رہے مگر شہزادہ سیاہ فام
بچا جان بچا کر بھاگے بادشاہ شہزادے کے قریب آئے قوت اور جوانمردی کی تعریف کی ہاتھی
پر سوار کر کے محل میں لائے ملکہ حسن افروز اور صنوبر دونون زہرہ مشتری پھر رنگ محل مین آئین
دس ہزار اشرفیان شہزادے کے صدقے کین اوسی دم جابجا مسجدون اور مدرسون مین فقرا
طلبا مساکینون کو بھجوائین پھر شہزادے کو طلب فرمایا وہ تشریف لایا صنوبر کا عجب حال ہوا
فرط مسرت و نشاط محبت سے چہرہ لال ہوا آرام دل جون جون قدم زمین پر رکھتا تھا صنوبر کی
آنکھین بچھی جاتی تھین دل استقبال کو باہر نکل آتا تھا شوق وصال دل مین گدگدی کرتا تھا دم
بدم ستاتا تھا شہزادہ آکر مسند پر بیٹھا مگر جیسے کوئی مہمان آتا ہے یا معشوق کہ اپنے عاشق سے
شرماتا ہے اول ہی ملاقات مین چھپا جاتا ہے صنوبر نے ملکہ سے کہا ہمین اسنے ملال ہے تعجب
صد صد کمال ہے کہ یہ اتنے دنون کے بعد آئے مگر بھولے منہ سے یہ بھی نہ کہا کہ اس عرصے مین تجھ پر
کیا گذری یا اب تیرا کیا حال ہے ملکہ نے کہا بہن یہ بڑے بیوفا ہین اپنے مطلب کے آشنا ہین
یہان تو یہ میرے دباؤ سے آئے ہین ورنہ یہ تو درکنار تم کبھی انکا سایہ تک نہ دیکھتین یہ وہ بے مروت
پر دغا ہین شہزادے نے فرمایا بس زیادہ خوشامد نہ کیجیے خاطر کی نہ لیجیے وہ باتین بھول گئین یاد کرو الزام کا
سہیرنہ دھرو جانتے ہین آپ کو اسنے کمال محبت ہے آج کی نہین مدت سے ہے اور بندہ تو بے مروت
ہے ملکہ بولی ہان بجا ہے اسمین شبہ کیا ہے محبت نہ تھی تو آئے کیون تمھین زبردستی یہان لائے
کیون قصور معاف ہو اگر مرآۃ دل زنگ کدورت سے صاف ہو کبھی ایسی باتین زبان پر نہ آئین مگر
تمہاری تو ان دنون لڑائی پر طبیعت بڑھی ہوئی ہے ہر وقت آستین چڑھی ہوئی ہے ہر ایک سے

او سمجھتے ہوا اپنا سا سمجھتے ہو میاں تو رشک و حسد کا نام نہیں ہو تو بہنوں میں لڑائی جھگڑا کچھ بھی اثر نفاق
کا کام نہیں صنوبر نے جھک کے کہا خدا کے واسطے جانے دو دور کرو اس سے کیا حاصل بس چپ رہو
حضرت غالب شکوے کے نام سے بہت خفا ہوتا ہے ؎ یہ بھی مت
کہہ کہ جو کہے تو گلا ہوتا ہے ؛ غرض دیر تک یہی صحبت رہی طعن و تشنیع راز و نیاز چھیڑ چھاڑ بناؤ
بگاڑ شکر رنجی کی باتوں میں عجب کیفیت رہی پھر ملکہ حسن افروز صنوبر کی ماں کے پاس آئی باہم سلام
بجا لائی اوسنے چھاتی سے لگایا بڑی تعظیم کی آنکھوں پہ بٹھایا اور فرمایا کہ بی بی صنوبر ہوا اپنی لونڈیوں
کے برابر بلکہ اون سے بدتر سمجھنا وہ کبھی سمجھتا ہی تمہاری تابعداری سے منحرف نہ ہوگی ملکہ نے سر جھکا لیا اور
شرم سے کچھ جواب نہ دیا پھر صنوبر کے پاس آئی تب پھر وہیں رہی تمام رات عیش و نشاط میں
بسر کی ہنستے کھیلتے سحر ہوئی دونوں کا ہارہ ملگیا ایسی محبت ہوئی کہ سلف سے آج تک
کسی میں کم ہوئی ہوگی صنوبر شہزادی کی شادی شہزادے سے پہلے ہوچکی تھی مگر دولہا کے نام
میں بڑا اختلاف تھا سلطان عالم آرام دل اور شہزادہ سیاہ فام میں بڑا اختلاف تھا دوبارہ
عقد کی صلاح ہوئی بادشاہ نے پانچ تخت شرعی کا چبوترہ بنوایا اور ستائیسویں رمضان المبارک
بعد نماز جمعہ شہزادہ بلند بخت کیوان نگاہ کو اوسی چبوترے پہ بٹھا کر موافق شرع شریف دین
میں نکاح دیا القصہ شرفا خطبہ نکاح پڑھوایا دہ درہم شرعی پہ مہر بندھا پھر شاہ نے اپنا تاج شہزادے
کو بٹھایا سیف کمر سے باندھی تخت اوسکے آگے رکھا سلطنت کا مالک کیا یہ جہیز دیا اور آپ اوسی روز
سے دنیا کو لات مار کر قناعت گزیں ہوا سب سے کنارہ کش ہوکر گوشہ نشین ہوا نوشاہ نے اون اشرفیوں
کو لٹا دیا اور طعام ولیمہ تقسیم کیا دوسرے روز جب شاہ مشرق اورنگ فلک پر جلوہ افروز ہوا
آرام دل نے تخت پر جلوس فرمایا اور صنوبر کے بھائی اپنے سالے کو جو بہت صغیر سن تھا
گود میں بٹھایا امورات مملکت بمشورہ آراکین سلطنت بحسن و خوبی انجام پانے لگے بنا ظلم و ستم
منہدم ہوئی لوگ آسایش رہنے لگے ہزار طرح کے آرام پانے لگے غرض شہنشاہ کشورستان
آرام دل جان جہان دونوں شہزادیوں کے ساتھ جشن میں مصروف ہوا عزم وطن بالقوہ رہا مگر
بالفعل موقوف ہوا

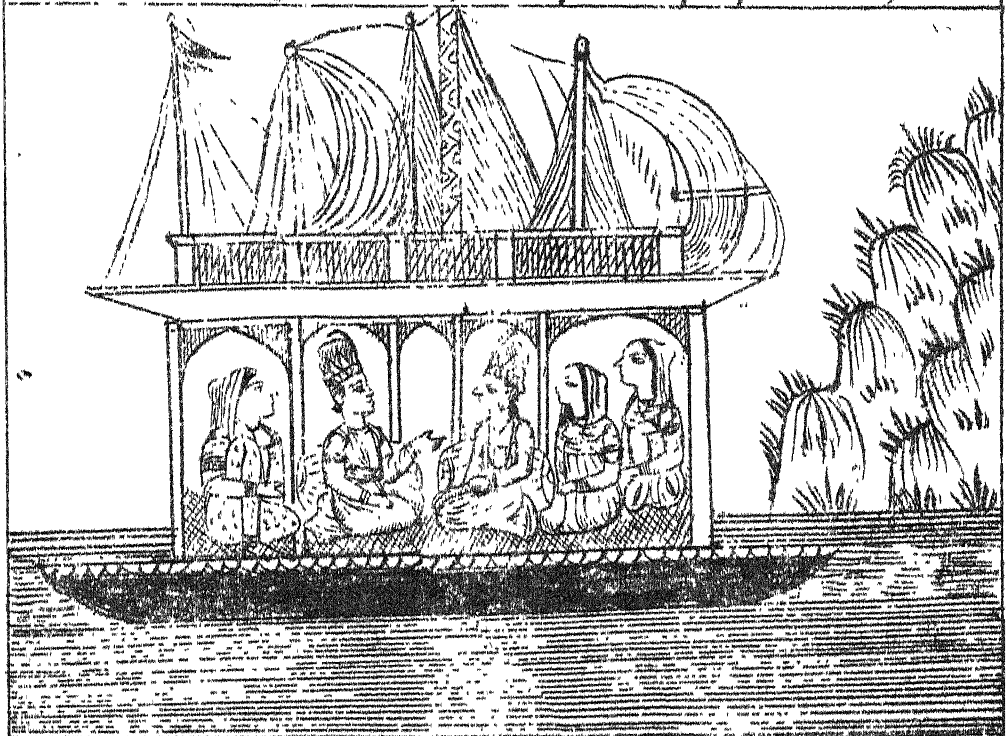
روانگی آرام دل سوی وطن طلسمی شیشے کے جہاز پر سوار ہونا شہزادہ سیاہ فام کے دام میں گرفتار ہونا اوس ملعون کا توپ مارنا جہاز

کوتاہی سے گھاٹ اوترنا شہزادہ اور شہزادیون کا تباہ ہونا پھر بعنایات مباح المتفرقین بچھڑون کا ملنا اور سیمتن کا بیاہ ہونا

شناوران قلزم معانی احوال غواصان یکتا مروارید گوہر مقصود غریق بحر ناکامی ناآشنا سے بیان وسوسے یون لکھتے ہین کہ ایک روز شہزادہ آرام دل باہم ملکہ حسن افروز اور حسنو بر قلعہ مثمن برج پر لب دریا بیٹھا کیفیت تلاطم امواج اور تماشاے حباب و حلقہ و گرداب ہوا کا زور پانی کا زور و شور دیکھ رہا تھا شراب کے نشہ مین ملکہ سے کہنے لگا بیگم سنتے ہین پانی کے اندر جا کر سیر کی ہے آبی جانورون کے مکان اونکے انڈے بچے اونکا چلنا پھرنا یہ کیفیت بھی دیکھی ہے کہنے لگی ملکہ ہو لی ہان نئی لہر آئی خوب دل مین سمائی بھلا پہلے یہ تو فرمائیے انسان کا کام ہے کہ دریا کے اندر جاے اور سیر کرکے سلامت پھر آے حضرت ظل سبحانی کے سفینے کبھی البتہ سیر کی ہے خدا کی قدرت سے جانور کیا دریا مین ملک آباد ہین صاحب تخت و تاج امیر وزیر محتاج ہر طرح کے لوگ رہتے ہین شہزادے نے کہا تم نے تو کتاب مین لکھا دیکھا ہے ہم اگر تمھین کشتی پر سوار کرکے پانی کے اندر لیجائین اور سب سیر دکھائین تو کچھ انعام دو گی ملکہ نے عرض کی فی الواقع آب رواں کے دیکھنے سے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہے سیر دریا جنون خیز وحشت انگیز ہوتی ہے اگر حضور کے ذہن مبارک مین کوئی بات آئی ہے طبیعت لہرائی ہو تو عجب نہین آرام دل نے فرمایا ہان ارادہ ہے کہ سفینہ آبگینہ بنواؤن اوس مین بیٹھ کے اوسی پر سیر کرتا ہوا جاؤن پھر زمرد محل مین آکر سفید دیو کو بلایا وہ آیا شہزادے نے کہا ایک جہاز چاہتا ہون جس مین بالکل حلبی آئینے لگے ہون اور کل کام کل سے نکلے کل دبانے سے پانی کے اندر رواں ہو جب ٹھہرائین ٹھہر جاے ذرا اشارہ پاے اوپر ابھر آے پھر جب پرزہ دبائین تہ آب ہو جاے اور رواں ہو وہ بولا بہت خوب کل زیر قلعہ اوسکا لنگر ہوگا جیسا حضور سے ارشاد ہوا انشاء اللہ تعالے اوس سے بہتر ہوگا دیو تو یہ کہکر رخصت ہوا شہزادے نے محمود کو مع فوج ملک خاندیس کیطرف کوچ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ما ورا النہر مین بحر عمان کے کنارے ہمارے منتظر رہنا کسی سے یہ حال نہ کہنا اوسنے حسب الارشاد سفر کا سامان کیا شب کو سب افسرون کو حکم سنا دیا جب ماہ غواص محیط ظلمت ساحل مغرب مین ڈوبا اور مہر آشنا ہے بحر سپہر کنارہ مشرق سے ابھر ابھر آ نکلا محمود لشکر لیکر مع خزانہ روانہ ہوا ادھر جہاز بھی آپہونچا آرام دل نے دربار عام کیا کیا خوب انتظام کیا کہ اپنے سالے کو سہرے کی جگہ اورنگ نشین

کرکے تاج بخشا خرچ معاف کیا واقعی بڑا انصاف کیا جب اس سے فرصت ہوئی شاہزادہ آگے حضرت کے
خیرالورا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا رخصت طلب کی اوس دل سے گذشتی اجازت دی ملکہ
حسن افروز نے وہین کہا کہ حضرت انھین منع کیجیے دریا کی راہ جانے نہ دیجیے سنتی ہون اگنبوٹ
جہاز آیا ہے نہ جانے کہان سے منگوایا ہے کسنے بھیجا ہے کون لایا ہے سنا ہے پانی کے اندر
چلتا ہے ہوا سے کچھ سروکار نہین باد موافق کا مخالف پانی کے اندر ڈوب کے چلتا ہے عقل
متقضی نہین کہ اوسپر سوار ہون اپنی جان سے ہاتھ دھوئین مفت جانین گنوائین جیتے جی بیجا صدمے
اوٹھائین اور دیدہ و دانستہ سفینہ عمر زورق زندگانی کو ورطۂ ہلاکت مین ڈبوئین زبردستی جان کھونا
کہان آیا ہے کوئی حدیث ہے کوئی آیہ ہے بلکہ ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکہ خدا نے یہی فرمایا
ہے شہزادے نے کہا دریا مین فتنہ انگیز ہوا ہے اکثر فساد اسی سے ہوا ہے جب تو دل ہمارا
اوس جہاز کو ہوا سے علاقہ نہین تو پھر کچھ پروا نہین یون تقدیر کا علاقہ جدا ہے اسمین گفتگو
نہین ان اللہ علی کل شئی قدیر ہر چیز پر قادر خدا ہے ورنہ ذرا سوچو تو ایسا کب بھی کہین غرق
ہوتا ہے پانی مین جانے کل کے جہاز اور بادبانی مین بڑا فرق ہوتا ہے یہ کہکر جہاز پر تشریف لایا
شاہ دوران نے ملکہ کو سمجھایا اور فرمایا کہ صاحبزادی ہم مجبور ہین وہ مختار ہین بخدا فرقت گوارا نہین
مگر مشیت ایزدی سے چارہ نہین کیا کرین ناچار ہین لازم ہے کہ تم بھی اوسکا حکم بجا لاؤ جہان جس
طرح لیجائین بے تامل جاؤ ضد نکرو ذرا ذرا سی بات پر نہ اڑو شوہر کی عدول حکمی مین خدا اور رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی ہے وہ اگر آگ مین جھونک دین اوسے گلزار جانو یہ تو بھلا پانی
ہے لو بسم اللہ طیار ہو وہ منتظر ہونگے چلو جہاز پر سوار ہو یہ کہکر صنوبر کو ساتھ لیا ملکہ حسن افروز
کا ہاتھ ہاتھ مین لیا اور خضر دروازے سے نکلکر لب دریا تشریف لائے ملکہ نے دیکھا شہزادہ
سوار ہو چکا صنوبر کا ہاتھ پکڑے مع قمرالنسا اور دلربا چند خواصون کو ہمراہ لے جہاز پر پہونچی اور
فرمایا بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا جب سب سوار ہوے جہان پناہ بہت اشکبار ہوے عورتون
نے رو رو کے کہرام مچایا پھر سب نے دعائین دیکر دور سے بلائین لین ملکہ نے صنوبر سے کہا خدا خیر کرے
شگون بد ہوا قدم رکھتے ہی کان مین رونے کی آواز آئی یقین جانو جہاز کی سواری شہزادے
کو ناساز آئی بے طور دریاے الم موج زن ہے رہ رہ کے دل جوش مین آتا ہے ہرچند سنبھالتی
ہون لیکن لطمۂ اندوہ و غم مین خود بخود دل ڈوبا جاتا ہے میر وزیر علی صبا گردش سے
آسمان کے چکر اہے ہین ہم * کشتی ہماری گھوم رہی ہے بھنور کے ساتھ * غرض شہزادہ

آرام دل تو مسرت سیر و تماشا کا بلا حسن افروز غواص گرداب تفکر صنوبر غرق
سحر عجم و الم کی آشنا دو گھڑی جہاز اوپر رہا پھر یکایک پانی کے اندر ڈوب کر روان ہوا ڈوبتے ہی ایک
منور مہر درخشان کی طرح چمکتا ہوا نمایان ہوا لبو کی ہیئت مین ایک حلبی آئینہ مدور آفتاب سے



زیادہ درخشان ہوا جہاز کی یہ قطع تھی بہت عریض اور طویل سر بلند سب جہازون سے دو چند دیوارین
مع سقف بلور کی نور کے سانچے مین ڈھلی ہوئین شیشہ چار انگل کا دلدار جہاز بالکل کلدار نیچے صندل
کی تختہ بندی لوہا نام کو نہین تمام نقرئی اور طلائی کام اندر متعدد کمرے سجے سجائے فرش فروش
آراستہ شیشہ آلات سے پیراستہ دن کو طلسم سے مہر درخشان روشن رات کو شمعہاے مومی اور کافوری
کی روشنی سے انجمن کا جوبن ہر ایک مکان مین علیحدہ علیحدہ مسند تکیے لگے ہوئے چھپر کھٹ پھولون
سے لبے ہوے پردے چھوٹے ہوے اور قمقمے لگے ہوے ہر چھپر کھٹ مین پنکھا اس قسم کا کہ جبتک
شہزادہ آرام کرے خود بخود اسکو حرکت رہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سے دل کو فرحت رہے گلدستون
مین نئے نئے رنگ کے گل بوٹے جنکو باد خزان کی ہوا نہ لگے کبھی جھڑے نہ ٹوٹے پرستان کے میوے
کشتیون مین سے انگور شیشون مین ہر کمرہ سجا ہوا ایک سے ایک اچھا سامان عیش ہر جگہ مہیا صحن
کا طول نہایت معقول بیچ مین مختصر سا خانہ باغ روش پٹری نازک نہر جاری فوارے سبک کیاریان
قطع دار اور ان مین موتیا چنبیلی سوسن کیتکی موگرا مدن بان نرگس لالہ نافرمان گل صدبرگ کی بہار ہر چمن

کے گرد چمن کے نرگس دانون مین میوہ دار درخت سراسر بلندی مین قد خوبان کے برابر جنکا پھل تصور سے منہ مین آئے جانور قصد سے لب تک آکر کباب ہوجاے سر شاخ ہر غنچہ و گل بلبل ہزار داستان کا جھوم جھوم کر چہکنا پھولون کی خوشبو سے تمام جہاز کا مہکنا لب جو سرو اور شمشاد کے نئے نئے پودون پہ قمری کی صدا فاختہ کی کوکو چھوٹے چھوٹے پیوندی آم کے درختون پر مور کا شور کوئل کی تو تو مین سلیمانی سیپ کا فرش اوسکے سر و صحن مین سبزۂ نوخیز نرگس دانون اور کیاریون کی مٹی عنبر بیز پریزاد امرد سیمبر زرین کمر زمردین بال جہاز کے ہوکل سرگرم کار شہزادہ آرام دل جب یہان سے روانہ ہوا فلک تفرقہ انداز کو جہاز کی سواری دریا کی سیر کا بہانہ ہوا یعنی اوس نافرجام شہزادۂ سیاہ فام کو یہ خبر پہونچی کہ آرام دل مع پریشان حور شمائل تری کی راہ اسی طرف سے بسواری جہاز اپنے وطن کو جاتا ہے جہاز شیشہ کا ہے پانی کے اندر چلتا ہے نہایت سریع السیر ہے کل دبانے سے اوپر نکلتا ہے یہ سنتے ہی زیر قلعہ آیا کمال خوش ہوا پیر گردون نے فریب دیا دام مکر پھیلایا شہزادۂ سیاہ فام نے اپنے اہتمام سے بہت بڑا جال فولادی دریا مین ڈلوایا اور منتظر وقت رہا شام کو جال ڈالا اوسکے دوسرے روز قریب دوپہر طرفہ ماجرا روکار ہوا کہ گردون دام صیاد مین گرفتار ہوا جہاز جو رکا کارپردازون نے کل دبائی جہاز سطح آب پر آیا مگر فولادی جال مین اولجھ گیا مطلق نہ چل سکا یہ لوگ مستفسر حال ہوے جہاز رکنے کا سبب پوچھنے لگے اودھر قلعہ پر مورچہ بندی تھی جب جہاز توپ کی زد پہ آیا اوس ملعون نے شست باندھ کر نشانہ لگایا گولہ آتے ہی چھت پر لگا اوسنے کام تمام کیا جہاز کو تباہی کے گھاٹ اوتارا بیٹھے بٹھائے دشمن نے میدان مارا جہاز کے ٹکڑے اوڑ گئے پاش پاش ہوگیا کسیکو کسیکی خبر نہ رہی کون کدھر گیا کون جیتا رہا کون مرگیا صبا ہر گھڑی اک طرفہ دکھلاتا ہے رنگ ÷ واہ کیا نیرنگ ہین افلاک کے ÷ ناگاہ اوس وقت سیمتن پری کا وہان گذر ہوا اوسنے جو یہ کیفیت دیکھی ملکہ حسن افروز اور قمر النسا کو کہ یہ دونون بیہوش یکدگر ہم آغوش قریب الہلاکت عنقریب غرق ہوا چاہتی ہین اوٹھا کر اپنے تخت پہ سوار کیا اور لے اوڑی چند ساعت مین اپنے باپ کے پاس جو کوہ قاف کا شہنشاہ معظم تھا جا اوتارا اور جلد جلد عود قمارے عنبر سارا انگیٹھیون مین سلگا کر ان دونون کی برودت اور خنکی کو دفع کیا بہر بکمال کے بعد ملکہ کو ہوش آیا ایک پیر مرد باریش سفید تاج جوہری بر سر عباے زرد در بر اور ایک پری نازنین کو اپنے بالین پر موجود پایا گھبرا کر اوٹھ بیٹھی حیرت سے ایک ایک کا منہ تکنے لگی سیمتن پری نے ملکہ کو بہت ادب سے سلام کیا اور اپنے باپ سے یہ کلام کیا کہ حضور یہ شاہ فارس آدم زاد کی صاحبزادی ہین اور شہزادہ

آرام دل پسر شاہ چین کے شہزادے ہین یہ سنکر شاہ قاف نے بڑی تعظیم کی ہاتھہ پر بوسہ دیا
اور کہا کہ صاحبزادی زہے نصیب ہمارے کہ تم نے ہمارے غریب خانے کو اپنے قدوم میمنت لزوم
سے فردوس برین فرمایا اور خوش طالع ہمارے کہ تمکو دیکھا پھر سمیتن سے کہا کہ انکو گلستان ارم
مین لیجاؤ وہان کی سیر دکھاؤ ملکہ اوس سلیمان ثانی کے اخلاق دیکھکر ششدر رہی پری کی محبت اور
خاطرداری سے متحیر تھی سمیتن پری ملکہ کو گلزار ارم مین لیگئی سبحان اللہ عجب باغ تھا کہ اگر اوسکے
ایک تختے کی تعریف صد ہزار تختہ کاغذ بخط ریحان لکھون تو عقل سے دور ہے مگر حکماؤن کا دستور
ہے کہ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ اس واسطے مشتے نمونہ از خروارے کچھہ مختصر لکھنا ضرور ہے کہ روش
پتھری بلور کی درخت جواہرات کے جڑ مونگے کی ٹہنیان پکھراج کی پتے زمرد کے پھل یاقوت کے اکثر
درختون مین مثل خوشہ انگور لعلون کا گچھا اور تاک مین مروارید کلان بیضہ کبوتر سے دو چندان درختون
پر طیور قدرت حق کا ظہور طوطی کے زمرد کے پر یاقوت کی منقار گفتگو مین سحر بیان لعل حقیقتہ لعل مگر
خوش الحان بارہ دری عالیشان چارون طرف دیوارین ہیرے کے پتھر یاقوت کی اینٹین اندر
پکھراج کی صحنچیان زبرجد کے دالان یہ سب کچھہ سیر تھی ملکہ کی حالت غیر تھی جب سمیتن پری نے
ملکہ حسن افروز کو دالان مین لیجاکر بٹھایا ملکہ نے آبدیدہ ہوکر پوچھا کہ صاحب آپ کا نام کیا ہے
اور یہ باغ ارم کسکا ہے پری نے دست بستہ عرض کی کہ لونڈی کو سمیتن کہتے ہین اور یہ باغ اسی کنیز
کا ہے اسمین والد ماجد رہتے ہین ملکہ پری کا نام سنتے ہی آرام دل کے تصور مین زار زار رونے
لگی پہلے تو چپکے بیٹھی رویا کی بیقراری کو ضبط کرتی رہی مگر جب بہت دم گھبرایا اور ہجوم غم سے کلیجہ منہ
کو آیا تو ہائے شہزادہ کہکر پری کے گلے سے چمٹ گئی اور چیخ کر رونے لگی ایسی روئی کہ غش آگیا پری
نے ہاتھون پر روکا سنبھالا اوسکے بھی آنکھہ سے بے اختیار آنسو جاری تھے بیخودی کے عالم طاری
تھے دیر تک یہی کیفیت رہی دونون کو غش کی حالت رہی آخر سمیتن نے اپنے حواس درست کرکے
ملکہ کو لخلخہ سونگھایا بید مشک چھڑکا کچھہ افاقہ ہوا ذرا ہوش آیا سمیتن نے تسکین کی باتون سے سمجھایا
خاطر آشفتہ کو ہر چند بہلایا مگر وہ رونا اوس سے کیونکر چھوٹے جس سے ایسا دلبر چھوٹے ٭ پھر
پری نے عرض کی کہ ذرا حضور دل کو تسکین دیجیے تھوڑی دیر باغ کی سیر کیجیے دیکھیے مین ایک آن
مین گئی اور آئی اور دو گھڑی مین آپ کے پاس شہزادے کو لائی یہ کہکر سمیتن تخت پر سوار ہوئی
ملکہ کو وہین روتے چھوڑا اور آپ آرام دل کی تلاش مین فلک سیار ہوئی اب سنیے کہ جب جہاز
تباہ ہوا تھا شہزادہ ایک تختے کے سہارے بہتا زار زار روتا اور یہ کہتا چلا جاتا تھا صبا ساحل

دکھائی دیتا ہے محکوم سمجھا ہے ۔ دریاے عشق مین مری کشتی تباہ ہے ۔ ملکہ حسن افروز
اور صنوبر کے فراق نے شہزادے کو مردے سے بدتر کر دیا تفرقہ انداز چرخ کج رفتار نے
اور گلدستہ نشاط کو آگ مین ابتر کر دیا آرام دل سوچا کہ دریا ناپیدا کنار ہے اب اس ورطہ
زخار سے نکلنا بہت دشوار ہے ہر دم اجل ہمکنار ہے مانا کہ نیچے اور کسی طرح نکلے بھی تو کیا
آرام دل اور دلبر اس طرح دنیا سے اوٹھ گئے اور اونھون نے ہمارے واسطے زندگانی مین کیسی
کیسی جفائین اوٹھائین آخر اپنی جانین گنوائین تو پھر ہم جی کے کیا کرینگے یہ سمجھ کر مرنے پہ مستعد ہوئے
اور یہ شعر پڑھکر تختہ چھوڑ دیا رند ہوا اب رنج و غم کا عدم کا قافلہ ۔ ہماری بھی دنیا سے رحلت ہوئی
ملکہ سیمتن ابھی قریب پہونچنے نہ پائی تھی کہ اوسنے دور سے شہزادے کو ڈوبتا دیکھا گھبرا کر جھپٹی اور
آتے ہی جلدی سے باہر نکالا شہزادہ بیہوش ہو گیا تھا پری شہزادے کو اپنی گود مین لٹا فلک سیر



ہوئی پھر ایک جزیرے مین پہونچکر تخت اوتارا اور شہزادے کو ہوش مین لائی آرام دل نے
جو آنکھ کھولی پری نے جھک کر مجرا کیا اور کہا فرمائیے کیا وعدہ تھا خوب اپنے قول پر ثابت رہے
کہیے اب آپکی کیا سزا اور جنکے آپ عاشق تھے کہیے وہ کہان ہین جنکے آپ دیوانے تھے بتائیے
کدھر وہ پریان ہین شہزادے نے متحیر ہو کر پری کو دیکھا اور کہا ہم جسکے عاشق تھے نہ کوئی ہمارا
شیدا تھا خدا جانے یہ کیا تھا اور کیا ہوا یہ کلام بیخودی اور یاس کا پری کے دل مین تیر سا لگا

بے اختیار آنسو نکل پڑے پھر ذرا نہ توقف کیا اوسی دم تخت پر بٹھا لے اوڑی اور باغ ارم مین داخل
ہوئی ملکہ حسن افروز شہزادے کے آنے کی امیدوار نہایت مضطر و بیقرار زار زار رو رہی تھی
کہ شہزادہ پہونچا بیخود ہو کر ہم آغوش ہوئی ایسی روئی کہ بیہوش ہوئی آرام دل پہلے تو وحشیون
کی طرح دیکھا کیا جب اونکو پہچان یا مشام جان تک پہونچی جنون کا نشہ ہرن ہوا پھر تو دونون خوب
روئے اور سر بسجود ہو کے شکر خدا کا ادا کیا مفارقت بعنایت جامع المتفرقین دور ہو گئے دونون نے خدا کی
کا بہت سا شکر ادا کیا پھر شہزادہ سیمتن کے باپ کی ملاقات کو گیا اوسنے شہزادے کو آتے دیکھا
سر و قد تعظیم کو اوٹھا شہزادہ قدم بوس ہوا اوسنے سر اوٹھایا معانقہ کیا اور تخت پر اپنے برابر بٹھایا شہزادے
نے عرض کی کہ مجھے خلعت دامادی سے سرفراز کیجیے اور اپنی فرزندی مین لیجیے اوسنے بدل و جان
اس امر کو قبول کیا مگر کچھ جواب نہ دیا کہتے ہین کہ پرستان مین سوائے عقد کے اور کوئی دستور
نہین ہے پس فقط بادشاہ نے اوسی دم خطبۂ نکاح پڑھا اور سیمتن پری کو بلا کے اوسکا ہاتھ شہزادے
کے ہاتھ مین دیا اور دونون کو رخصت کیا شہزادہ مع سیمتن گلزار ارم مین ملکہ حسن افروز کے
پاس آیا اور سیمتن پری سے فرمایا کہ افسوس ہماری قمچی دریا مین حضرت خواجہ خضر کے نذر ہوئی
ملکہ نے کہا سبحان اللہ موئی قمچی کا تو خیال آیا مگر صنوبر کو ذرا یاد نہ فرمایا کہ وہ بیچاری کدھر گئی جیتی
ہے یا مر گئی سیمتن پری نے سفید دیو سے کہا کہ تو ابھی جا اور صنوبر کی خبر لا دیو تو صنوبر کی تلاش
مین تیز رو ہوا سیمتن پری نے قمچی شہزادے کو حوالے کی اور کہا جس وقت جہاز تباہ ہوا تھا مینے
یہ قمچی اوٹھا لی تھی یہ باتین ہو رہی تھین کہ سفید دیو آیا اور یہ خبر لایا کہ ملکہ صنوبر شہزادۂ سیاہ فام کی
قید مین گرفتار ہے شدت سے علیل ہے جان سے بیزار ہے یہ سنتے ہی آرام دل نے چلنے
کا ارادہ کیا سیمتن پری کو پوشاک شاہانہ پہنائی اوسنے سب اپنا لباس اوتارا شہزادیون کا زیور
زیب بدن کیا عزیزون کا اپنے اوپر الزام رکھا مگر دوست کی خوشی سے کام رکھا پھر شہزادہ تخت
پر سوار ہوا ملکہ اور سیمتن کو برابر بٹھایا پریزادون نے تخت اوڑایا تھوڑے عرصے مین وہ تخت شہزادہ
سیاہ فام کی خوابگاہ مین جا اوترا شہزادہ تنہا اندر گیا دیکھا کہ دالان کے پردے گرے ہوئے ہین
اندر شمعین روشن ہین صنوبر پری پیکر بلب جان با چشم گریان مضطر و بے قرار ہاتھ مین کٹار مرنے پر
آمادہ ہجر یار مین دلدادہ زندگی سے سر دست بردار شہزادہ سیاہ فام چھپر کھٹ مین لیٹا ہوا صنوبر
کو منت اور عاجزی سے اپنے پاس بلاتا ہے کبھی دھمکاتا ہے ڈراتا ہے آرام دل نے جو یہ حال
دیکھا تن بدن مین آگ لگ گئی جاتے ہی اوسی قمچی سے اوس ناپاک کی مشکین باندھ لین اور گھسیٹتا ہوا

باہر لایا پھر ایک پیزادے کے سپرد کر آپ مع ملکہ حسن افروز اور سیمتن صنوبر کے پاس آیا وہ اُس حال کو بچشم خود نگران تھی بشدت حیران تھی دل مین کہتی تھی کہ شاید غیب سے کوئی فرشتہ آیا جس نے اس بدذات کو گرفتار کیا اور مجھے اس کے فریب سے بچایا اسی تصور مین تھی کہ آرام دل مع ملکہ حسن افروز و سیمتن نمودار ہوا دیکھتے ہی صنوبر کا جی بیقرار ہوا دوڑ کر شہزادے سے لپٹ گئی دیر تک رویا کی منہ آنسوؤن سے دھویا کی شہزادہ بھی بیقرار رہا برابر اشکبار رہا پھر صنوبر ملکہ کے گلے لگ کر رونے لگی ملکہ بھی بلک کر رونے لگی آخر سیمتن نے منہ پر سے رومال سرکایا اور اُن کو سمجھایا پھر سب عاشق و معشوق مل کر بیٹھے غبار دل کے نکالے سب نے اپنے اپنے دکھڑے رو رو کے دفتر حدیث دل آنسوؤن سے دھوئے صنوبر سیمتن کی عالیقدری پر سو سو جان و دل قربان ہوئی تھوڑی دیر ادھر ادھر کا چرچا رہا پھر شہزادہ مع تینون شہزادیون اور ہمراہیان کے تخت پر سوار ہوا اوس ملعون کو تخت کے پایہ سے باندھا کسیکو خبر نہوئی اور یہ بالائے خاندیب کی طرف فلک سیر روانہ ہوا

پہونچنا شہزادہ آرام دل کا ملک چین مین کیفیت سواری پھر ملاقات والدین اور جشن کی طیاری

پلا ساقیا آخری ایک جام	ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام	مقاصد مرے دل کے برآئے سب
لکھا خوب قصہ یہ ما درب	مگر اب بھون کو ملاؤن شتاب	اسی بات پر ختم کردون کتاب

محرران دفتر خوش بیانی و سطے کشتگان ملک معانی لکھتے ہین کہ لشکر سلطانی لب دریا جہان کے آنے کا منتظر تھا افسران فوج و جان نثاران شہزادہ والا تبار اور محمود و مختار سب نقاب سبب توقف کے پریشان خاطر تھے ہمہ دم شہزادے کی تشریف آوری کے منتظر تھے ایک شب پہر رات رہے روند کے سپاہیون کو معلوم ہوا کہ ایک تخت دفعتاً آسمان پر سے زمین پر ہوا اور سراپردۂ شاہی مین جاگزین ہوا محمود کو خبر ہوئی فوراً خیمۂ سلطانی مین آیا دیکھا کہ شہزادہ بلند اقبال سلیمان ثانی تینون بیبیون کے بیچ مین مسند پر رونق افروز ہے بائین طرف سیمتن اور صنوبر دہنے طرف ملکہ حسن افروز ہے تخت طاؤس روبرو موجود ہے پیرزال دست بستہ حاضر ہے خواصون اور مغلانیون کا ہجوم ہے شہزادے کے آنے کی تمام لشکر مین دھوم ہے الغرض شہزادے نے صبح ہوتے ہی آستان بوسی

سب لوگون کو تالی ... شہزادہ سیاہ فام بدبخت نافرجام کی صورت دکھائی پھر حکم دیا کہ کل
تمام لشکر مین اسکو تشہیر کرکے قرار واقعی سزا دیکے اپنا بدلہ لینگے پھر شہزادے ... اوٹھ کر اون
سمور کے تخت طاؤس ... کوہ قاف کی طرف روانہ کیا رات تو باتون مین بسر ہوئی ... صبح ہوتے ہی
شہزادے نے باہر جلوس فرمایا افسران فوج ملازمت سے مشرف ہوئے نذرین گذرین چھوٹا
بڑا پہلوان ... پھر شہزادے نے لب دریا سبکو سیر دیکھنے کا حکم کیا اور شہزادہ سیاہ فام کو طلب
کیا داروغہ محبس لیکر حاضر ہوا شہزادے نے پہلے اوسکے ہاتھ قلم کرا دے پھر ناک کٹوائی اور اوسکے
سامنے پیل کو دون کو بٹھوا دی پھر حکم دیا کہ لے دریا مین ڈبو دو دریا سے کہو دو یہ حکم سنکر جلاد
نے اوس حرام خور کو دریا مین ڈالا دل کا ارمان نکالا وہ ڈوبنے لگا وہ ناپاک رونے لگا مگر کب چھوٹتا
تھا ہر چند ماہی بے آب کی طرح تڑپا لیکن وہ بیچ دھار مین لیگیا اور تہ پہ بٹھا دیا جب وہ ملعون انتہی
منزل کو پہنچا آرام دل خیمہ ... دوسری منزل مین آیا اوس روز وہان اور مقام فرمایا صبح ملک
چین کی طرف کوچ کا حکم دیا آدھی رات ... سے خیمہ ڈیرہ لدنے لگا کوچ کا سامان شروع ہوا
جب آفتاب قریب طلوع ہوا آرام دل عماری دار ہاتھی پہ سوار ہوا ملکہ حسن افروز پری پیکر اور
صنوبر اور سیمتن رشک قمر جدا جدا تینون ہاتھیون پہ پردہ دار عماریون مین سوار ہوئین دس دس جب و
راست فوج ہزار ہزار آگے شہزادہ آرام دل پیچھے برابر وہ تینون حور شمائل ... کے اشارے
سے فیلبان ملکہ حسن افروز کا ہاتھی ذرا بڑھاتے ہوئے غرض اسی طرح خوش و خرم سوئے
وطن منزلین طے کرتے چلے جب در شہر پناہ ایک منزل باقی رہا آرام دل نے کئی ہرکارے
واسطے اطلاع کے بادشاہ کی حضور مین روانہ کیے شہر مین جو ایک غول اجنبی ہرکارون کا
نظر آیا ہر ایک گھبرایا کسی نے ڈرتے ڈرتے پوچھا کیون بھائی کہان سے آتے ہو اونھون
نے جواب دیا کہ حضرت ظل سبحانی خلیفۃ الرحمانی جہان پناہ شہزادہ آرام دل بادشاہزادے
تمہارے آج شہر مین داخل ہونگے نامرادون کے مقاصد دلی حاصل ہونگے یہ سنتے ہی لوگ
مارے خوشی کے پھول گئے سب کاروبار بھول گئے لوگون کو گویا عید ہوئی جلدی جلدی ہر ایک
نے کپڑے بدلے عطر لگایا کوئی ہاتھی پہ سوار ہوا کسی نے گھوڑا کسوایا کسی نے کہا میرا تامجھان
نکالو کسی نے کہا کہ سب سپاہیون کو ساتھ چلنے کے لیے بلالو کوئی بولا میان جلد جا کر رتھ کسوا
لاؤ کسی نے کہا جلد فرش منگواؤ شہر بھر مین غل ہوا کسی نے پکارا اب لیا لپک کے آگو لی چھا
... کھیلتے اوٹھا اور جھوم جھوم کر گاتا ہوا چلا کہ اب ... نگاہ ... کو میدان ... دیکھ میرا

آیا آج اٹھارہ گنڈے لاتا ہون الغرض ایک عالم اُمڈا ہر ایک شہزادے کے شوق دیدار مین چلا
وزیر اعظم شہزادۂ عالم کے استقبال کے واسطے بڑے کر و فر سے روانہ ہوا آرام دل کی
فوج اس قدر تھی کہ سواری تو پانچ کوس پر تھی اور نشان کا ہاتھی شہر کے اندر داخل ہوا اودھر
شہر کی خلقت اُمڈی اودھر سے سواری آئی اللہ اکبر وہ ہجوم و ازدحام آدمیون کے شور و غل سے
وہ دھوم دھام کہ خلقت ایک جگہ پہرون اڑی رہتی تھی سواری دو دو گھڑی کھڑی رہتی تھی الحاصل سواری
کے آنیکی صبح خبر پہونچی تھی مگر شہزادے عالم دو گھڑی دن رہے شہر مین داخل ہوئے خلقت دو رستہ
صف باندھ کر سلام کرتی تھی آرام دل سلام کا جواب اشارے سے دیتا تھا جب زیادہ گھبرا
جاتا تو ہاتھ اوٹھا لیتا تھا سلام کے جواب پر لوگون مین رد و بدل ہوتی تھی ایک کہتا تھا نہین یہ
سلام کا جواب ہے وہ جواب دیتا تھا کہ میان تمھاری طرف تو دیکھا بھی نہین غرض اسی پر چل چلے
ہوتی تھی پچھلے ہاتھی پر چوبدار روپے اور اشرفیون کی کھچڑی تقسیم کرتا آتا تھا شہدون نے کسی سے
اوسکا نام پوچھ لیا پھر تو وہ گالیان سنائین ایسی دھجیان اوڑائین کہ اوسکا ناک مین دم کر دیا
سنسناتے ہنسناتے لوگون کو بسمل کر دیا کسی نے ہاتھی کا لینڈ پھینک مارا کسی نے گالی دیکر پکارا کسی
نے کینچڑ پھینکی کسی نے لکڑی اٹھا کے پگڑی اوچھال دی کوئی بولا ابے او کرم بکس تجھے
علی کی مار کوئی چھوڑ ادھر تو پھینک کسی نے کہا او بڈھے تجھے خدا کی سنوار دیکھ بے ہم دعا
دیتے ہین وزا ادھر تو دیکھ کسی نے کہا ابے او کرم بکس ہمارا صاحبزادہ تو بڑا اسکھی داتا ہے مگر معلوم ہوا
کہ صاحبزادی کنجوس مکھی چوس ہے ابے بدر کے گھوڑے تو بھی اوسی کا نوکر معلوم ہوتا ہے جب
وہ بیچارہ مٹھیان بھر بھر کر پھینکتا تو شہدے کہتے ہان بچے ہان سب نے پھینکے جا واہ تیرا کیا کہنا
ہے ابے تو تو لبوچھا ہے تجھے الو کا پٹھا کون کہتا ہے غرض لیتے جاتے تھے اور گالیان
دیتے جاتے تھے کہین ایک بیچارہ مسافر کھڑا سواری کی سیر دیکھ رہا تھا اتفاقاً ایک اشرفی
اوسکے آگے آ پڑی اوسنے اوٹھالی دو چار شہدے لپکے ایک نے ہاتھ پکڑ کے کہا کہ لا بے
چرندہ لا اگر دیگا تو اوڑان چھلے کی قسم ایک چپٹا دونگا جب اوسنے انکار کیا تو ایک نے
کہا ابے اسکو چیر پھاڑ کر بنا ڈال دوسرے نے کہا یہ اس طرح باج نہین آئیگا اسے گرٹیا دیکر
اوچھال غرض چھین جھپٹ کے اوس غریب سے وہ اشرفی چھین لی وہ جو رونے لگا تو ایک
شہدے نے کہا نکلا ابھی چھچھر جا سے جو پٹ کلمہ یہ دو دو دن چل ہٹ بے پیرے بیٹھ مین
تیرے پیر کو کھود دون قصہ مختصر جب سواری دیوان خاص مین داخل ہوئی بادشاہ تخت پر

شہدے نے کہا نکلا ابھی چھچھر جا سے جو پٹ کلمہ یہ دو دو دن چل ہٹ بے پیرے بیٹھ مین
تیرے پیر کو کھود دون قصہ مختصر جب سواری دیوان خاص مین داخل ہوئی بادشاہ تخت پر

جلوس فرما چکے تھے اور منتظر تھے کہ شہزادہ یہان تک آئے تو گلے لگا کے تخت پر بٹھائے مگر جب
رہا جاتا تھا جو ہین دیوان خاص تک آنیکا حال سنا محبت پدری نے جوش کھایا بیتاب ہو گئے
فوراً قرار نہ آیا گھبرا کر دوڑے شہزادے کا ہاتھی بیٹھا ہوا تھا وزیر اعظم سیڑھی پکڑے ہوئے شہزادے
کو اتار رہے تھے کہ آرام دل نے باپ کو بیقرار آتے دیکھا گھبرا کر زینے پر سے کود پڑا اور دوڑ کر
باپ کا قدمبوس ہوا اور روکے پشت پا سے آنکھین ملنے لگا ایسا رویا کہ ہچکی بندھ گئی بادشاہ
فرزند کو آغوش مین دبائے اوسکی پیٹھ پر منہ رکھے ہوئے لب چبا چبا کے ضبط سے روتے تھے
ریش مبارک آنسوؤن سے بھگوتے تھے اور کہتے تھے کہ بابا تم کو تیرے غمناک سیاہ کر گئے تھے دین
و دنیا سے تباہ کر گئے تھے بادشاہ جب یہ بیان فرماتے تھے لوگون کے کلیجے پھٹے
جاتے تھے ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سکھیان یہ بھی اپنے اپنے ہاتھیون پر عماری کے جھروکون مین
سے دیکھکر افسوس کر رہی تھین اپنے اپنے والدین کو یاد کر کے ٹھنڈی ٹھنڈی سانس بھر رہی
تھین غرض دیر تک یہی کیفیت رہی سبھون کو بشدت رقت رہی آخر بادشاہ نے سمجھا کر
آرام دل کو محل مین بھیجا دروازے پر ایک ہجوم تھا سب عزیز و اقربا خواصین مغلانیان
ہو کر جا کر شہزادے کے آنے کے منتظر تھے بیگم صاحبہ اپنے فرزند کے شوق دیدار مین
دروازہ کے باہر نکلی جاتی تھین لوگ روکتے تھے مگر باز نہین آتی تھین آرام دل دوڑی



بے قراری مین آتے ہی مان کے قدمون پر گر پڑا اوسنے اپنے آرام دل کو کلیجے سے لگایا اور ایسی اشکباری ہوئی کہ فوراً غش آیا لوگ زار زار روتے تھے کسیکو کسیکی خبر نتھی سب بیقرار ہو رہے تھے آخر بادشاہ نے اگر سبکو تسلی دی اور رونے سے منع فرمایا بیگم صاحبہ کو بھی ہوش آیا سواریان اوترین ملکہ حسن افروز اور صنوبر اور سیمتن پری تینون نے جھک کے کورنش بجا لاکر تسلیم کی ساس کی بڑی تعظیم کی بادشاہ نے بہوؤن پر سے بہت سا زر و جواہر نثار کیا بیگم صاحبہ نے سبکو گلے لگا کر خوب پیار کیا لوگون نے شہزادیون کو گھیر لیا اونکے دیدار سے اپنا دل سیر کیا رونمائی مین جواہرات اور اشرفیان اس قدر آئین کہ شہزادیون کے آگے ڈھیر لگ گئے بادشاہ نے جدا جدا تینون بہوؤن کو تین محل عنایت کیے اور سبکے کارخانے الگ الگ مقرر کر دیے ملکہ حسن افروز کے واسطے زمرد محل آراستہ ہوا صنوبر کے لیے شیش محل سجا گیا موتی محل مین سیمتن کے واسطے خواصین اور پیش خدمتین مقرر ہوئین پھر از سر نو کارخانہ درست ہوا غرض اوس رات تمام شہر مین فرط سرور سے کیفیت شب برات رہی گھر گھر ناچ رنگ ہر محلے مین جشن شبہاے ایام گذشتہ کی مکافات رہی صبحدم بادشاہ نے آرام دل کو تخت پر بٹھایا آپ سلطنت سے دست بردار ہوے گوشۂ عافیت پسند فرمایا شہزادہ آرام دل شہنشاہ گیتی ستان ہوا جہان پناہ وہ ماہ تابان ہوا وزرا امرا نے پایۂ تخت کو بوسہ دیا اور نذرین پیش کین شہزادۂ جوان بخت بلند اقبال نے ہر ایک کو علے قدر مراتب خلعت گران بہا سے سرفراز فرمایا اور محمود وفادار کو اپنی مصاحبت مین ممتاز فرمایا پھر شاہ آرام دل دربار برخاست کر کے محل مین داخل ہوا اوسی روز سے یہ معمول رکھا کہ ایک شب ملکہ حسن افروز اور ایک رات صنوبر پری بیگم کے پاس جشن کرتا اور ایک شب سیمتن پری کے محل مین رہتا تینون شہزادیون مین وہ محبت ہوئی کہ ایک دوسرے کی عاشق تھی ایک کی محبت دوسرے کی الفت پر فائق تھی آرام دل نے شہزادیون کے مشورے سے شمس الدین اپنے وزیرزادے کے ساتھ بڑی دھوم سے قمر النسا کی شادی کی ان دونون کی بھی خانہ آبادی کی پھر مدام بعیش و نشاط و فرحت و انبساط سب عاشق و معشوق بسر کرنے لگے فلک کجرفتار سے یہ کسکو امید تھی مگر شکر ہے کہ خدا نے یہ دن دکھایا بچھڑون کو ملایا جس طرح ان سب کے مقاصد دلی حاصل ہوے اوسی طرح اللہ تعالے تمام عالم کے مطالب بر لائے اور سبکے صدقے مین مصنف کی بھی دل کی مراد دے آمین وصلی اللہ تعالے علے خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین *

خاتمہ مین مختصر احوال مصنف کتاب کا پھر تذکرہ چند بزرگان و احباب کا اور وجہ تصنیف داستان پھر ایک نئے جلسے کا بیان

بعد حمد و صلواۃ کے فقیر سید فخر الدین حسین سخن مصنف کتاب خدمت مین ارباب دانش اور اصحاب بینش کے عرض رسا ہے کہ یہ غریب الوطن دہلوی مولد او لکھنوی مسکن ہے ایام طفولیت سے تا سن شعور اوسی شہر مردم خیز مین رہا اور اب آوارہ وطن ہے میر تقی دہلی جو ایک شہر تھا عالم مین انتخاب نعیم خلد + تھے جمع ہر لوگ وہان ہر دیار کے + اوسکو فلک نے مار کے تاراج کر دیا + ہم رہنے والے ہین اوسی اجڑے دیار کے + حضرت جناب اقدس آب گردون رکاب سر دفتر سخندانان سخن آفرین شاعران زمن نجم الدولہ دبیر الملک نواب اسد اللہ خان بہادر نظام جنگ عرف مرزا نوشہ تخلص غالب اعلی اللہ درجتہ و تعالی شانہ جو جد اساتذہ دبستان ہین سر آمد شاعران حال و گذشتگان مین ہر چند وراثۃً کمترین کو تلمذ الیہ ہے پس و تدریس سے ہیچ استفادہ رہا تحریر نظم و نثر پارسی اور اردو کی عبارت پر دل آمادہ رہا سبحان اللہ حضرت غالب مدظلہ العالی امام شعراے ذی کمال اور پیشواے سخنداران صاحب دانش تھے جن قصائد ابیات دیوان ترتیب دیا کیا کہین وہ تو بہت سے شیراز تک بلکہ دور دور آفتاب سے زیادہ مشہور ہین شاعر بہت سے گذرے کے حضرت سے پیشتر ہو گذرے ہین کیسے کیسے لکھتے لکھتے مر گئے مگر آپکی سی کوئی آپ سے بہتر ہوا ہے نہ کیا کوئی آپ کے برابر ہوا ضعف مزاج آپ کا کلام دیکھیے اور طبع عالی دقت پسند اور مائل بندش معانی بلند ہے اگر سمجھے تو لطف اوٹھانے دیوان اردو جب تصنیف فرمایا معنی رس اور سخندان لوگون نے ایک ایک شعر مین سو سو طرح کا مزا پایا لیکن بعض شاعر جو بڑے مشاق تھے اپنے فن مین طاق شہرہ آفاق تھے اکثر اشعار نہ سمجھے اور ہر ایک شعر پر اوٹھتے یہان تک کہ اضلاع اور امصار سے خطوط آنے لگے لوگ نواب صاحب کی خدمت مین مطلب دریافت کرنے جانے لگے آسان اشعار کہنے کی فرمایش ہوئی دوسرا دیوان مرتب کرنے کی خواہش ہوئی آپنے اوس دیوان کو دریا برد کیا اور دوسرا دیوان موافق فہم ابناے روزگار کے ترتیب دیا پھر یہ رباعی لکھکر لوگون کو سنا دی اور دیوان کے آخر مین لگا دی غالب مدظلہ مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل + سن سن کے اوسے سخنوران کامل + آسان کہنے کی کرتے ہین فرمایش + گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل + تواریخ مہر نیم روز اور ماہ نیم ماہ حسب الحکم شاہ ثریا جاہ از آغاز پیدایش حضرت آدم علیہ السلام تا زمان صاحبقران ثانی امیر تیمور گورگانی اور دوسری جلد مین دوران سلطنت

شعرا بہادر شاہ ثانی نے ایک مہینے کے عرصے مین اس فصاحت اور بلاغت کے ساتھ لکھی کہ
سب استادون نے آپ کے آگے قلم رکھدیا پھر لکھنے کا نام نہ لیا سوختین سلف کی کتابین
رومی ہے جسمین اتنی بڑی تاریخ کو دو جلدون مین اور دو جلدون کو اٹھارہ جز مین تمام کیا دریا کو
کوزے مین بھرا اور عجیب کام کیا انشاے پنج آہنگ کو کہ جسمین صدہا مکتوب ہین سخن فہم
کو خوب ہین تین روز مین تصنیف کیا مثنوی یا منتخبات جو کلکتہ مین رقم فرمائی اور ایک
دن مین تالیف کیا تذکرہ جو کتاب کی سب آمیزش سے بالکل عبارت سے جسمین مختصر تذکرہ
حالات زمانۂ غدر اور کچھ باتین گذشتہ سے جو شخص آپ کے احوال دریافت کرنیکا شایق ہے
وہ مثنوی کو دیکھے یہ کتاب اوسکے دیکھنے کے لائق ہے الغرض مین رنجور و دراز سفر و رجب تک بھی
تشنہ بازندگی کا لطف اوٹھاتا رہا حضرت ممدوح کے فیضان صحبت سے ثمرہ نیک پاتا رہا جب
حضرت والد ماجد مدظلہ العالی کی زیارت اور قدمبوسی کا اتفاق ہوا پھر تو شاہجہان آباد مین
رہنا نہ ہوا ۱۲۹۹ھ مین بلدۂ لکھنؤ مین آیا قیصر باغ میلہ دیکھا شہر کی سیر کی چندے جی
بہلایا حضرت قدر قدرت شوکت فلک مرتبت ذوالمجد والکرم مقدس و محترم قبلہ و کعبہ دو جہان
حضرت مرزا جناب خواجہ بشیر صاحب مدظلہ جو زمانہ واجد علی شاہ مین مہتمم خوشحالی کل ممالک
محروسہ ملک اودھ کے عمومی فقیر ہین لکھنؤ مین سب اہل نظر جانتے ہین اصحاب بینش سمجھے
ہین خواجہ صاحب عالی خاندان ذیجاہ و مرتبت صاحب علم و فارسی دان یکتا و بے نظیر ہین
اونکے پاس رہا بعد عرصے حضرت جناب گردون رکاب قدوۂ خاندان مصطفوی زبدۂ دودمان
مرتضوی کریم ابن الکریم جناب پھوپھا صاحب قبلہ و کعبہ مرزا ابراہیم صاحب خلف الصدق
حضرت جناب مرزا محمد بیگ صاحب بہادر صدر امین اعلے ضلع سہارن مدظلال جلالہم
کہ سید سندی ہین عالی خاندان مشہور نزدیک و دور ہین احداد امجاد اور بنیا کان کے وقت سے
بوجہ عطاے خطاب شاہی بلقب میرزائی مشہور ہین لکھنؤ سے قصبہ آرہ ضلع شاہ آباد مین تشریف
لائے میری شادی کرنیکا قصد مصمم تھا اپنی فرزندی مین لینے کا ارادہ مستحکم تھا اسلیے احقر الحروف
کو بھی اپنے ہمراہ لائے یہان حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مقبول بارگاہ رب العلا
مصدر عز و اعتلا مرجع الانام منبع الکرام واقف اسرار خفی و جلی حضرت جناب مخدوم شاہ سید بداد علی
صاحب کی ملازمت حاصل ہوئی جب قبلہ و کعبہ دو جہان جدامجد حضرت ابوالقاسم خواجہ نظام الدین
احمد عرف فقیر صاحب برد اللہ مضجعہ نور اللہ مرقدہ حضرت موصوف سے کمال محبت رکھتے تھے

حقیقی بھائی سے زیادہ الفت رکھتے ہیں اور جناب کریم و مکرم مطاع عالم عقدہ کشائے سلسلۂ کار رشتگان
رشتہ گیر درماندگان و پاشکستگان معدن جود و سخا معدن لطف و عطا جگر بند بلکہ جناب مولوی سید
قدرت علی صاحب متعہم اللہ کی ملازمت سے بھی شرف اندوز ہوا ذات گرامی صفات انکی بھی اس نا
مین عقیدت سے ہے اور انکے اخلاق اور شان و شیم و کرم پر جان و دل سے نثار ہون اونکو بھی
میرے ساتھ قلبی محبت ہے مگر جناب مستغنی الالقاب مخدومی مکرمی سید باقر علی صاحب جنکو
ہمارے حضرت ہادی پیر و مرشد مدظلہ العالی کے حضور سے ملک الشعرا کا خطاب ہے واقعی ایک
ایک شعرا کا فخر ہے کلام مین انتہا کی شوخی اور درد ہے دیوان منتخب ہے لاجواب ہے اور نسل
سے نسبت مردانہ رکھتے ہین وہ کمترین سے برادرانہ رکھتے ہین کمال عنایت فرماتے ہین غریب خانہ
پر اکثر تشریف لاتے ہین مجھے عرصے سے شغل وکالت ہے روزمرہ دربار جانے کا اتفاق ہوتا
ہے کبھی جو عدم فرصت کے سبب سے ملاقات مین عرصہ ہو جاتا ہے تو دل بے قرار کو چین نہین
آتا ہے مولوی صاحب ممدوح بھی تجسس جو ہوتا ہے ہین آدمی بھیجتے ہین خود کرم فرماتے ہین اور ایک
ہمارے شفیق مہربان وضع اور خلیق سخنور بے عدیل و بے نظیر سرکردۂ انجمن نکتہ دان عالی وقار مولوی
محمد نور الحسن صاحب کہ اونکے اخلاق مسعود اور اوصاف محمود اگر لکھون تو ایک دوسری
کتاب تصنیف ہو مگر یہ بھی جیسا جی چاہتا ہے اوس قدر نہ تعریف ہو وہ بھی اس ضلع مین مشاہیر
وکلان اور وکیل ہین خدا کے فضل سے با اقتدار صاحب عہدۂ جلیل ہین اللہ تعالیٰ ان بزرگوار
کو شاد رکھے دشمنون کو انکے ناشاد اور دوستون کو آباد رکھے ع این دعا از من و از جملہ جہان
آمین باد + اور وجہ تصنیف اس داستان کی یہ ہے کہ فقیر مدام دلشاد و غم دنیا سے آزاد رہتا تھا
ایک روز یہ جی مین آیا کہ فضل خدا سے اب ذی شعور ہوئے سن تمیز پایا تھا اپنے نام و نشان کی
فکر کرنی ضرور ہے فرصت کو غنیمت سمجھنا کار ہر ذی شعور ہے بس آخر یہی بات ذہن مین آئی کہ
بہترین یادگار اس دہر ناپائدار مین تالیف اور تصنیف ہے اسی سے لوگون کا جہان مین
نام ہے اونکی تعریف ہے مصنف گلشن سخن سنجان مین اور کوئی خلیف الصدق کتاب جنتی جیسے
نام باپ کا رکھے تھا ہے نام کی صورت نہین ہے اسکے سوا یہ وہ نگینہ ہے جو نام کو جلا رکھے
بغیر حید مصنف ہر ایک سے آگے + مثال نکہت گل آپ کو سدا رکھے + غرض سخن سے زیادہ
نہین ہے چیز کوئی + سدا زمانے مین قائم اسے خدا رکھے + اور قطع نظر اسکے اپنا دل بھی
لذت گیر چاشنی محبت ہے عاشقانہ و معشوقانہ سے طبیعی الفت ہے کچھ ان دنون طبیعت زیادہ

اُل و بار فتہ ہے ہر چند دل عشق منزل لڑکپن سے انھین باتون کا خوگرفتہ ہے **فرد** طفلی مین
بھی ہٹ کرتے تھے ہم اور طرح کی * بھلاتی تھی دایہ تو گل داغ ہوگیے * الغرض اسی تردد
طبیعت کی واشد مین عرصہ گذرا آخر تردد سے بسہل نے نظم حسن و عشق مین جرئت کی اور معشوق
نے بھی اپنے عاشق پر اس امر مین تاکید از حد کی ناچار قصہ شاہزادہ **آرام دل** اور ملکہ
حسن افروز کا اپنی طبیعت کے زور سے قلم بند کیا طالب اور مطلوب دونون کو خرسند کیا
جب یہ قصہ تمام ہوا **سروش سخن** اسکا نام رکھا اس نام مین یہ خوبی ہے کہ ہم نام و ہم تاریخ ہے مگر
ترکیب مین اسکے اضافت مقلوبی ہے

تاریخ تصنیف از مصنف

بسکہ ہماری داستان کہنے لگے یہ نکتہ دان	عشق کا خوب ہے بیان قصہ بھی یہ عجیب ہے
تفکہ کو سال اسے سخن فکر جو دل مین کی ذرا	ہاتف غیب نے کہا نغمۂ عندلیب ہے
	١٢٧٦ھ

تاریخ طبع از مصنف

چون بتائید خدا انجام یافت	قصۂ دلچسپ و مرغوب بیان	داستان عشق چون کردم رقم
ہدیہ آوردم بپیش دوستان	سال طبعش ای سخن ہاتف بگفت	طبع شد زیبا و دلکش داستان
		١٢٨١ھ

بیان جلسہ

ایک جلسہ ہمارے دوستون کا جو موسوم بہ **انجمن احباب** ہے باتفاق یاران جلسہ وہ ایجاد ہوا
حقیقت مین لاجواب ہے ایک دستور العمل حاوی سب کاروبار ضروری بلکہ جملہ امور دینی و دنیوی طیار ہے
سب احباب کا اسی پر دار و مدار ہے زبان نہایت فصیح صاحبان جلسہ کی ایجاد سب زبانون سے جدا
ہے اوسمین ہر ایک کو خوب مشاقی حاصل ہے صرف کتابت انگریزی نہین مگر مثل انگریزی خوشنما
ہے اس جلسے کے واسطے خاص ایک مکان رفیع الشان مع اسباب ضروری و سامان عیش و نشاط
سجا ہوا ہے ہر طرح مرتب ہے ہر چیز وہان مہیا ہے روزمرہ اوس مکان مین سب احباب کی نشست
ہوتی ہے دوست آشنا آتے ہین قرینے سے بیٹھتے ہین پیچوان پیتے ہین گلوریان نفیس کھاتے ہین
کیفیت ہوتی ہے ہر مہینے کی اونتیسوین تاریخ ایک جلسہ کلان ہوتا ہے میلہ کا لطف ہوتا ہے

موجود ہر پیر وجوان ہوتا ہے رنج والم سب دور ہوتا ہے تعظیم اور تواضع ہر فرد بشر کی مدنظر رہتی ہے ہر ایک کا دل مسرور رہتا ہے اوس روز پچیس روپیہ کے ٹکے فقرا اور مساکین کو نقد تقسیم ہوتے ہین اون لڑکون کو اکثر دیے جاتے ہین جو یتیم ہوتے ہین چنانچہ یہ اونتیسوین کا جلسہ ہمارا مشہور ہے دوکاندار مکان کے دروازے پر دوکانین لگاتے ہین لوگ دور دور سے سیر دیکھنے کو آتے ہین شاہدان گلعذار اور مہوشان پری رخسار کی کثرت سے وہ مکان پرستان ہوتا ہے وہان کی زیب وزینت اور روشنی کی کیفیت دیکھکر راہ چلتون کو شادی کی محفل کا گمان ہوتا ہے تمام شہر کی طوائف نامی مجرے کے واسطے طلب کی جاتی ہین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ خود چلی آتی ہین سب احباب ایک طرح کی پوشاک پہنکر بیٹھتے ہین از سرتا پا بلا فرق سبکی ایک وضع ہوتی ہے فرط محبت سے باہم کچھ عجب ڈھنگ ہین کہ دوئی کا نام نہین سب آشنا ایک رنگ ہین اوس بزم مین پہلے غزلخوانی کا چرچا ہوتا ہے بعد اوسکے رقص وسرود کی محفل آراستہ ہوتی ہے صبح تک عجب لطف کا جلسہ ہوتا ہے سب احباب بفضل الٰہی ملازم سرکار دولت مدار ہین عہدہ ہاے جلیل پر مقرر ہین بہت خوش گذار ہین جملہ اشخاص اکثر علوم اور فنون مین استعداد کامل رکھتے ہین طاق ہین ہمہ دان مشاعرہ نام آور ہین شعرگوئی مین مشاق ہین بادرش نحیر جناب سید محمد افضل صاحب خضر تخلص جو عدالت دیوانی ضلع شاہ آباد مین امین درجۂ اول کے ہین عالیخاندان نیک ذات خجستہ صفات بے تکلف انتہا کے ذہین اور فطین با مذاق لطیفہ گو حاضر جواب ہین دوستون مین ہمارے انتخاب ہین سید فرزند احمد صاحب صفیر بلگرامی جو صاحب دیوان ہین تحریر اونکی چست روزمرہ درست نہایت خوش بیان ہین ہر شہر و دیار مین اونکی علو خاندانی کی شہرت ہے ہر جگہ اونکی قدر و منزلت ہے بیان کرنے کی کیا حاجت ہے اور صدر نشین انکیہ بزم منشی احمد حسین صاحب منشی محکمہ سرسری عرف میان جان حیرت تخلص کہ مرد باوضع عالی ہمت ذکی نکتہ سنج بے رنج سخن فہم خوش شعر و جوان ہین پیکر سخن کی جان ہین ایک ادنے وصف خلق اونکا یہ ہے کہ جس شخص سے ایک ملاقات کرتے ہین وہ اونکا بدل مشتاق رہتا ہے تمام عمر اوسے اونکی ملاقات کا اشتیاق رہتا ہے واقعی یہ ہے چالاک نہایت طرار سحر گفتار ہین جوان رعنا خوش پوشاک وضعدار ہین حکیم سید لقمان حیدر صاحب کہ تخلص یہ فقیر ہین کمال دانشمند ارسطو فطرت لقمان ثانی طبیب بے نظیر ہین کتابین خوب یاد ہین تشخیص بہت اچھی نہایت خوبصورت رنگیلے قابل صحبت اور لائق ملاقات ہین مگر ملاقات کم کرتے ہین پابند اوقات ہین محمد برکت اللہ خان صاحب سیفی تخلص کہ فی الحقیقت سیف زبان

محمد جعفر صاحب تخلص آشنا ہیں مروت آشنا ہیں عجب خوبی سے کیا بات اونکی یکتا ہیں محبت مین تکلف سے جدا جابجا جو بیان یار بار
اصغر تخلص بلگرامی کہ ہر علم و فن مین ماہر ہیں شاعری کے واسطے موزون ہیں نہایت آنکی
گو معاملہ بند محقق شاعر ہیں طبیعت بہت لطیف رکھتے ہیں مگر بالفعل اس جلسے مین شریک نہیں
رخصت باجازت ارباب انجمن اپنے وطن مین تشریف رکھتے ہیں منشی بانک رام صاحب منشی
تخلص ہیں محکمہ کلکٹری اور تحصیل مین رہ کر دیانت و جادۂ محبت کا ہم سفر ہیں صورت آشنا پرست
دیکھا وہ وقار ہیں میر امجد حسین اور منشی ریاض علی اور منشی بنیاد علی تخلص توقیر
تینون صاحب رئیسان عظیم آباد ہیں ذی جوہر بحر خوبی کے گوہر ہیں باغ عالم مین نیسان
الم سے آزاد ہیں بابو بسنت پرشاد اور منشی علی حیدر صاحب حیدری تخلص یہ دونون
نوجوان محکمہ کلکٹری اور فوجداری مین ہیڈ کلرک ہیں سرکار کے نوکر ہیں علم انگریزی و فارسی مین بہرہ کامل
رکھتے ہیں بہت اچھی استعداد ہے خلیق ہیں ہر ایک سے محبت بدل رکھتے ہیں منشی عطا حسین
صاحب کہ جنکو ۱۸۶۶ع مین سند وکالت درجۂ اول کی ہمارے ساتھ ہی عطا ہوئی ہے کیسے
قانون دان اور لائق ہیں کہ جنکا جواب نہین آمدنی ایسی کثیر ہے کہ جسکا حساب نہین منشی
کیرت نراین صاحب پیشکار فوجداری شوکت تخلص منتظم خوش سلیقہ بااخلاق و خندہ
ہیں انکی ذات سے خیر بہت جاری ہے شریر النفس کو اونکے جرائم کی سزا اقرار واقعی دیتے ہیں
بڑے کارگذار ہیں راجہ صاحب آباد اور منشی بے نظیر منشی نظر علی صاحب نظیر و سید عبد الحلیم
صاحب حلیم اور میا نجان صاحب نہال اور منشی رگھوبر دیال صاحب مشیر سب
صاحب آشنائی بحر محبت ہیں ان ہی لوگون سے رونق انجمن ہے اس جلسہ کا شریک ایک یہ
خوشہ چین خرمن بے دانشی محرر داستان ہیچمدان کمترین فخر الدین حسین سخن ہے جامع التقصیر
خدائے توانا ارحم الراحمین کے افضال و کرم سے یہ جلسہ ایسا با زیب و زینت ہے کہ خوش و خرم
سب احباب ہیں دوست دیکھکر مسرور ہوتے ہیں دشمنون کے دل آتش رشک و حسد سے
کباب ہوتے ہیں جو علم موسیقی کا کامل یہان آتا ہے اس جلسے مین مجرا کیے بغیر نہین جاتا ہے اکثر
طوائف لکھنؤ سے آئین ارباب جلسہ نے اونکے ساتھ وہ کام کیا ایسا کچھ دیا کہ آج تک دولتمند
اور شاد ہین فراموش کاری ایسے لوگون کا شعار ہوتا ہے مگر صاحبان جلسہ کے احسانات سب
اونھین یاد ہین ایک اونے ایک راجہ کی سرکار مین ہزار روپیہ مہینے کی نوکری ہے مگر یاران انجمن
کے فراق مین اس جلسے کے اشتیاق مین زندگی سے بیزار ہے کبھی جو ذکر آتا ہے کوئی انکے جلسے

خبر اس سے سنا تا ہے تو زود دہی ... لیکن اتفاقات زمانہ سے مجبور ہے نا چار ہے الغرض ارباب
کے اوصاف اور اس انجمن کے ... اگر سب لکھے جاتے تو کئی کتابیں تصنیف ہون
اس کتاب میں مختصر اسی قدر حال رقم کیا زیادہ طول نہ دیا اللہ تعالے سب دوستوں کو
رکھے تا کہ یہ قصہ اندازہ نظر سے نہ گرے حافظ حقیقی سب کا نگہبان ہو اور بالاتفاق ... باہم خوشی میں

قطعات تاریخہاے مطبوعہ پیشتر

قطعہ تاریخ از جناب عمو صاحب قبلہ و کعبہ دو جہان جناب خواجہ محمد شفیع

مدظلہ العالی

بر سائی خرد جوان شدہ جانفزاے دل و جان
چہ فسانہ نمکین بیان چہ سخن لطیفہ داستان

سخن سخنور نامور ز ریاض علم و ادب نو
ہمہ نور بخش دل و نظر چہ کیفیت گشتہ ترانہ خوان

سخنش بدلکشی ادا ہمہ عشوہ سنج و کرشمہ زا
بہ بر دل شکیب ز سینہا چہ حدیث لعل پری وشان

بہ ہمہ لیاقت خوش بیان پے سال یافتہ ام نشان
گل گلستان بے خزان شدہ سال طبع بہ ...

قطعہ تاریخ در صنعت توشیح از جناب میر وزیر صاحب نور تخلص

شاعر سخن بیان و اہل وضع
نور آب سخن فکر از سر گذشت

قصہ تازہ بہ سخنش در گذشت
بہر تاریخش سروش آواز داد

حرف آخر کن ز ہر مصرعہ حساب
از نظر این داستان کمتر گ...

ایضاً

چھپا جب قصہ نایاب تصنیف سخن سنج
ہوئی تاریخ کی اسے نور دل کو فکر جب

چمن سے عندلیب خوش نوا نے دی صدا مجھکو
لیے تفریح دل سے کہ گلستان سخن اچھا

ایضاً

وہ چھپی اب داستان دلفزا
بادشاہوں کو جو تھی مرغوب دل
اگرچہ از فرق ادب بولا سرِ دل
نور کی تاریخ ہی مرغوب د...

از منشی احمد حسین صاحب منشی سر رشتہ محکمہ کلکٹری ضلع شاہ آباد حیرت تخلص شریک جلسہ

ناظرین خوش شدند ازین قصہ
سامعین از دل شدہ ...
سال طبعش جو خواستم حیرت
از دل آمد ندا عبارت ...